Scanned with CamScanner

حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار تصانیف

مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور دیگر سلاسل
کے معمولات اور اوراد و وظائف کا مجموعہ

قصیدہ اطیب النغم

خوبصورت نعتیہ قصیدہ کی پرسوز
اور دلآویز شرح

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

فون:
- گنج بخش روڈ، لاہور 7221953-7220479
  فیکس 7238010
- ۹۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 7225085-7247350
- ۱۴۔ انفال سنٹر اردو بازار کراچی 2210212-2212011
  2630411

Scanned with CamScanner

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را

فقر غیور اور عشق خود آگاہ کا نقیب

ماہنامہ

ضیائے حرم

لاہور

جلد نمبر 35 — مئی 2005

شمارہ نمبر 8 — ربیع الثانی 1425

مؤسس: ضیاء الامت حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ

پیر محمد امین الحسنات شاہ سجادہ نشین بھیرہ شریف

مدیر

پروفیسر حافظ احمد بخش ایم اے گولڈ میڈلسٹ

مینجر

چوہدری محمد عنایت گوندل

معاونین محمد ظہیر الامین، محمد علی ولانہ

مینجر لاہور آفس شبیر احمد شرقپوری

بدل اشتراک

فی پرچہ 15 روپے

زر سالانہ 130 روپے

بذریعہ وی پی: 140 روپے

یورپ اور مشرق وسطیٰ 20 ڈالر

امریکہ نیوزی لینڈ وغیرہ 25 ڈالر

بنک ڈرافٹ کے لئے: بنک اکاؤنٹ نمبر 2011 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانچ نمبر 0226 بھیرہ

ہر قسم کی خط و کتابت اور ترسیل زر کیلئے

دفتر ماہنامہ ضیاء حرم بھیرہ ضلع سرگودھا فون نمبر: 04521-690614

لاہور آفس:

دار العلوم محمدیہ غوثیہ داتا نگر

بادامی باغ لاہور

042:7603545

انگلینڈ آفس:

Haji M. Tameez
8 Miersfied Cressex Estate
High Wycombe
BUCKS (U.K.)
HP 11 ITX, 01494-527835

E.mail:Shabir@dmglahore.com

پیر محمد امین الحسنات شاہ نے حامد جمیل پرنٹرز لاہور سے باہتمام محمد منشا چھپوا کر دفتر ماہنامہ ضیائے حرم داتا نگر لاہور سے شائع کیا۔

Scanned with CamScanner

ضیاء القرآن

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

ترجمہ: اور وہ وہی ہے جو قبضہ میں لے لیتا ہے تمھیں رات کو اور جانتا ہے جو کمایا تم نے دن کو پھر اٹھاتا ہے تمھیں (نیند سے) دن میں تا کہ پوری کر دی جائے (تمہاری عمر کی) میعاد مقرر پھر اسی کی طرف تمھیں لوٹنا ہے پھر وہ بتائے گا تمھیں جو تم کیا کرتے تھے۔

تشریح: نیند اور بیداری کا یہ تسلسل جاری رہتا ہے یہاں تک کے زندگی کا سفینہ وقت کے سمندر میں موجوں سے کھیلتا، طوفانوں سے الجھتا بھنوروں سے بچتا موت کے ساحل پر لنگر انداز ہو جاتا ہے۔ اس کے پیچھے ایک آہنی دیوار کھڑی کر دی جاتی ہے، حال کے ہنگامے ماضی کی گود میں دم توڑ دیتے ہیں، ساری وابستگیاں اور دلبستگیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ ایک اور زندگی کی صبح طلوع ہوتی ہے۔ انسان اپنے مالک وخالق کے حضور میں جواب دہی کے لیے کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ یہاں توفی کا لفظ نیند کے معنی میں استعمال ہوا ہے اس کا حقیقی معنی ہے کسی چیز کو پورا پورا لے لینا؛ استیفاء الشیی (قرطبی) کیونکہ نیند کے وقت انسان کا عقل وشعور معطل ہو جاتا ہے چلنے پھرنے، دیکھنے سننے کی قوتیں بے کار ہو جاتی ہیں اس لیے اس کے لیے توفی کا لفظ استعمال ہوا اور موت کے وقت بھی مرنے والا کیونکہ اپنے مقررہ رات دن پورے گزار چکا ہوتا ہے اس لیے وہاں بھی توفی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ توفی المیت استوفی عدد ایام وعمرہ والذی ینام کانہ استو فی حرکاتہ (قرطبی)

توفی کا یہ مفہوم خوب ذہن نشین رہے تا کہ کوئی یہ بتا کر کہ توفی کا معنی موت ہے آپ کو حیات حضرت مسیح علیہ السلام سے منحرف نہ کر دے۔

(ضیاء القرآن جلد اول صفحہ نمبر ۵۶۴)

Scanned with CamScanner

ضیاء النبی ﷺ

خالق کائنات کا قانون سب قوموں کے لئے ایک ہے۔ اس نے مسلمانوں کو بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی اجازت نہیں دی کہ وہ جو چاہیں کرتے رہیں، رفعتیں اور بلندیاں صرف انہی کو حاصل ہونگی۔ نہیں، بلکہ خالق کائنات کا قانون ہے کے جو قومیں بے عمل اور بد عمل ہوتی ہیں مکافات عمل کا خدائی قانون انہیں اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور ان کی زبوں حالی دوسری قوموں کے لیے درس عبرت بن جاتی ہے۔

ملت اسلامیہ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ جب خلافت بغداد کمزور ہوگئی تو شر پسند عناصر کو کھل کھیلنے کا موقع مل گیا۔ قسمت آزما لوگوں نے عظمت ملت کے کھنڈرات پر اپنے ذاتی اقتدار کی عمارات تعمیر کرنا شروع کر دی۔ دربار خلافت مختلف عناصر کی باہمی چپقلش کی آماجگاہ بن گیا۔ تشدد پسند عناصر نے ملت کو فرقہ واریت کی بھٹی میں جھونک دیا اور سلطنت اسلامیہ کئی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی۔

گیارہویں صدی عیسوی میں ملت اسلامیہ سیاسی، اقتصادی اور نظریاتی ابتری کا شکار تھی۔ دو مستقل خلافتیں قائم تھیں۔ ایک بغداد میں اور دوسری قاہرہ میں۔ یہ دونوں خلافتیں ایک دوسرے کے ساتھ برسر پیکار تھیں۔ ان کے سیاسی اور نظریاتی اختلافات میں مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی گردنیں مسلسل کٹ رہیں تھیں۔ ان کے داخلی حالات اور بھی ابتر تھے۔

مختلف عناصر نے مختلف اسلامی علاقوں میں اپنی اپنی آزاد اور خود مختار ریاستیں قائم کرلیں تھیں اور یہ ریاستیں بھی مسلسل باہم برسر پیکار تھیں۔ یہ ریاستیں ایک دوسرے کے خلاف عیسائیوں سے مدد لینے سے بھی دریغ نہیں کرتی تھیں۔

(ضیاء النبی جلد ششم ص 56)

Scanned with CamScanner

عکس جمال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرِ دلبراں

آج جبکہ یہ سطور سپرد قرطاس کی جا رہی ہیں ربیع الاول شریف کی بارہ تاریخ ہے۔اس ماہ مقدس میں اسی ہستی نے جہان رنگ و بو کو رونق بخشی جو وجہ تخلیق کائنات اور مظہر جمال ذات ہے۔آپ ہی کے صدقے نبض ہستی تپش آمادہ اور خیمہ ہائے افلاک ایستادہ ہیں۔آپ کی ذات پوری مخلوق سے بالا و والا اور آپ کو عطا کیا جانے والا نظام حیات سب نظاموں سے افضل و اعلیٰ ہے۔آپ کے خالق و مالک نے آپ کی رسالت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله

ترجمہ:''اللہ وہ ہے جس نے اپنے برگزیدہ رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ غالب کرے دین اسلام کو باقی تمام ادیان پر''

اس آیت میں یہ بشارت موجود ہے کہ دین اسلام کو ہر صورت میں غلبہ نصیب ہو گا۔سرکار کائنات ﷺ کی ظاہری حیات کے آخری سالوں اور خلفائے راشدین کے دور میں پوری دنیا نے ملاحظہ کیا کہ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا غلبہ عطا فرمایا کہ قیصر و کسریٰ اپنے محلات میں بیٹھے حضور ﷺ کے گودڑی نشین غلاموں کی ہیبت سے کانپتے تھے۔اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ صرف اس دور تک محدود نہ تھا بلکہ تا قیامت قائم ہے۔اگر بعض اوقات کوتاہ اندیشی یا زشتیِ اعمال کے باعث اسلام کی طرف منسوب افراد و اقوام کو برے دن دیکھنا پڑتے ہیں یا مرحلہ ہائے آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسلام مغلوب ہو گیا۔فی الحقیقت اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اہل اسلام نے اپنے دین کی قدر نہیں کی جس کی پاداش میں انہیں ذلت کے دن دیکھنے نصیب ہو رہے ہیں۔تنازع للبقاء کے حوالہ سے تہذیبوں کے تازہ تصادم میں بظاہر مسلمانوں کی دینی اقدار کو پامال کرنے کے لیے یہود و ہنود اور نصاریٰ انتہائی دلیر نظر آ رہے ہیں اور انہیں واضح کامیابیاں بھی نصیب ہو رہی ہیں لیکن یہ کہنا کہ ان اقدامات کے نتیجے میں اسلام اور اہل اسلام ختم ہو جائیں گے درست نہیں۔بے شک اس وقت مسلمان مغلوب ہیں ان کا خون انتہائی ارزاں ہے۔مختلف خطوں میں ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں لیکن ہمیں اپنے رب قدوس کی رحمت پر کامل یقین ہے کہ عنقریب وہ وقت آئے گا جب حالات مسلمانوں کے حق میں سازگار ہوں گے اور ظلم و ستم کی یہ تاریک رات چھٹ جائے گی۔امت کو درپیش مشکلات

Scanned with CamScanner

اور مستقبل کے دھندلکوں سے امڈے خطرات کا ادراک اور ان کے ہولناک نتائج سے نمٹنے کا احساس زندگی کی علامت ہے جبکہ قعر دریا سے ابھرتی موجوں کے ڈر سے مسلسل نامرادی کو ساحل بنا لینا ایسا سنگین جرم ہے جس کے بعد آثار حیات کی تلاش قوانین فطرت کے خلاف ہے۔

حضور ﷺ کے یوم ولادت کا پیغام یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کے مختلف طبقات مؤخر الذکر روش کو ترک کرتے ہوئے یاس و قنوط کی منحوس چادر کو اتار پھینکیں اور اپنی راکھ کے ڈھیر سے زندگی کی چنگاریاں تلاش کرنے کی کوشش کریں۔

عظمت رفتہ کی تلاش میں عمل کی جولانگاہ میں قدم رکھتے ہوئے اسلام کی نمائندگی کرنے والی اقوام اور افراد کو یہ حقیقت ذھن میں رکھنی چاہیے۔

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

اسلام ایک مکمل دین اور جامع نظام حیات ہے یہ اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ:

ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن

''سلامتی والے دین میں مکمل داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو''

اس دین کے ورثہ میں اتنی شاندار اور روشن اقدار موجود ہیں کہ اسے کسی بھی دیگر نظام کی طرف رجوع کرنے کی حاجت نہیں، اس کے دامن کرم میں پناہ لینے والوں کی اخلاقی، تمدنی اور عائلی زندگی کے لیے حقوق و فرائض کا ایسا حسین سلسلہ موجود ہے کہ اسے اپنا لینے سے زندگی کی سنگلاخ وادیاں رشک ارم بن جاتی ہیں۔

ان حقائق کو پس پشت ڈال کر اگر مسلمان خلاف اسلام تہذیبوں میں سکون دل کی تلاش کرتے ہیں تو یقیناً انہوں نے غلط راستہ کا انتخاب کیا ہے۔

اے نبی آخر الزمان ﷺ کے امتی ہونے کا دعویٰ کرنے والو!

تمہیں تمہارے علیم و خبیر خدا نے حکمت یعنی راز کائنات سے آگاہ ہونے کا حکم دیا ہے؛

گفت حکمت را خدا خیر کثیر
ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر

ترجمہ: خداوند قدوس نے حکمت کو خیر کثیر کہا ہے جہاں بھی تو حکمت کو دیکھے اسے حاصل کرلے۔

کیا تم نے کبھی اس حکم پر عمل کیا ہے؟

تمہارے رسول کریم ﷺ نے مہد سے لحد تک علم کے حصول کی تلقین کی ہے اور اپنا نمونہ زندگی پیش کرتے ہوئے لامکان کی رفعتوں پر بھی مزید علم کے لیے ہی دعا مانگی ہے؛

سید کل صاحب ام الـــــکتـــــاب

پردگیہا بر ضمیرش بے حجاب
گرچہ عین ذات را بے پردہ دید
رب زدنـــــــــــی اززبان او چکید

حضورﷺ ساری کائنات کے سردار اور حامل کتاب ہیں۔آپ پر کائنات کے سارے راز واضح کردیے گئے ہیں۔اگرچہ آپ نے شب معراج اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا پھر بھی آپ مزید علم اور جلووں کیلئے دعافرمارہے تھے۔

کیاتم نے کبھی سنجیدگی کے ساتھ اپنے نونہالوں کے کئے کوئی مفید تعلیمی پالیسی اپنائی ہے؟

تمہارے اللہ جل جلالہ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنے اور اپنے اللہ کے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے افرادی قوت بھی تیار کرو اور سامان جنگ کی تیاری کے حوالے سے بھی کبھی غفلت کا مظاہرہ نہ کرو۔

کیا تمہاری جملہ اسلامی مملکتوں کے ارباب اختیار نے کبھی اس جانب کوئی مؤثر قدم اٹھایا ہے؟

جب سارے ہی سوالات کے جوابات منفی میں ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ نبی آخر الزمانﷺ کے یوم ولادت کے موقع پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کا ازسرنو جائزہ لیں اور جہاں جہاں جس جس موڑ پر اصلاح کی کوئی صورت نکل سکتی ہے اس کے لیے ساری توانائیاں صرف کریں۔

روحانی واماندگی، ذہنی پسماندگی اور قوت بازو کے حوالہ سے جس بیچارگی میں ہم گرفتار ہیں یہ تنزل اور ادبار کی آخری منزل ہے۔اس مشکل ترین موڑ پر اصلاح احوال کا مؤثر ترین ذریعہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم سب سے پہلے انفرادی اور اجتماعی ہر دو حوالوں سے اپنے کردار کی تعمیر کے لیے عملی اقدامات کریں جب تک ہماری سیرت اور کردار صحیح نہج پر مرتب نہ ہوں گے زندگی کی تاریک رات سحر آشنا نہ ہوگی۔ہمارے نزدیک تعمیر کردار کی صحیح ترین صورت یہ ہے کہ ہر فرد اور ہر ادارہ اپنی اپنی حدود میں رہ کر کام کرے اور حقوق وفرائض کی دنیا میں کسی لحاظ سے بھی تجاوز نہ کرے۔اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لیے ہر ہر سطح پر شورائی نظام متعارف کروایا ہے جب تک ہم اس کی برکات سے مستفید نہیں ہوں گے ہمارے معاملات حیات میں درست سمت کا تعین نہیں ہو سکے گا۔

ہمارے آقا و مولاﷺ نے سچ بولنے، وعدہ وفا کرنے، امانت میں خیانت نہ کرنے اور فحش گوئی سے رکنے کا حکم دیا ہے۔اگر اس ایک ارشاد گرامی کو بھی پرائیویٹ اور حکومتی سطح ہر حرز جان بنالیا جائے تو زندگیوں میں حسین تبدیلی آسکتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی دینی اساس کی حفاظت کی توفیق بخشے اور ترقی کے نام پر متعارف کروائی جانے والی ہر قسم کی فحاشی سے محفوظ رکھے۔

Scanned with CamScanner

سید مسکین شاہ بخاریؒ کا سانحہ رحلت

ساکن برہان شریف ضلع اٹک

سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری مشہور صاحب قلم اور ادارہ ضیائے حرم کے مخلص ترین معاونین میں سے ہیں۔آپ قلمی حوالہ سے بھی ضیائے حرم کے کرم فرما ہیں اور تعلیمات حضرت ضیاء الامتؒ کو عام کرنے میں بھی صبح و شام سرگرم عمل رہتے ہیں۔آپ کے والد گرامی سید مسکین شاہ بخاریؒ ۲۶ صفر المظفر ۱۴۲۶ھ بمطابق ۶۔اپریل ۲۰۰۵ء رات دو بجے کلمہ طیبہ اور درود پاک کا ورد کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت شاہ صاحبؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے جملہ پسماندگان بالخصوص سید صابر حسین شاہ صاحب کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت بخشے۔

یکم جون 2005ء سے نئی قیمتوں کا شیڈول

(اندرون ملک)

مجلّہ ضیائے حرم کی عام قیمت 18روپے

سالانہ چندہ بذریعہ عام ڈاک 175روپے

سالانہ چندہ عام ڈاک بذریعہ وی پی 185روپے

بذریعہ رجسٹری 295روپے

(بیرون ملک)

امریکہ، نیوزی لینڈ وغیرہ:30امریکی ڈالر

یورپ اور مشرق وسطیٰ :25امریکی ڈالر

عام ڈاک بذریعہ چیک (سالانہ چندہ+ بنک چارجز)=300روپے

رجسٹرڈ ڈاک.............................. =420روپے

اکاونٹ نمبر 2011 UBL بھیرہ 0224

Scanned with CamScanner

ایڈیٹر کی ڈاک

قابل صد احترام قبلہ پروفیسر حافظ احمد بخش صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ
مزاج گرامی

ماہ اپریل کا ضیائے حرم میرے سامنے ہے ایک ایک لفظ میرے قلب وذہن کو منور وسرشار کرتا جا رہا ہے یہ سب کچھ آپ پر حضور ضیاء الامت کا کرم خاص، اس آستان پاک سے آپ کی محبت واخلاص، آپ کی علمی کاوشوں اور درخشندہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے، عرس پاک کی محافل کو جس انداز میں روحانیت سے پُر اور عملی بنایا جارہا ہے یہ آپ جیسے زیرک اور مخلص احباب کی صاحبزادہ صاحب سے مشاورت کا ایک عملی نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ جیسے مخلص وشفیق اور اپنے مشن سے محبت کرنے والے لوگوں کو عمر دراز سے نوازے اور آپ کا یہ ذوق تادیر سلامت رہے، آپ کی ارادت میں ضیائے حرم بحمد اللہ آستان پاک کی آواز کو انتہائی خوبصورت ومؤثر انداز میں قارئین تک پہنچا رہا ہے اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے۔

والسلام مع الکرام
طالب دعا محمد نواز
لیکچرار گورنمنٹ کالج نورپور خوشاب

(۲)

محترمی ومکرمی استاد العلماء استاذی المکرم عزت مآب پروفیسر حافظ احمد بخش صاحب دام ظلہ

السلام علیکم
مزاج گرامی قدر!

ماہنامہ ضیائے حرم شمارہ ربیع الاول ۱۴۲۵ھ اپریل ۲۰۰۵ء نظر نواز ہوا۔ ٹائیٹل پر گنبد خضراء کی نور افشانیاں دل ونگاہ کی تسکین کا ساماں کرنے لگیں۔ گنبد خضرا کے نیچے حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ (فداہ ابی وامی) کے مرقد انور کا گنبد بیضاء اپنی ضیا پاشیوں سے قلب خرد کو منور کرنے لگا۔ ۱۱۲ صفحات پر مشتمل اس شمارے کی انفرادی خصوصیت، جو بالعموم جملہ اھل ذوق اور بالخصوص مریدین، معتقدین اور متوسلین حضرت ضیاء الامتؒ کے لئے روحانی مسرت کا باعث ہے، ۹۵ صفحات پر محیط عرس پاک کی تفصیلی روئیداد ہے۔ یہ وہ ضخامت ہے جو معمول کے شمارے کی بنتی ہے۔ روداد کا آغاز اس قدر دلکش ادبی پیرائے میں کیا گیا ہے کہ

قاری اس کی سحر آفرینی سے نکل نہیں پاتا اور ساتھ ہی ساتھ سیدی ومرشدی حضور ضیاء الامتؒ کے وصال پر ملال کی یاد سے آنکھیں بے اختیار غمناک ہو جاتی ہیں۔آپ کی جہد حیات کے ہمہ جہت ثمرات سے بڑی خوش اسلوبی سے آگاہی بخشی گئی ہے۔

پہلی نشست سے لے کر آخری نشست تک پوری کاروائی اپنے حسن و جمال اور متنوع اوصاف کے عروج پر نظر آتی ہے۔جملہ خطابات کے مکمل متن تحریر کر کے اس روئیداد کی اہمیت اہم ترین ریکارڈ کی صورت اختیار کر گئی ہے۔مختلف شخصیات کے حوالے سے تعارفی کلمات کو حوالے کا درجہ مل گیا ہے۔مجھ جسے سینکڑوں قارئین کو از اول تا آخر روئیداد پڑھ کر کس قدر روحانی طمانیت حاصل ہوئی ہو گی یوں لگتا ہے جیسے صفحات کی سکرین پر حروف، تصویر بلکہ اصل منظر کی صورت اپنا چکے ہیں۔عرس پاک کے ایسے شرکاء جو اپنی مصروفیات یا مجبوری کے باعث تمام محافل میں شریک نہ ہو سکے وہ اس روداد کو پڑھ کر اپنے آپ کو تمام نشستوں میں شریک محسوس کرنے لگے ہیں اور آئندہ کوئی لمحہ ضائع نہ کرنے کا عزم کر رہے ہیں۔ایسے احباب جو عرس پاک میں سرے سے شمولیت نہیں کر سکے ان کے لیے بھی یہ تفصیلی روداد سرمایہ حیات کی حیثیت رکھتی ہے۔

قبلہ استاذی الکریم! میرے چھوٹے سے منہ سے یہ بڑی بڑی باتیں شاید کسی کو عجیب محسوس ہوں لیکن یہ بات اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کے قلم سے نکلا ہوا یہ شاہکار اپنی مثال آپ ہے۔میں ان حروف شکستہ کے ذریعے حدیث دل کہہ سکا ہوں یا نہیں تاہم ایک روح پرور کیفیت سے سرشار ہوں کہ ماہنامہ ضیائے حرم کے حوالے سے چند جملے لکھنے کے قابل ہوا کیونکہ یہ شجر سایہ دار ہے جس کی آبیاری میرے مرشد کریم نے فرمائی ہے۔

اللہ کریم اپنے محبوب کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے طفیل ماہنامہ ضیائے حرم کو لمحہ بہ لمحہ کامرانیاں نصیب فرمائے۔

گدائے کوچہ ضیاء الامتؒ

دعا جو

محمد نور الحسن ضیاء

فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

Scanned with CamScanner

مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف
اور مرکزی غوثیہ گرلز کالج کے سالانہ
نئے داخلہ کا شیڈول

مرکزی انجمن تعلیم المسلمین غوثیہ بھیرہ نے فیصلہ کیا ہے کہ مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ اور غوثیہ گرلز کالج بھیرہ شریف ضلع سرگودھا میں نئے طلباء وطالبات کا داخلہ میٹرک کے نتائج کے بعد کیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہش مند طلباء وطالبات اپنی اسناد یا مصدقہ رزلٹ کارڈ ادارہ کے دفتر میں بھیجیں گے۔ میٹرک کے نمبروں کے مطابق میرٹ لسٹ مرتب کر کے طلباء وطالبات کو ان کے گھروں میں اطلاع کر دی جائے گی۔

حتمی تاریخوں اور مزید معلومات کے لیے

رسالہ ''ضیائے حرم'' زیر مطالعہ رکھیں۔ آنے والے مہینوں میں ہم مرحلہ بمرحلہ معلومات شائع کرتے رہیں گے۔

منجانب! سیکرٹری انجمن تعلیم المسلمین غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا

فون نمبر: 690414 690569 690614 -04521

Scanned with CamScanner

ثنائے رسول ﷺ

مہکتا گلستان ثنائے محمد ﷺ
بہار دل و جان ثنائے محمد ﷺ
لپٹ جائیں دل سے حضوری کے جلوے
کرے جب ثناخوان ثنائے محمد ﷺ
نوید مسرت، کلید لطافت
ہے مرغوب یزداں ثنائے محمد ﷺ
درودوں کی کلیاں، سلاموں کے گجرے
ہے طیبہ کا ساماں ثنائے محمد ﷺ
مجھے راس آئے فضائے مدینہ
میرے غم کا درماں ثنائے محمد ﷺ
یہ کار خدا سنت انبیاء ہے
ہے مومن کا ایماں ثنائے محمد ﷺ
یہ اعزاز بخشا خدا نے مجھے اب
کرے مجھ سا نادان ثنائے محمد ﷺ
خدا کا وہ محبوب ٹھہرے شفاعت
کرے جو بھی انساں ثنائے محمد ﷺ

پروفیسر محمد شفاعت صمیم گوجرانوالا

نعت شریف

دل ہوا جب رہ نوردِ جادہ عشق رسول ﷺ
کھل پڑا فکر و ذہن کے باغ میں مدحت کا پھول

حبّــــــــذا ہر جنبش لب نور افشاں ہوگئی
روح پرور انجمن آرا ہیں تذکارِ رسول ﷺ

ناخنِ پائے نبی کا عکس ہیں شمس و قمر
سرمہ چشمِ بصیرت آپ کے قدموں کی دھول

آپ نے چھیڑا زمانے میں جونہی وحدت کا ساز
شرک کی تانوں کے سب نغمے ہوئے حرفِ فضول

سوچ کے نخل تمنا میں بھی آجائے بہار
حرز جاں ہوں آپ کی سیرت کے جب زریں اصول

انتساب عشق ہے سوزِ دروں میں مضطرب
میرے! آقا ہو مرے اشکوں کا نذرانہ قبول

ہو بہارِ گل کدہ تائب کی یہ مدحت گری
حشر میں ہو سرخروئی صدقہ آلِ رسول ﷺ

(عبدالغنی تائب)

Scanned with CamScanner

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

دل مضطر ہے اور آنکھوں میں نم ہے یا رسول اللہ
حیات اپنی رہین رنج و غم ہے یا رسول اللہ

چلی نفرت کی بین المسلمیں ہے تیز و تند آندھی
ہوئی دیوار الفت منہدم ہے یا رسول اللہ

مظالم دیکھ کر کشمیر اور اہل فلسطین پر
بیان افسردہ، لرزیدہ قلم ہے یا رسول اللہ

عراقی اور افغانی پہ ہے کفار کی یورش
عدو کے ساتھ سب عرب و عجم ہے یا رسول اللہ

صلیبی دبدبے نے ابرہہ کا روپ دھارا ہے
غبار جاں ہوا دل کا حرم ہے یا رسول اللہ

بھرے کشکول میں سکے ہیں لادینی عناصر کے
محیط جسم و جان عیش و نعم ہے یا رسول اللہ

اندھیروں کے تصرف میں اجالے کا مقدر ہے
دیار کفر کی جانب قدم ہے یا رسول اللہ

تسلط پختہ تر ہے کس قدر تہذیب مغرب کا
کہ ہر مسلم پرستار صنم ہے یا رسول اللہ

سکون قلب سے محروم ہیں اور چاک داماں ہیں
فقط پیش نظر جاہ و حشم ہے یا رسول اللہ

دکھائی دے رہی ہے ہر طرف کرب و بلا مجھ کو
مرا افسانہ رودادِ ستم ہے یا رسول اللہ

علاقائی تعصب، فرقہ واریت کی دیوی نے
رگ و پے میں بھرا زہر الم ہے یا رسول اللہ

زبوں حالی مسلم کی اب دیکھی نہیں جاتی
انہیں درکار اک چشم کرم ہے یا رسول اللہ

توجہ کیجئے کہ آپ کے ہاتھوں میں ہی بے شک
مسلمانان عالم کا بھرم ہے یا رسول اللہ

خجل اعمال پر اپنے، ہیں ہم تائب گناہوں سے
مچلتا مضطرب ہونٹوں پہ دم ہے یا رسول اللہ

(عبدالغنی تائب)

روح افزا

مشروبِ مشرق

جب چھوٹی چھوٹی باتیں کردیں موڈ خراب
اور آنے لگے غصہ ایسے میں روح افزا
مزاج میں لائے ٹھنڈک اور مٹھاس۔

پیو ٹھنڈا ٹھنڈا،
بولو میٹھا میٹھا!
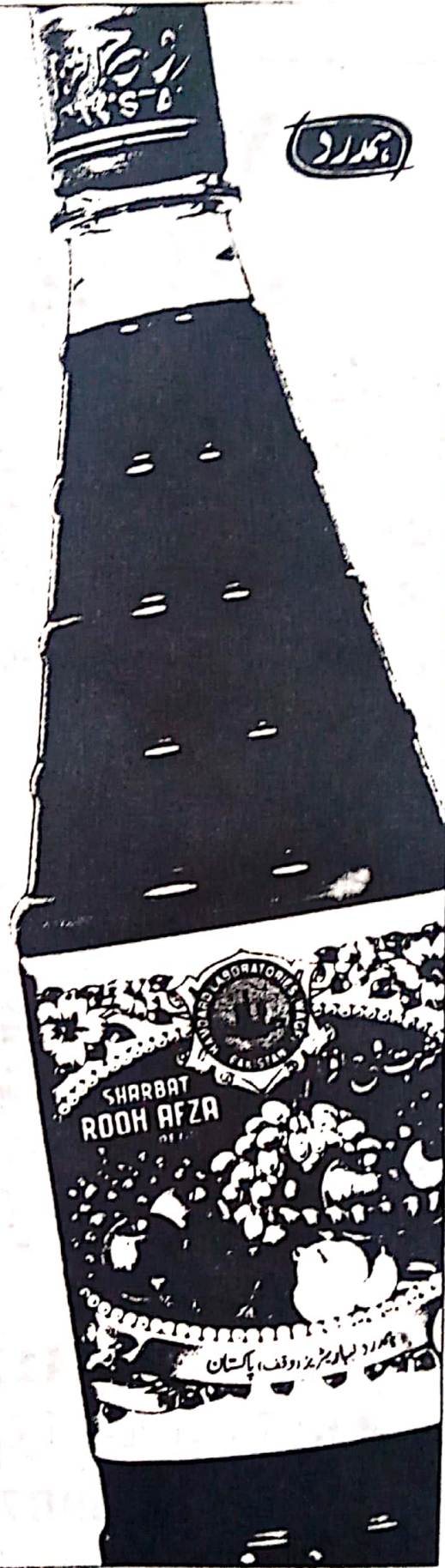
www.hamdard.com.pk

ایم جی آر MGR

گائنی اینڈ جنرل ہسپتال بھیرہ

مسلم گلوبل ریلف (یو کے) حضور ضیاء الامت حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ کا فیضان ہے اور اس کی کرنیں روز بروز چار سو اجالا بکھیر رہی ہیں۔ ایم جی آر گائنی اینڈ جنرل ہسپتال بھیرہ ترقی کی منازل طے کرتا ہوا بلندی کی طرف رواں دواں ہے۔ ۱۶ بیڈ سے ۵۰ بیڈ پر مشتمل ہسپتال بن چکا ہے گائنی اور جنرل سرجری کے شعبوں کی کامیابی کے امراض چشم، امراض بچگان اور ارتھوپیڈک سرجری کے شعبوں کا اجراء ہو چکا ہے۔ امراض قلب کا آغاز جلد ہو جائے گا۔ یہ تمام شعبے محض خدمت اور دردمندی کے جذبے کے تحت شروع کئے جا رہے ہیں۔ ہمارا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسکی مخلوق کی خدمت ہے۔

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

کون ہے جو ان راہوں پر ہمارا ہمسفر بنے ایسے تمام ڈاکٹر، لیڈی ڈاکٹر، نرسز اور میڈیکل ماہرین جو مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں انکے دلوں پر ہماری دردمندانہ دستک ہے۔ بیرون ملک مقیم ڈاکٹرز، نرسز اگر اپنی مصروفیات میں سے کچھ لمحات ہمارے ساتھ گزاریں تو ہمیں مسرت ہو گی اس حوالے سے ہمارے (یو کے) آفس سے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

00441282604055

منجانب: رانا عبدالرحیم شوکت ڈائریکٹر ایم جی آر ہسپتال ایم جی آر روڈ بھیرہ

فون نمبر: **690716 04521.690702**

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات

قرآن حکیم کی روشنی میں

از: ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ

(علامہ اقبالؒ)

یوں تو قرآن حکیم کے ہزاروں موضوعات ہیں لیکن اہم ترین موضوع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات با برکات ہے۔ قرآن حکیم نے کئی سورتوں کے نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر رکھے مثلاً سورت محمدؐ، سورت یٰسین، سورت طٰہٰ، سورت مزمل اور سورت مدثر۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر جو سورت محمدؐ نازل فرمائی گئی وہ مدنی سورت ہے۔ سورت محمدؐ کی آیت نمبر۲ میں ارشاد فرمایا گیا کہ وحی محمدی یعنی قرآن پاک پر ایمان لانا لازم ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾

”اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتاری گئی ہے اور در اصل ان کے رب کی طرف سے سچا (دین) بھی وہی ہے، اللہ نے ان کے گناہ دور کر دیئے اور ان کے حال کی اصلاح کر دی“۔

سورت یٰسین کی آیات ۱-۳ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت کی قسم کھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کے علاوہ کسی دوسرے رسول کی رسالت کی قسم نہیں کھائی۔ یہ اعزاز صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو حاصل ہے:

يٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾

”قسم ہے قرآن با حکمت کی۔ کہ بے شک آپ پیغمبروں میں سے ہیں“۔

Scanned with CamScanner

سورت طٰہٰ کی آیات ۱-۳ میں ارشاد ہے:

طٰهٰ ۝ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی ۝۲

اِلَّا تَذۡکِرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی ۝۳

''طٰہٰ ۔ہم نے یہ قرآن تجھ پر اس لئے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں بلکہ اسکی نصیحت کے لئے جو اللہ سے ڈرتا ہے''۔

سورت مزمل کی آیت مبارکہ نمبرا میں آپ ؐ کو مزمل کا لقب دیا گیا:

یٰۤاَیُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۝۱

''اے کپڑے میں لپٹنے والے''۔

سورت المدثر کی آیت مبارکہ نمبرا میں آپ ؐ کو مدثر فرمایا گیا:

یٰۤاَیُّهَا الۡمُدَّثِّرُ ۝۱

''اے کپڑا اوڑھنے والے''۔

محسن انسانیت، ناشر حکمت، معمار انسانیت، رہنمائے کاروان انسانیت، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی حیات مبارکہ پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ابن اسحاق کی کتاب المغازی و ابن ھشام کی سیرت النبیؐ سے لیکر صفی الدین مبارکپوری کی رحیق المختوم تک ہزاروں کتابیں تحریر کی گئی ہیں۔اس کے علاوہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی سیرت النبویہ قرآنی، مولانا عبیداللہ سندھی کی سیرت مبارکہ پر بے شمار کتب اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی سیرت دو عالمؐ اور حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کی 'ضیاء النبی' میں حضور اکرم ﷺ کی سوانح مبارک بیان کی گئی ہیں۔

حضورؐ کی سوانح نگاری ایک سدا بہار موضوع ہے مگر حضور اکرم ﷺ کی سوانح عمریوں میں سب سے اعلیٰ وافضل سوانح عمری خود قرآن حکیم فرقان مجید ہے:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

قرآن حکیم تاجدار انبیاء و شاہ امم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کی تعریف میں زمزمہ سنج ہے اور آپؐ کی ذات گرامی پر درود وسلام بھیجنے کا حکم صادر فرمایا گیا ہے:

سورت الاحزاب کی آیت نمبر ۵۶ میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۝۵۶

''اللہ اور اس کے ملائکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجو۔''

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے حالات قرآن نے مختلف مقامات پر بیان فرمائے ہیں۔ اب ان کی تفصیل ملاحظہ کی جائے:۔

ا۔ قبل از اسلام عربوں کی حالت:

حضور اکرم ﷺ کی ولادت سے قبل عربوں کی سیاسی، سماجی، مذہبی اور معاشی حالت قرآن حکیم میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ سورت التکویر کی آیات ۸۔۹ میں بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم بد کا ذکر ہے:

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ﴿۸﴾ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿۹﴾

۲۔ حضورؐ کے آباء و اجداد:

حضور اکرمؐ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپؐ کا شجرہ نسب حضرت ابراھیم علیہ السلام تک جا ملتا ہے۔ قرآن حکیم میں زم زم کے واقعہ کا بھی ذکر درج ہے اور سورت قریش میں قبیلہ قریش کی قبل از اسلام تجارت کا بھی ذکر موجود ہے۔

سورت قریش میں ارشاد ربانی ہے:

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ﴿۲﴾

فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ﴿۳﴾ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾

''قریش کے مانوس کرنے کے لیے۔ (یعنی انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے مانوس کرنے کے لیے۔ (اس کے شکریہ میں)۔ پس انہیں چاہیے کہ اسی گھر کے رب کی عبادت کرتے رہیں۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ڈر (اور خوف) میں امن (وامان) دیا''۔

۳۔ عام الفیل:

یمن کے گورنر ابرہۃ الاشرم نے خانہ کعبہ کو گرانے کی کوشش کی۔ واقعہ اصحاب الفیل سورت فیل میں بیان فرمایا گیا ہے۔ واقعہ اس سال پیش آیا جس سال نبی ﷺ کی ولادت ہوئی تھی۔

Scanned with CamScanner

۴۔ مکہ مکرمہ کا ذکر:

سورت آل عمران کی آیت مبارکہ نمبر ۹۶ میں مکہ مکرمہ کے لئے بکہ مبارکہ کے الفاظ بیان فرمائے گئے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

''اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ شریف میں ہے جو تمام دنیا کے لئے برکت و ہدایت والا ہے۔''

سورت آل عمران کی آیت نمبر ۹۷ میں ارشاد ہے:

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ

عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۗ وَمَنْ

كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

''جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔''

۵۔ بشارت عیسیٰؑ:

سورت صف کی آیت نمبر ۶ میں ارشاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور اکرمؐ کی آمد کی خوشخبری دی:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ

مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ

مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا

هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

حدیث شریف میں آتا ہے:

''میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں''۔

۶۔ حضورؐ کا بچپن:

حضور اکرمؐ کی والدہ ماجدہ اس وقت انتقال فرما گئیں جب آپؐ کی عمر مبارک ۶ برس تھی۔ سورت الضحیٰ کی آیت نمبر ۶ میں اس کا ذکر ہے:

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝

''کیا اس نے تجھے یتیم پا کر جگہ نہیں دی''۔

Scanned with CamScanner

۴ سال کی عمر میں حضرت جبرائیل نے آپ ؐ کا سینہ مبارک چاک کیا اس کا ذکر سورت الم نشرح کی آیت نمبر ۱ میں ہے:

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ①

"کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا"۔

۷۔ ابولہب کا واقعہ:

ابولہب نے ہر طرح سے آپ ؐ کو تنگ کیا۔ اس کی بیوی ام جمیل بھی دشمنی میں اپنے خاوند سے کم نہ تھی۔ سورت لہب میں ابولہب کی ہلاکت کی پیشین گوئی کی گئی اور وہ طاعون کی ایک خاص بیماری عدسیہ سے فوت ہوا۔

۸۔ قرآن حکیم میں ازواج مطہرات ؓ کا ذکر:

قرآن حکیم میں ازواج مطہرات ؓ کا بھی ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم حضرت ماریہ قبطیہ ؓ سے پیدا ہوئے۔ آپ کی اولاد نرینہ نہ تھی۔ حضرت زینب ؓ بھی فوت ہوگئیں۔ حضرت فاطمہ ؓ زندہ رہیں۔ سورت کوثر میں اولاد نرینہ نہ ہونے کا ذکر ہے۔ ازواج مطہرات کا ذکر سورت الاحزاب کی آیات نمبر ۲۸ اور ۳۳ میں ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدۡنَ ٱلۡحَيَوٰةَ ٱلدُّنۡيَا

وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيۡنَ أُمَتِّعۡكُنَّ وَأُسَرِّحۡكُنَّ سَرَاحٗا جَمِيلٗا ㉘

"اے نبی ؐ! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم زندگانی دنیا اور زینت دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں"۔

وَقَرۡنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِ ٱلۡأُولَىٰۖ

وَأَقِمۡنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِعۡنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓۚ

إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذۡهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجۡسَ أَهۡلَ ٱلۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرٗا ㉝

"اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو اور نماز ادا کرتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیوں! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے"۔

۹۔ قریش مکہ کی ایذاء رسانی:

قریش مکہ کی ایذا رسانیوں کا ذکر قرآن حکیم میں کئی مقامات پر کیا گیا۔ حضور اکرم ؐ کو کئی

Scanned with CamScanner

طریقوں سے تنگ کیا جاتا تھا۔ سورت مزمل میں ان ایذاء رسانیوں کا ذکر درج ہے۔

۱۰۔ وحی کا آغاز:

سورت العلق کی آیت نمبر ۱ میں ارشاد ہے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝۱

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا"۔

یہ غار حرا میں سب سے پہلی وحی تھی۔

۱۱۔ ہجرت حبشہ:

سورت عنکبوت کی آیت نمبر ۵۶ میں ہجرت کرنے کا حکم ہے جس طرح مسلمانوں نے پہلے مکہ سے حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی (ملاحظہ ہو قرآن حکیم مع اردو ترجمہ وتفسیر از مولانا محمد جونا گڑھی ومولانا صلاح الدین یوسف، شاہ فہد قرآن حکیم پرنٹنگ پریس، مدینہ شریف ۱۴۱۹ھ، صفحہ نمبر ۱۱۱۹)۔

۱۲۔ خفیہ دعوت وتبلیغ کے ابتدائی تین سال:

سورت الشعراء کی آیات ۱۵۔۲۱۴ میں اہل مکہ کو تبلیغ کا حکم دیا گیا۔

قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝۱۵

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ہرگز ایسا نہ ہوگا، تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ۔ ہم خود سننے والے تمہارے ساتھ ہیں"۔

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝۲۱۴

"اپنے قریبی رشتہ والوں کو ڈرا دے"۔

حضور اکرم ﷺ کو سورت النحل کی آیت نمبر ۱۲۵ میں تبلیغ کے طریقے بتائے گئے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝۱۲۵

"اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے، یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بہکنے والوں کو بھی بخوبی

Scanned with CamScanner

جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی پورا واقف ہے"۔

۱۳۔ معجزہ شق قمر:

یہ حضور اکرم کا معجزہ ہے جو اہل مکہ کے مطالبے پر دکھایا گیا۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے حتی کہ لوگوں نے حرا پہاڑ کو اس کے درمیان دیکھا یعنی اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور ایک ٹکڑا اس طرف ہو گیا (صحیح بخاری)۔

آپؐ کا یہ معجزہ سورت قمر کی آیات ۱۔۲ میں بیان فرمایا گیا ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ①

وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ②

"قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے"۔

۱۴۔ فتح روم:

قرآن حکیم کی سورت روم کی آیات نمبر ۱۔۵ میں روم کی فتح کی پیشین گوئی حضور اکرم ﷺ کو دی گئی۔ یہ قرآن حکیم کی صداقت کی بہت بڑی دلیل ہے:

الٓمّٓ ① غُلِبَتِ الرُّوْمُ ② فِیْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ③

فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۗ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ

وَیَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ④

بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ⑤

"الم (۱) رومی مغلوب ہو گئے ہیں۔ نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آ جائیں گے۔ چند سال میں ہی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ کا ہے اس روز مسلمان شادمان ہوں گے۔ اللہ کی مدد سے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ اصل غالب اور مہربان وہی ہے"۔

۱۵۔ معراج شریف کا واقعہ:

ہجرت سے ۲ سال قبل ۲۷ رجب بمطابق ۸ مارچ ۶۲۰ء معراج شریف کا واقعہ پیش آیا۔ سورت بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱ میں مسجد اقصیٰ کی زیارت اور معراج شریف کا واقعہ درج ہے۔ اسے سورت الاسراء بھی کہتے ہیں۔ سورت نجم کی آیات ۹، ۱۴ اور ۱۶ میں بھی واقعہ معراج کا ذکر ہے۔

Scanned with CamScanner

۱۶۔ مسجد قباء:

حضور اکرمؐ نے اسلام کی پہلی مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ سورت توبہ کی آیت نمبر ۱۰۸ میں اس کا ذکر ہے۔

۱۷۔ صحابہ کرامؓ کی فضیلت:

سورت فتح کی آیت نمبر ۲۹ میں ارشاد ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾

"محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا انکھوا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے"۔

اس پوری آیت کا ایک ایک جز و صحابہ کرامؓ کی عظمت و فضیلت، اخروی مغفرت اور اجر عظیم کو واضح کر رہا ہے۔

(ملاحظہ ہو قرآن کریم مع ترجمہ و تفسیر، شاہ فہد قرآن حکیم پرنٹنگ کمپلیکس، صفحہ نمبر ۱۴۵۴)۔

۱۸۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا

سورت نجم کی آیت نمبر ۵ میں حضرت جبرائیلؑ علیہ السلام کا ذکر ہے جو قوی اعضاء کے مالک اور نہایت زور آور ہیں۔ آپ نے کئی دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ نے لیلۃ المعراج کو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھا۔ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں:

"حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں۔ ایک پر مشرق و مغرب کے درمیان

Scanned with CamScanner

فاصلے جتنا تھا۔"

غزوہ بدر میں بھی حضرت جبرائیلؑ نے مسلمانوں کی مدد کی تھی ۔ مولانا حنفی الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں:

"اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو ایک جھپکی آئی ۔ پھر آپؐ نے سر اٹھایا اور فرمایا! "ابوبکر خوش ہو جاؤ، یہ جبریلؑ ہیں، گرد و غبار میں اُٹے ہوئے"۔ ابنِ اسحاق کی روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "ابوبکر خوش ہو جاؤ، تمہارے پاس اللہ کی مدد آ گئی ۔ یہ جبریل علیہ السلام ہیں اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اور اس کے آگے آگے چلتے ہوئے آ رہے ہیں اور گرد و غبار میں اُٹے ہوئے ہیں"(بحوالہ: رحیق المختوم، صفحہ نمبر)۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ چھپر کے دروازے سے باہر تشریف لائے ۔ آپؐ نے زرہ پہن رکھی تھی ۔ آپؐ پرجوش طور پر آگے بڑھ رہے تھے اور فرماتے جا رہے تھے ۔:

● سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ

"عنقریب یہ جتھہ شکست کھا جائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گا" (سورۃ القمر آیت نمبر: ۴۵)۔

اس کے بعد آپؐ نے ایک مٹھی کنکریلی مٹی لی اور قریش کی طرف رُخ کر کے فرمایا شَاھَتِ الْوُجُوْہُ چہرے بگڑ جائیں اور ساتھ ہی مٹی ان کے چہروں کی طرف پھینک دی پھر مشرکین میں سے کوئی بھی نہیں تھا جس کی دونوں آنکھوں، نتھنے اور منہ میں اس ایک مٹھی مٹی میں سے کچھ نہ کچھ گیا نہ ہو۔ اسی کی بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

"جب آپؐ نے پھینکا تو درحقیقت آپؐ نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا"۔

(سورۃ الانفال آیت نمبر: ۱۷)

۱۹۔ ہجرت مدینہ:

ہجرت مدینہ بقول ولیم میور ۲۸ جون ۶۲۲ء کو ہوئی ۔ قرآن حکیم میں ہجرت مدینہ کا بھی ذکر موجود ہے ۔ غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رفاقت کا بھی ذکر قرآن حکیم میں بیان فرمایا گیا ۔ سورت توبہ کی آیت نمبر ۴۰ میں غار ثور کا ذکر ہے ۔

۲۰۔ میثاق مدینہ اور مواخات:

میثاق مدینہ حضور اکرمؐ کا پہلا تحریری آئین ہے جو آپؐ نے دنیا کو عطا فرمایا ۔ ہجرت

Scanned with CamScanner

مدینہ کے بعد انصار اور مہاجرین کے بھائی چارے کا نظام سورت آل عمران کی آیت نمبر ۹۶ میں ارشاد کیا گیا۔

۲۱۔ تحویل کعبہ:

سورت آل عمران کی آیت نمبر ۹۶ میں بیت اللہ شریف کو اللہ کا پہلا گھر کہا گیا۔ پھر سورت بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۴ میں تحویل قبلہ کا حکم درج ہے۔ جہاں حضور اکرم ﷺ نے رکوع ہی میں اپنا رخ مبارک خانہ کعبہ کی طرف پھیر دیا، یہ مسجد قبلتین کہلاتی ہے۔

۲۲۔ روزے کی فرضیت:

سورت بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۳ میں حضور اکرم ﷺ پر روزے کی فرضیت کا حکم مسلمانوں کے لئے نازل ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

''اے ایمان والو تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو''۔

۲۳۔ زکوٰۃ کی فرضیت:

حضور اکرم ﷺ کو سورت توبہ کی آیت نمبر ۶۰ میں اس کے مصارف سے متعارف کرایا گیا:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا

وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي

سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

''صدقے صرف فقیروں کے لیے ہیں اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے جن کے دل پر چائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لیے، فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم و حکمت والا ہے''۔

۲۴۔ غزوہ بدر (۱۷ رمضان المبارک ۲ ہجری):

حضور اکرم ﷺ کے غزوات کا بھی قرآن میں ذکر موجود ہے۔ سورت الانفال کی آیت نمبر ۴۱ میں غزوہ بدر کو یوم الفرقان (فیصلہ کن جنگ) کہا گیا۔

Scanned with CamScanner

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾

''جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں کا اور مسافروں کا' اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتارا ہے' جو دن حق و باطل کی جدائی کا تھا جس دن دو فوجیں بھڑ گئی تھیں۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

۲۵۔غزوہ احد:

غزوہ احد کا ذکر سورت آل عمران کی آیات نمبر ۱۴۰ اور ۱۵۲ میں ہے:

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ
وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُھَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

''اگر تم زخمی ہوئے ہو تو تمہارے مخالف لوگ بھی تو ایسے ہی زخمی ہو چکے ہیں' ہم ان دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ (شکست احد) اس لیے تھی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہر کر دے اور تم میں سے بعض کو شہادت کا درجہ عطا فرمائے' اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا''۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَھُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ
حَتّٰى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ
الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ
عَنْھُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

''اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جبکہ تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم نے پست ہمتی اختیار کی اور کام میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی' اس کے بعد کہ اس نے تمہاری چاہت کی چیز تمہیں دکھا دی' تم میں سے بعض دنیا چاہتے تھے اور بعض کا ارادہ آخرت کا تھا تو پھر اس نے تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تم کو آزمائے اور یقیناً اس نے تمہاری لغزش سے درگزر فرما دیا اور ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے''۔

Scanned with CamScanner

۲۶۔غزوہ خندق:

غزوہ خندق پر مکمل سورت ہے جسے سورت الاحزاب کہتے ہیں۔اس کی آیات نمبر ۹۔۱۱ میں غزوہ خندق کا ذکر ہے۔آیت نمبر ۱۳ میں مدینہ شریف کا پرانا نام یثرب استعمال کیا گیا ہے۔

۲۷۔غزوہ حنین:

غزوہ حنین کا ذکر سورت توبہ کی آیت نمبر ۲۷ میں ہے:

ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾

''پھر اس کے بعد بھی جس پر چاہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی توجہ فرمائے گا اللہ ہی بخشش و مہربانی کرنے والا ہے''

۲۸۔صلح حدیبیہ و بیعت رضوان:

صلح حدیبیہ کا ذکر سورت الفتح کی آیت نمبر ا میں ہے:

''بیشک اے نبیؐ! ہم نے آپؐ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کی بابت فرمایا کہ آج کی رات مجھ پر وہ سورت نازل ہوئی جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے (بخاری شریف: کتاب المغازی) بیعت رضوان کا ذکر سورت الفتح کی آیات نمبر ۱۰ اور ۱۸ میں ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ

فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ

اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾

''جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ یقیناً اللہ سے بیعت کرتے ہیں' ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے' تو جو شخص عہد شکنی کرے وہ اپنے نفس پر ہی عہد شکنی کرتا ہے اور جو شخص اس اقرار کو پورا کرے جو اس نے اللہ کے ساتھ کیا ہے تو اسے عنقریب اللہ بہت بڑا اجر دے گا''۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ

فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔

Scanned with CamScanner

ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کرلیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی''۔

۲۹۔فتح مکہ:

مکہ مکرمہ ۸ ھجری میں فتح ہوا۔ سورت النصر کی آیات ۱۔۲ میں فتح مکہ کا ذکر ہے۔ مکہ فتح ہوگیا تو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے شروع ہوگئے۔

۳۰۔غزوہ تبوک:

حضور اکرمؐ غزوہ تبوک میں خود شریک ہوئے۔ غزوہ تبوک رجب ۹ھ بمطابق ۶۴۵ء میں پیش آیا۔ آپؐ ۳۰ ہزار سواروں کے ساتھ شام روانہ ہوئے اور دنیا کی ایک بڑی طاقت روم کے خلاف محاذ آرا ہوئے۔ آپؐ نے تبوک میں ۲۰ ایام تک قیام فرمایا اور رومی بھاگ گئے۔ سورت توبہ کی آیات ۳۸۔۴۰ میں غزوہ تبوک کا بھی ذکر فرمایا گیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ
الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٣٨﴾

''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو اللہ کے راستے میں کوچ کرو تو تم زمین سے لگے جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگانی پر ہی ریجھ گئے ہو۔ سنو! دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں کچھ یونہی سی ہے''۔

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا
ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ
لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ
وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا
السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾

''اگر تم ان (نبی ﷺ) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جبکہ انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا، دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے پس جناب باری نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں، اس نے کافروں کی بات پست کردی اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے، اللہ غالب ہے حکمت والا ہے''۔

Scanned with CamScanner

۳۱۔ فتح خیبر:

فتح خیبر کا ذکر سورت الفتح کی آیت نمبر ۱۸ میں ہے۔ خیبر یہودیوں کا گڑھ تھا۔ حدیبیہ سے واپسی پر مسلمانوں نے اسے فتح کیا۔

۳۲۔ بنو نضیر کا ذکر:

مدینہ شریف کے اطراف میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے۔ بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنو قینقاع۔ ہجرت مدینہ کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ان سے معاہدہ کیا لیکن یہ کفار مکہ سے مل کر مسلمانوں کے خلاف در پردہ سازش کرتے رہے۔ انہیں مدینہ شریف سے جلا وطن کر دیا گیا، یہاں سے یہ خیبر میں جا کر مقیم ہو گئے۔ وہاں سے حضرت عمرؓ نے اپنے دور مبارکہ میں انہیں دوبارہ جلا وطن کیا اور شام کی طرف دھکیل دیا۔ ان کی عہد شکنی کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے ان پر لشکر کشی کی۔ اس واقعہ کا ذکر سورت الحشر کی آیت نمبر ۲ میں ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ
لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ
مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ
قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ
فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ②

''وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلے حشر کے وقت نکالا، تمہارا گمان (بھی) نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ خود (بھی) سمجھ رہے تھے کہ ان کے (سنگین قلعے انہیں اللہ (کے عذاب) سے بچا لیں گے پس ان پر اللہ (کا عذاب) ایسی جگہ سے آ پڑا کہ انہیں گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں اللہ نے رعب ڈال دیا وہ اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں اجاڑ رہے تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں (برباد کروا رہے تھے) پس اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو''۔

غزوہ بنو قریظہ کا ذکر سورت الاحزاب کی آیت نمبر ۲۷ میں ہے:

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۭ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ㉗

''اور اس نے تمہیں ان کی زمینوں کا اور ان کے گھر بار کا اور ان کے مال کا وارث کر دیا اور اس زمین کا بھی جس کو تمہارے قدموں نے روندا نہیں، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''۔

Scanned with CamScanner

۳۳۔ حضور اکرمؐ پر جادو کے اثرات:

ایک یہودی نے آپؐ پر جادو کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام معوذتین لیکر حاضر ہوئے یعنی سورت الفلق اور سورت الناس۔ حضور اکرم ﷺ کو ان دو سورتوں کے پڑھنے سے شفاء نصیب ہوئی۔

۳۴۔ پردے کا حکم:

سورت الحجرات کی آیت نمبر ۲ میں حضور اکرمؐ کے بے پایاں ادب واحترام کا حکم دیا گیا۔ اس کے علاوہ اس سورت میں خواتین کے پردے کا بھی حکم درج ہے۔

۳۵۔ حوض کوثر:

سورت الکوثر میں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ارشاد ہے کہ آپؐ کو قیامت کے دن حوض کوثر عطا ہوگا۔

۳۶۔ وصال نبی اکرمؐ:

سورت الفتح میں حضور اکرم ﷺ کے وصال کا ذکر ہے۔

۳۷۔ خطبہ حجۃ الوداع:

حجۃ الوداع کے موقع پر قرآن حکیم کی سب سے آخری آیت (سورت المائدہ آیت نمبر۳) نازل ہوئی:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

''آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہوگیا۔''

۳۸۔ ازواج مطہراتؓ:

اُمہات المومنینؓ کے بارے میں بھی قرآن حکیم میں ذکر ہے۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رقمطراز ہیں:

''اُمہاتؓ المومنین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی رہائش نہایت شریفانہ، باعزت، بلند پایہ اور عمدہ انداز کی تھی۔ ازواجؓ مطہرات بھی، شرف، قناعت، صبر، تواضع، خدمت اور ازدواجی حقوق کی نگہداشت کا مرقع تھیں۔ حالانکہ آپؐ بڑی روکھی پھیکی اور سخت زندگی گزار رہے تھے جسے برداشت کر لینا دوسروں کے بس کی بات نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے علم نہیں

Scanned with CamScanner

کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی میدے کی نرم روٹی کھائی ہو یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے اور نہ آپ نے اپنی آنکھ سے کبھی بھنی ہوئی بکری دیکھی (صحیح بخاری ۲/۹۵۶)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ دو دو ماہ گزر جاتے، تیسرے مہینے کا چاند نظر آ جاتا اور رسول اللہ ﷺ کے گھر میں آگ نہ جلتی۔ حضرت عروہؓ نے دریافت کیا کہ تب آپ لوگ کیا کھاتی تھیں۔ فرمایا کہ بس دو کالی چیزیں۔ یعنی کھجور اور پانی۔ اس مضمون کی احادیث بکثرت ہیں (صحیح بخاری ۲/۹۵۶)۔

اس تنگی و ترشی کے باوجود ازواج مطہرات سے کوئی لائق عتاب حرکت صادر نہ ہوئی۔ صرف ایک دفعہ ایسا ہوا اور وہ بھی اس لیے کہ ایک تو انسانی فطرت کا تقاضا ہی کچھ ایسا ہے دوسرے اسی بنیاد پر کچھ احکامات شروع کرنے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی موقع پر فرمایا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿۲۸﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَٱلدَّارَ ٱلْءَاخِرَةَ فَإِنَّ ٱللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَٰتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۲۹﴾

’’اے نبیؐ! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں ساز و سامان دے کر بھلائی کے ساتھ رخصت کردوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکوکاروں کے لیے زبردست اجر تیار کر رکھا ہے‘‘ (سورت الاحزاب: ۲۹۔۲۸)۔

اب ان ازواجؓ مطہرات کے شرف اور عظمت کا اندازہ کیجئے کہ ان سب نے اللہ اور اس کے رسول کو ترجیح دی اور ان میں سے کوئی ایک بھی دنیا کی طرف مائل نہ ہوئیں‘‘ (الرحیق المختوم، صفحات ۶۴۳۔۶۴۲)۔

۳۹۔ اسلام غالب آئے گا:

قرآن حکیم میں کئی مقامات پر یہ پیشین گوئی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی آفاقی تعلیمات کی وجہ سے دین اسلام غالب آئے گا۔ سورت الفتح کی آیت نمبر ۲۸ میں اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے:

هُوَ ٱلَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلْهُدَىٰ وَدِينِ ٱلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًا ﴿۲۸﴾

’’وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے ہر دین پر غالب کرے اور اللہ تعالیٰ کافی ہے گواہی دینے والا‘‘۔

پس ثابت ہوا قرآن حکیم حضور اکرم ﷺ کی سوانح مبارک پر بہترین کتاب ہے۔

Scanned with CamScanner

ماہ ربیع الاوّل

تحریر: شیخ محمد یونس باڑی

مرحبا! اے ماہ ربیع الاول مرحبا! قابل رشک ہے تیرا نصیب! جو سب ڈھونڈتے رہے وہ تو نے پالیا۔ یہ اللہ کی دین ہے جس کو چاہے نواز دے۔ واللّٰہ یختص برحمتہ من یشآء۔
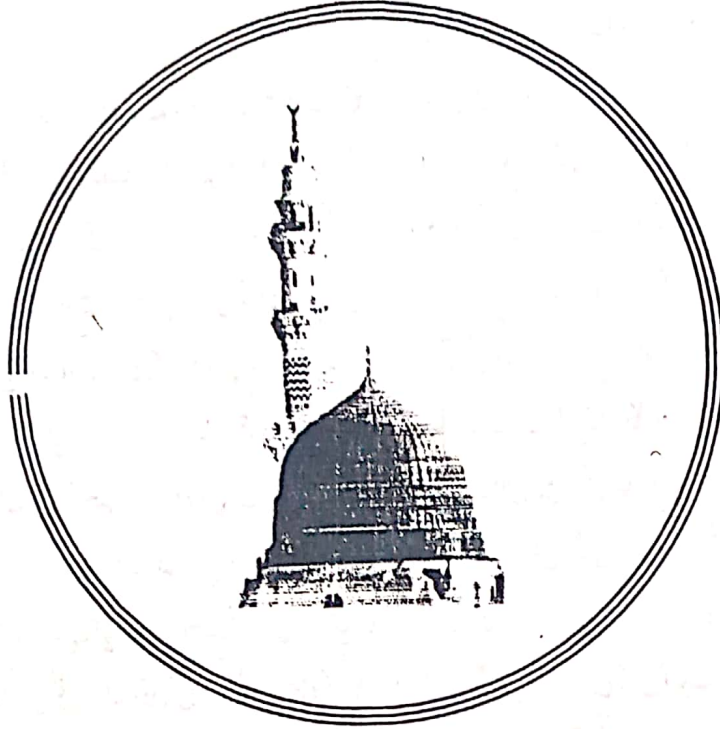
آج تو ان ہی کی برکت سے فرخندہ ہے۔ ان کی شوکت سے رخشندہ ہے۔ ان ہی کی عظمت سے تابندہ ہے۔ ان ہی کی نسبت سے تو پائندہ ہے۔ ہاں نسبت کی بھی کیا شان ہے۔ کہیں عشق کی جان ہے۔ کہیں روح ایمان ہے، کہیں عظمت کا نشان ہے کہیں عقل حیران ہے۔ تجھے مبارک ہو تیری نسبت عظیم الشان ہے۔ فخر عالمیاں ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے مکہ موجود تھا اور اس میں کعبۃ اللہ بھی موجود تھا۔ اس کے بنانے والے ابو الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہم السلام جیسے عظیم المرتبہ انتہائی محبوب تھے۔ ہمیشہ وہاں حج ہوتا رہا طواف ہوتا رہا عبادت ہوتی رہی مگر مکہ کی قسم نہ کھائی کعبہ کی قسم نہ کھائی۔ لیکن جب محمد الرسول اللہ ﷺ اس شہر میں تشریف لے آئے تو وہ شہر ایسا محترم ایسا معظم ہو جاتا ہے کہ اس کی قسم اٹھائی جائے ''لا اقسم بھذا البلد '' اور اللہ علیم اور خبیر کو

معلوم تھا کہ میرے محبوب کی عظمت بعض لوگوں کے دل کا کانٹا بن کر چبھے گی وہ تاویلیں کریں گے اس لئے واضح فرمادیا کہ "وانت حل بهذا البلد" شہر کی عظمت تو اے محبوب صرف آپ کے موجود ہونے کے سبب ہے۔

کیوں نہ ہو ان کے دم سے کائنات کا وجود ممکن ہوا "لولاک لما خلقت الافلاک" اے محبوب آپ نہ ہوتے تو زمین وآسمان کو یعنی سارے جہان کو پیدا نہ کرتا۔ عالم بالا میں تمام انبیاء کی روحوں کو جمع فرمایا اور ان سے محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دینے کا عہد لیا گیا۔ وہ تھے "صدیقا نبیا"۔ وہ تھے "کل من الصالحین" انہوں نے ذکر رسول اکرم کرنا تھا لوگوں کو مشتاق بنانا تھا۔ یہ ان کے فرائض منصبی میں شامل تھا۔ اب تیاریاں ہونے لگیں۔ دنیا بنا دی گئی۔ بساط بچھادی گئی مسند لگادی گئی مجلس سجادی گئی پیامبر آنے لگے۔ پیام لانے لگے۔ زبور آئی۔ توریت آئی' انجیل آئی اور دوسرے سوصحائف آگئے۔ سب نے خبریں سنائیں اس عظیم الشان نبی کی آمد کا مژدہ سنایا۔ انبیاء نے کہا کاش ہم ان کے امتی ہوتے بادشاہوں نے تمنا کی کاش ہم ان کی غلامی کرتے۔ قوموں کو دعویٰ تھا کہ وہ ہم میں آئے گا۔ ہم اس کی پیروی کر کے اللہ کے پیارے بن جائیں گے۔

تاریخ کے اوراق پلٹتے جائیں ابھی تو ان کی آمد میں ایک ہزار سال باقی تھے، کیسی بے چینی سے انتظار ہو رہا تھا۔ اس دور کا عظیم فاتح تبع الحمیری یثرب سے گذرتا ہے۔ اس نے نوٹ کر لیا کہ اس خطے کی آبادی بڑھ گئی ہے تفتیش کی گئی تو یہ بھید کھلا کہ اس علاقہ میں بکثرت علماء احبار' یہودی عبادت گذار مختلف علاقوں سے آکر آباد ہو گئے ہیں ان کو کاہنوں' نجومیاں اور ان کے اولیاء اور درویشوں نے بتایا ہے کہ وہ انبیاء کا سرتاج جب آئے گا تو اس سرزمین پر قیام فرمائے گا۔ یہ اس پر ایمان لانے کے شوق میں یہاں آباد ہوئے ہیں۔ ان کی تمنا ہے اگر وہ آنے والا ان کی زندگی میں نہ آیا تو ان کی نسل جو یہاں آباد ہو گی وہ تو ایمان سے مشرف ہو جائے گی۔

بادشاہ حمیری بھی خود آنے والے نبی کا مشتاق ہو گیا۔ اس نے شہر کو اچھی طرح ٹھیک کرایا اور علماء کے لیے اچھے مکانات بنوائے اور سہولتیں مہیا کر دیں۔ ان یہودی عالموں میں ایک شموئیل نام کا تھا بادشاہ کو اس میں کوئی کشش نظر آئی اس کی گذر اوقات کے لیے ایک وسیع باغ لگوا دیا۔ پھر اس کو ایک بکس دیا جس میں ایک خط حضور انور کے لیے تھا یقیناً اس میں پیشگی ایمان لانے کا وعدہ ہوگا۔ بادشاہ نے شموئیل سے وعدہ لیا کہ اس امانت کو محفوظ رکھنا جب وہ نبی آئیں تو ان کو دینا تم اس وقت تک نہ رہو تو اپنی اولاد کو پابند کرنا۔ شموئیل کی ۲۱ ویں پشت میں حضرت ابو ایوب انصاری ایمان لے آئے وہ امانت اسی گھر میں موجود تھی رسول اللہ ﷺ مدینہ پہنچے طلع البدر علینا کا مسحور کن نغمہ اور وجب الشکر علینا کی شکر گزاری۔ ننھی منی بچیاں سریلی باریک آوازیں فرط مسرت' جوش محبت سے جھوم رہی تھیں، دف بجا رہی تھیں جس کی ہم آہنگی نے مست کر دیا تھا۔ سحر انگیز وہ منظر مسحور کن وہ نغمہ فضا خوشیاں بکھیرتی رہی لقد من اللہ علی المومنین اذبعث فیھم

رسول اللہ کے جلوے چہار سو نظر آ رہے تھے۔ تاجدار عالم کی اونٹنی آگے بڑھ رہی تھی نور ایمان کے مشعل بردار ساتھ ساتھ تھے کچھ ہاتھ آگے بڑھے اونٹنی کی رسی تھام لی ہر ایک کی کوشش تھی آقا کو اپنے گھر لے جاؤں ارشاد ہوا اس کو چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ (جہاں کے لیے حکم مل چکا ہے وہاں رک جائے گی) اور لوگوں نے دیکھا کہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر کے آگے وہ رک گئی یہاں وہ خط آقا کی امانت ہزار سال سے انتظار میں ہے۔

اے رحمتوں کے مہینہ۔ اے برکتوں کے خزینہ۔ اے نعمتوں کے گنجینہ اے رفعتوں کے زینہ۔ اے کرم کے سفینہ۔ اے عشق کے دفینے اے مہینوں میں نگینہ تجھے ان کی نسبت نے سنوارا ہے۔ تجھے ان کی رنگت نے نکھارا ہے۔ تجھے ان کی شوکت نے ابھارا ہے۔ ان کی چاہت سے سب کو پیارا ہے اے ربیع الاول وہ ہمارے ہیں تو بھی ہمارا ہے۔ تو نے ان کی باتیں سنیں ان کی نعتیں سنیں۔ میرے دل کی بات بھی سن لے!

ہے میرے دل میں ارمان محمد
بنوں یا رب ثناء خوان محمد

مگر ان کی رفعت کے گمان کے لیے خیال میں رسائی کہاں؟ ان کی عظمت کے بیان کے لیے الفاظ میں سمائی کہاں؟ لوگ تو ان کو دیکھ کر بھی نہ دیکھ سکے۔ قرآن نے یہ راز بتایا۔ ''تراھم ینظرون الیک وھم لایبصرون'' آپ نے ملاحظہ فرمایا وہ آپ کی طرف نظریں کئے تکتے ہیں مگر آپ کو نہیں دیکھتے (نہیں پہچانتے) ''بشر مثلکم'' دیکھنے والے ''تیری شوکت کا علو کیا جانیں'' ان کو دیکھنے کے لیے صدیق اکبرؓ کا دیدہ بینا چاہیے ان کی چاہت کے لیے اویس قرنیؒ کا قرینہ چاہیے ان کی مدحت کے لیے جبرئیل کا فیض اور حسانؓ کا سلیقہ چاہیے۔

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النسآء
خلقت مبرا من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشآء

یا رسول اللہ ﷺ میری آنکھ نے آپ سا حسین و جمیل اور کوئی نہ دیکھا۔ کیوں کہ آپ سا حسین و جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں آپ تو ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔ گویا آپ ایسے پیدا کئے گئے جیسا کہ آپ خود چاہتے تھے۔

وہ معراج والے قاب قوسین او ادنیٰ کے تحت نشین۔ وہ راز فطرت کی روشن جبیں وہ مقتدائے انبیاء وہ نازش کبریا جل جلال۔

ترے عروج کی حد کسے ملی ہے کسے ملے گی
مقام محمود تیری مسند۔ مکانِ تیرا لامکان تیرا

الٰہی مجھے ان کی ثنا کے آداب سکھا دے یا ان کے ذکر سے میری زندگی شاداب بنا دے۔

جانتا ہوں وہ فخر موجودات اور عار خلق کج مج بیاں
وہ کہاں؟ میں کہاں۔ چھوٹا منہ بڑی بات

حد ثنائش بجز خدا کہ شناسد
من کہ و اندیشہ ثنائے محمد

ان کی ثنا کی حد خدا کے سوا کون جانتا ہے۔ میری کیا حقیقت اور محمد ﷺ کی ثنا کا گمان کہاں۔

ﷺ

خوشخبری

دارالعلوم غوثیہ حنفیہ رضویہ

ڈھیری سسرال

شعبہ حفظ و کتب میں

داخلہ شروع ہے

مڈل و میٹرک پاس طلباء جلد از جلد رجوع فرمائیں

قابل و محنتی اساتذہ، پرشکوہ عمارت

پرائمری پاس طلباء کو ایک سال میں مڈل کروایا جائے گا۔

منجانب

صوفی محمد یعقوب نقشبندی ناظم اعلیٰ مدرسہ ہذا

حروف مقطعات اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سید سلطان روم چشتی

۲۹ سورتوں کے اوائل میں جو حروف آئے ہیں ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں۔ یہ تعداد میں ۱۴ ہیں یعنی عربی زبان کے حروف ہجا کے نصف۔ درج ذیل نقشہ میں حروف مقطعات سورتوں کے نام کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

حروف	سورتوں کے نام
الٓمٓصٓ	اعراف
الٓمٓرٰ	رعد
کٓھٰیٰعٓصٓ	مریم
طٰسٓ	نمل
صٓ	ص
حٰمٓ عٓسٓقٓ	شوریٰ
نٓ	قلم
قٓ	ق
طٰہٰ	طه
یٰسٓ	یس
طٰسٓمٓ	شعراء، قصص
الٓرٰ	یونس، ہود، یوسف، ابراهیم، حجر
الٓمٓ	بقرة، آل عمران، عنکبوت، روم، لقمان، سجده اولیٰ
حٰمٓ	مومن، سجده ثانیه، زخرف، دخان، جاثیه، احقاف،

(تفسیرات احمدیہ مطبوعہ پشاور)

اگر غور سے دیکھا جائے تو درج بالا حروف مبانی ۱۴ ہیں جو تہجی کے ترتیب سے ذیل میں لکھے گئے ہیں۔ (۱) الف (۲) حا (۳) را (۴) سین (۵) صاد (۶) طا (۷) عین (۸) قاف (۹) کاف (۱۰) لام (۱۱) میم (۱۲) نون (۱۳) ہا (۱۴) یا۔

علامہ صاوی نے جلالین کے حاشیہ پر واضح کیا ہے کہ کتنی سورتوں کے ابتداء کن حروف سے کی گئی ہے؟ آسانی کے لیے اسے بھی مختصر نقشے کے ذریعے بیان کریں گے۔

ابتداء	سورتوں کی تعداد
الف لام	۱۳
حامیم	۷
طا	۴
کاف	۱
یا	۱
صاد	۱
قاف	۱
ن	۱

(تفسیر صاوی مطبوعہ مکہ مکرمہ)

جن سورتوں کے اوائل میں یہ حروف

مقطعات آئے ہیں۔ ان کا معنیٰ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں: فلا یعلم بعد الرسول ﷺ الا الاولیاء والورثة فهم یعرفونه تلک الحضرة۔ ان حروف کا صحیح مفہوم نبی ﷺ جانتے ہیں اور اولیاء کرام کو یہ علم بارگاہ رسالت سے عطا ہوتا ہے۔ (روح المعانی ج ا ص ۱۰۰ مطبوعہ بیروت۔ ضیاء القرآن ج ا ص: ۲۹)

(۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے لکل کتاب سر وسر القرآن اوائل السور۔ ہر کتاب کا ایک راز ہوتا ہے اور قرآن کا راز حروف مقطعات ہیں۔ یہ اسرار محبت کے ہیں کہ اوروں سے پوشیدہ کر کے پیغمبر حبیب اپنے کو نشان دے دیا ہے۔ (تفسیر عزیزی ج ا ص ۱۵۴ مطبوعہ سعید ایچ ایم کمپنی کراچی۔)

(۳) قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: قال السخاوندی المروی من الصدر الاول فی الحروف التهجی انها سر بین اللّٰه وبین نبیه ﷺ۔ کہ حروف مقطعات کے بارے میں خیر القرون کے حضرات سے یہ روایت کی گئی ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان ایک راز ہے۔ (تفسیر مظہری ج ا ص ۱۴ مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

(۴) مولوی شبیر احمد عثمانی یوں وضاحت کرتے ہیں۔ ان حروف کو مقطعات کہتے ہیں ان کے اصلی معنیٰ تک اوروں کی رسائی نہیں بلکہ یہ بھید (راز) ہے اللہ اور اس کے رسول کے درمیان جو بوجہ مصلحت اور حکمت ظاہر نہیں فرمایا۔ (تفسیر عثمانی ص ۳ حاشیہ ا مطبوعہ سعودی عرب)

(۵) مولوی عبدالحق حقانی فرماتے ہیں۔ الم یہ اور اس قسم کے جس قدر حروف سورتوں کے اول میں آئے ہیں۔ ان کو حروف مقطعات کہتے ہیں علماء کا ایک گروہ تو یہ کہتا ہے کہ یہ من جملہ متشابہات کے ہیں کہ جن کو خدائے تعالیٰ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس کے معنیٰ معلوم اور عند الخلق مفہوم ہے۔ تفسیر حقانی ج ا ص ۶۳ مطبوعہ مکتبہ عزیزیہ لاہور۔

(۶) وھابی گروہ کے امام ابن عبدالوہاب نجدی نے کتاب التوحید میں لکھا۔ انیسواں مسئلہ: جس آدمی کو کسی چیز کی خبر نہ ہو اور اس سے پوچھا جائے تو اسے کہنا چاہیے کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ کتاب التوحید ص ۱۲ مطبوعہ الدار السلفیہ بمبئی۔

(۷۔۸) مولوی محمد شفیع لکھتے ہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان ایک راز ہے۔ ج ۲: ص ۱۹ اور اسی جلد کے صفحہ ۲۱ پر بھی یوں وضاحت کرتے ہیں وہی اپنے کرم واحسان سے جس کو جس قدر حصہ پر آگاہ کرنا چاہتا ہے کر دیتا ہے۔ (معارف القرآن مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی)

(۹) ملا جیونؒ فرماتے ہیں واما فی حق النبی علیه السلام فکان معلوما والا تبطل فائدة التخاطب نبی ﷺ کے بارے میں اس کا علم ثابت ہے ورنہ آپ کو مخاطب کرنا بے فائدہ ہوگا (اور یہ محال ہے) نور الانوار ص ۹۳ مطبوعہ دھلی

(۱۰) علامہ بیضاوی نے بھی من وعن یہی وضاحت کی ہے۔

(تلک عشرة کاملة)

Scanned with CamScanner

قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، جی سی یونیورسٹی لاہور

قبلہ کو مسلمان کی زندگی میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ بندۂ مومن اپنی نماز کے لئے رخ قبلہ کی طرف کرتا ہے، قربانی کے لیے جانور ذبح کرتا ہے تو اس کو قبلہ رخ لٹاتا ہے اور مردے کو دفن کرتے وقت چہرہ کو قبلہ کی طرف کیا جاتا ہے۔ اہل قبلہ کو کافر کہنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ گویا مسلمان کی زندگی اور موت دونوں میں قبلہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے یہ چیز ایک طرف تو امت میں وحدت کا سبب بنتی ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی داستان حیات کے مختلف پہلو دکھاتی ہے۔ کعبہ کی ایک ایک اینٹ یہ درس دیتی ہے کہ افراد اور اقوام میں امامت کے حق دار وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو دنیا میں ابراہیمی بن کر رہیں اور آپ کی زندگی سے تین سبق تو ظاہر و باہر ہیں:

ا۔ ایمان

اطمینان قلب اور مشاہدہ کا آپ کو اعلیٰ ترین مقام عطا کیا گیا کہ عام آدمی کا طائر تخیل بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا۔

۲۔ اسلام

اپنے آپ کو کلی طور پر معبود حقیقی کے حوالہ کر دینا ہی اسلام ہے۔ ''سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے''، ہی حقیقی اسلام ہے۔ اس اسلام کی مجسم تصویر حضرت ابراھیم علیہ السلام ہیں اولاد، وطن اور اپنی جان کو خالق کائنات کے سپرد کیا۔

۳۔ اخلاص

حضرت ابراہیم نے یکسو ہو کر اپنا رخ اپنے خالق کی طرف کیا۔ اس لئے بار بار قرآن کریم نے آپ کو حنیف کہا اور ہمیں حکم دیا: واتبعو ملة ابراهيم حنيفا

گویا جب زندگی میں مختلف مواقع پر ہم کعبہ کی طرف اپنا منہ کرتے ہیں تو ابراہیم علیہ السلام کے ایمان، اسلام اور اخلاص کا نمونہ ہمارے سامنے ہونا چاہیے اور عراق سے تین آدمیوں کے قافلہ کا نکلنا اور واذا بتلى ابراهيم ربه بكلمت فاتمهن ۔(البقرۃ آیت ۱۲۴)(وہ سرگزشت قابل ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو مختلف طریقوں سے آزمایا اور وہ ان سے عمدگی سے عہدہ برا ہوئے) کی منازل کو طے کرنا، یہ سب کچھ کعبہ کے در و دیوار پر رقم ہے اس کی طرف منہ کرتے ہوئے یہ سب کچھ تصور میں ہو تو تب ہی حقیقت کعبہ سمجھ آسکتی ہے۔

کعبہ۔ قرآن کی روشنی میں

ا۔ ان اول بيت وضع للناس للذى ببكة مباركاً وهدى للعالمين فيه ايات بينت مقام ابراهيم ومن دخله كان امنا (آل عمران ۹۶۔۹۷)

پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہ

سرزمین مکہ میں ہے جو بابرکت ہے اور دنیا کے لیے ہدایت ورہبری کا سبب ہے۔اس میں واضح وآشکارا نشانیاں ہیں ان میں سے مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوا امان میں ہے۔

۲۔جعل اللّٰہ الکعبة البیت الحرام قیما للناس (المائدہ:۹۷) اللہ تعالیٰ نے کعبہ حرمت والے گھر کو لوگوں کے لیے مرکز بنایا۔

۳۔واذ جعلنا البیت مثابة للناس وامنا۔ (البقرہ:۱۲۵) اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے کعبہ کو انسان کے بار بار لوٹ کر آنے کا مقام' مرکز اور جائے امن قرار دیا۔

ان آیات میں کعبہ کی درج ذیل خصوصیات کا ذکر ہے:

الف۔مبارکاً۔(برکت والا)

لفظ مبارک 'برکت' سے مشتق ہے برکت کے معنی ہیں بڑھنا اور ثابت رہنا۔بڑھنا حسی طور پر ہوسکتا ہے اور معنوی طور پر بھی۔

حسی برکت تو یہ ہے کہ بنجر اور ریگستان ہونے کے باوجود دنیا جہان کے اعلیٰ ترین پھل اور تمام ضروریات بکثرت موجود ہیں۔معنوی برکات حسی سے بھی بڑھ کر ہیں۔حج وعمرہ کی عبادات جو گناہوں کی بخشش اور درجات کی بلندی کا سبب ہیں کعبہ ہی سے مخصوص ہیں اور یہاں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ گنا ہو جاتا ہے۔حج کے موقعہ پر وحدت واتحاد کے آثار کا شمار بھی معنوی برکات ہی میں ہوتا ہے۔

ب۔ھدی للعالمین۔(عالمین کے لئے ہدایت)

کعبہ عالمین کے لیے رشد وہدایت کا سرچشمہ ہے۔یہ بھی کعبہ کی معنوی برکات میں سے ہے۔کعبہ تاریک وظلمت بھری رات میں انسانیت کے لیے منارہ نور ہے۔دنیا بھر کے مسلمان اس کی طرف منہ کرکے فیضان ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

ج۔مقام ابراہیم۔

فہم دین فقط کتابوں سے ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے ان شخصیات کے نقوش پا کو رہبر ورہنما بنانا پڑتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے چنا ہوتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام تو انی جاعلک للناس اماما کے منصب پر فائز تھے اور امت مسلمہ کو تو خصوصی طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا حکم دیا گیا۔یہی وجہ ہے کہ طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے نفل پڑھے جاتے ہیں۔جو اس بات کا واضح اشارہ ہیں کہ ہمارے سامنے ابراہیم علیہ السلام ہیں۔جن کی اقتداء میں ہم اپنے ایمان اسلام اور اخلاص کی گواہی دیتے ہیں۔اس دوران انسان کے قلب میں یہ احساس بھی جاگزین رہتا ہے کہ نجانے یہاں کونسی جگہ ہوگی کہ ابراہیم علیہ السلام نبی آخرالزماں ﷺ صحابہ کرام اور پاکان امت کے قدم لگے ہوں گے اور ہمیں وہاں سجدہ نصیب ہو جائے۔یہ مبارک قدم ہمیں یہ پیغام بھی دے رہے ہیں کہ اگر دنیا میں برکت 'ہدایت اور امن چاہتے ہو تو ابراہیمی بنو اور اب تم آگ میں بھی کود پڑو گے تو وہ تمہیں جلائے گی نہیں۔اپنے اسماعیل کی قربانی دو' بیٹے کے گلے پر چھری رکھو اور مخلوق کے گلے سے ہٹالو۔

د۔جائے امن

شہر مکہ کے لیے جائے امن ہونے کی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگی

(ابراہیم:۳۵) یہاں کے امن کی تین جہتیں ہیں:

(۱) تشریعی: جو انسان جہاں پناہ حاصل کر لے اس کو ستایا نہ جائے خواہ قاتل ہی کیوں نہ ہو۔ حرم سے باہر آئے تو سزا دی جائے۔

(۲) تکوینی: اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر ہر قوم و ملت کے دلوں میں بیت اللہ کی تعظیم و تکریم ڈال دی ہے۔ عرب کے قبائل کتنی ہی باتوں میں اختلاف رکھتے تھے مگر بیت اللہ کی عظمت پر سب جان دیتے تھے۔ باپ کا قاتل بھی بیٹے کے سامنے آجاتا تو بیٹا خاموشی سے گزر جاتا۔ حرم کا کوئی فرد پُر خطر رستے سے گزر رہا ہوتا تو انا حرمی کا جملہ اس کی بہترین پناہ گاہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قریش کے لیے اس کو بطور انعام ذکر کیا؛ **الذی اطعمھم من جوع وامنھم من خوف** (القریش:۴) جس نے انہیں رزق دے کر فاقہ سے نجات بخشی اور امن عطا فرمایا انہیں خوف سے۔

(۳) روحانی: یہ جگہ روح کے آرام و اطمینان اور ان لوگوں کے لیے امن و امان کا سبب ہے جو وہاں آتے ہیں اور اس سے روحانی تقویت حاصل کرتے ہیں۔

ر: قیمًا للناس

کعبہ لوگوں کے اتحاد کی علامت ہے۔ دلوں کے مجتمع ہونے کا ایک وسیلہ ہے اور مختلف رشتوں اور گروہوں کے استحکام کے لئے ایک عظیم مرکز ہے۔ اس کے سائے میں مسلمان اپنی بہت سی خرابیوں اور کمزوریوں کی اصلاح کر سکتے ہیں اور اپنی سعادت و کامرانی کی منزل کو پا سکتے ہیں۔

اس حوالہ سے شارح بخاری سید محمود رضویؒ لکھتے ہیں:

''کعبہ کی بدولت لوگوں کے دینی و دنیوی امور کا قیام ہوتا ہے۔ خائف وہاں پناہ لیتا ہے' ضعیفوں کو وہاں امن ملتا ہے، تاجر وہاں نفع پاتے ہیں۔''

امام بخاری نے قیاماً کا مطلب قواما لیا ہے۔ یعنی کعبہ بقائے دنیا کا سبب ہے اور اس کا قیام بمنزلہ بادشاہ کے خیمہ ہے کہ بادشاہ کا خیمہ پہلے نصب ہوتا ہے پھر اکھاڑا جاتا ہے اور خیمہ کو اکھاڑنا کوچ کی علامت ہوتی ہے۔ ایسے ہی کعبہ کا حال ہے جب کعبہ خراب ہوگا تو زمین و آسمان ختم ہو جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا قرب قیامت ایک پتلی پتلی پنڈلیوں والا حبشی کعبے کو خراب کردے گا''۔ (فیوض الباری)

چونکہ یہ کائنات کا مرکز ہے اس لیے تمام دائروں کا رخ اسی کی طرف ہے۔ کعبہ کو مرکز مان کر اگر ساری دنیا میں دائرے لگائے جائیں تو تمام مساجد انہی دائروں پر واقع ہوں گی۔

ارض بها البیت المحرم قبلة
للعالمین له المساجد تعدل

(مکہ ایسی سرزمین ہے جس میں بیت محرم ہے جو سارے جہاں کا قبلہ اور تمام مساجد کا مرجع ہے)

س۔ مثابة للناس

مثابة یہ لفظ ثاب یثوب ثوبا و مثاباً سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ مثابة کے معنی ہوں گے جہاں آدمی بار بار لوٹ کر جائے۔ چونکہ کعبہ موحدین کا مرکز ہے۔ وہ ہر سال جہاں وہ فقط جسمانی طور پر ہی نہیں روحانی طور پر بھی توحید اور فطرت کی طرف پلٹتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

کعبہ عشاق کے لیے روحانی مقناطیس کی حیثیت رکھتا ہے کہ تمام مومنین کے دل میں اس کی زیارت کا شوق روز افزوں ہوتا ہے حالانکہ وہاں ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں عموماً لوگ سیر وتفریح کے لیے جاتے ہیں۔ اسی لیے امام مجاہد نے فرمایا: لایقضی احدمنها وطرا۔

آدمی اس کی زیارت سے کبھی سیر نہیں ہوتا بلکہ ایک دفعہ زیارت کرنے کے بعد شوق بڑھتا جاتا ہے۔ لوگ احکم الحاکمین کے دست مبارک پر بیعت کے لئے بے قرار رہتے ہیں۔ یہاں بیعت کرو اور پچھلے عہد توڑ دو ان سب کو منسوخ کر دو۔ اپنا ہاتھ زر، زور، مکروفریب، زمین کے خداؤں سے اٹھالو اور آزاد ہو جاؤ یہ میثاق فطرت کی تجدید بھی ہے۔ یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ کثیر روپیہ خرچ کر کے آنے والوں کو دعوت نامے بھی رب العالمین ہی جاری کرتا ہے، کیا یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے گھر میں مہمان بلا کر خالی لوٹائے؟ اس کشش کا سبب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعاء ہے؛ فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم وارزقهم من الثمرات لعلهم يشكرون۔ (ابراہیم: ۳۷)

پس کر دے لوگوں کے دلوں کو کہ وہ شوق ومحبت سے ان کی طرف مائل ہوں اور انہیں رزق دے پھلوں سے تا کہ وہ (تیرا) شکرادا کریں۔

کعبہ میں داخلہ کے آداب

(۱) داؤد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھے عبدالکریم بن ابی المخارق نے وصیت کی کہ بغیر غسل کے کعبہ میں داخل نہ ہوں۔

(۲) طاؤس اور مجاہد کہتے ہیں کہ کوئی موزہ یا جوتا پہنے کعبہ میں داخل نہ ہو۔

(۳) بغیر ضرورت کے گفتگو نہ کی جائے۔

(۴) دل میں خشوع وخضوع اور آنکھوں میں آنسو ہوں۔

(۵) کعبہ کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھا جائے یہ غفلت کا سبب ہے۔ (القری لقاصدام القری ص: ۴۵۹)

ایک عورت مکہ میں داخل ہوئی کہہ رہی تھی أين بيت ربي ؟ میرے رب کا گھر کہاں ہے؟ اسے کہا گیا کہ تو جلد ہی دیکھ لے گی۔ جب کعبہ آیا تو لوگوں نے کہا هذا بيت ربك! یہ تیرے رب کا گھر ہے۔ اس نے کعبہ کی دیوار کے ساتھ سر لگایا اس کی روح نکل گئی۔

(القری لقاصدام القری ص: ۲۲۳)

ابوبکر شبلی نے کعبہ دیکھا تو بے ہوش ہو گئے ہوش آئی تو یہ شعر پڑھا؛

هذا دارهم وانت محب
ما وقوف الدموع فى الآفاق؟

تو کہتا ہے کہ یہ محبوب کا گھر ہے اور تو اپنے آپ کو عاشق کہلواتا ہے۔ اگر واقعی محبت کا دعویٰ ہے تو آنکھوں میں آنسو کیوں نہیں؟

کعبہ کے اسماء

۱۔ **کعبہ:**

اصل میں مادہ کعب سے مشتق ہے جس کا معنی ہے پاؤں کے اوپر کی ابھری ہوئی جگہ بعد

Scanned with CamScanner

ازاں یہ لفظ ہر قسم کی بلندی اور ابھری ہوئی چیز کے لیے استعمال ہونے لگا اور مکعب کو بھی اسی لئے مکعب کہا جاتا ہے کہ وہ چاروں اطراف سے ابھرا ہوا ہوتا ہے لفظ کعبہ اللہ کے گھر کی ظاہری بلندی کی طرف اشارہ بھی ہے اور اس کے مقام کی عزت و بلندی کی علامت بھی ہے۔

۲۔ **قبلہ**: لغت میں جہت کے لیے استعمال ہوتا ہے (لسان العرب) القبلة في الاصل الجهة :

اسلام میں قبلہ معبود نہیں بلکہ وہ ایک نقطہ توجہ ہے جو عبادت کے وقت تمام افراد و ملت کو وحدت جہت مہیا کرتا ہے۔ اصل مقصود خیر کی طرف سبقت ہے۔ (البقرہ:۱۴۸)

۳۔ **البیت العتیق**: محبّ الدین الطبری نے اس کے درج ذیلی چار مفہوم بیان کئے ہیں:

ا۔ یہ گھر سرکش لوگوں کے تصرف سے آزاد ہے (لان الله تعالى اعتقه عن الجبابره)

ب۔ عتیق بمعنی قدیم (أن العتيق بمعنى القديم)

ج۔ یہ کسی کی ملکیت نہیں (أنه لم يملك قط)

د۔ طوفان کے زمانہ میں غرق ہونے سے بچا (أنــه اعتق من الغرق زمن الطوفان (القری لقاصد ام القری ص:۳۰۵)

۴۔ **البیت الحرام**: فتح مکہ کے دوسرے دن آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ''لوگو! اللہ نے جس دن آسمان کو پیدا کیا اسی دن مکہ کو حرام (حرمت والا شہر) ٹھہرایا۔ اس لیے وہ اللہ کی حرمت کے سبب قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ کوئی آدمی جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ اس میں خون بہائے یا یہاں کا کوئی درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص اس بنا پر رخصت اختیار کرے کہ رسول اللہ نے یہاں قتال کیا تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی لیکن تمہیں اجازت نہیں دی ہے اور میرے لیے بھی اسے صرف دن کی ایک ساعت میں حلال کیا گیا۔ پھر آج اس کی حرمت اسی طرح پلٹ آئی جس طرح کل اس کی حرمت تھی۔ اب چاہیے کہ جو حاضر ہے وہ غائب کو یہ بات پہنچا دے''۔

کعبہ کا طواف

شمع اور پروانے کی حکایت کی حقیقی شکل

کعبہ کے طواف کے دوران نظر آتی ہے۔ یہ طواف درحقیقت قوم و ملک' آرام و راحت' مال و دولت اور اپنی خواہشات سمیت ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کے لیے قربان کر دینے سے عبارت ہے اور قــــل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمين کا مظہر ہے۔ طواف یہ بتاتا ہے کہ تمہاری رہبانیت خانقاہ میں نہیں اجتماع میں ہے۔ طواف کے سات چکروں کی حکمت یہ ہے کہ بنیادی صفاتِ الٰہی سات ہیں ہر چکر ان پر جاں نثاری کا عہد صمیم ہے۔ (اسی نکتہ کی طرف اشارہ ابن عربیؒ نے کیا ہے) وہ صفات سبعہ درج ذیل ہیں:

حیات' علم' قدرت' ارادہ' سمع' بصر' کلام

امر على الديار ديار ليلى
اقبل ذالجدارا و ذالجدارا
فما حب الديار شغفن قلبي
ولكن حب من سكن الديارا

''میں لیلیٰ کے گھر کی دیواروں کا طواف کرتا ہوں اور اس کے در ودیوار کو چومتا ہوں اور میرے دل میں ان مکانوں کی محبت نہیں ہے بلکہ ان کے مکین کی محبت کا میں گرفتار ہوں۔''

استقبال قبلہ

بعض مسلم دشمن عناصر یہ باور کراتے ہیں کہ مسلمان بھی مٹی اور پتھر سے بنی عمارت کو ہی سجدہ کرتے ہیں اسی طرح اگر کسی لکڑی یا پتھر کے بت وغیرہ کو سجدہ کرلیا جائے تو کیا حرج ہے؟ لیکن یہ اشتباہ فقط اس لیے ہوا کہ غیر مسلموں نے کعبہ کی حقیقت کو نہ سمجھا۔

اللہ تعالیٰ انسانی عقل، فہم اور علم سے وراء الوراء ہے لیکن انسانوں میں ایک حسی وجود کو دیکھنے اور استفادہ کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو اپنے انوار وتجلیات کا مرکز ومہبط بنا کر نار عشق کی آسودگی کا سامان پیدا کیا ہے۔ غالب نے اس نکتہ نظر کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے:

پرے ہے سرحد ادراک سے معبود اپنا
قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں

اسی وجہ سے کتب احادیث اور فقہ میں استقبال قبلہ کی اصلاح دکھائی دیتی ہے۔

کعبہ مسجود الیہ ہے مسجود لہ نہیں۔ امام غزالی لکھتے ہیں:

''اگر اللہ تعالیٰ سے لقاء کا شوق ہے تو مسلمان اس کے وسائل واسباب اختیار کرنے پر لامحالہ مجبور ہوگا، عاشق اور محب ہر چیز کا مشتاق ہوتا ہے جس کی اضافت اس کے محبوب کی طرف ہو، کعبہ کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف ہے، اسی لئے مسلمان کو قدرتی طور پر اس کا سب سے زیادہ مشتاق ہونا چاہیے، علاوہ اس اجر وثواب کی طلب واحتیاج کے جس کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔ (احیاء العلوم جلد: ۱، ص: ۲۴۰)

امام غزالی لکھتے ہیں:

''اس (بیت اللہ) کی وضع اور شکل دربار یا شاہی ایوان کی طرح ہے جہاں ہر عشاق واہل فراق ہر دشوار گزار اور دور دراز مقام سے افتاں وخیزاں، آشفتہ سر اور پراگندہ مو ہو کر پہنچتے ہیں۔ رب البیت کے سامنے سر تسلیم ختم کئے ہوئے اپنی حقارت کا احساس لئے ہوئے اس کی عزت وجلال کے سامنے اپنے کو فراموش کئے ہوئے اس علم واعتراف کے ساتھ کہ وہ اس سے پاک اور بلند وبرتر ہے کہ کوئی گھر اور چار دیواری اس کو گھیر سکے یا کوئی شہر اس کا احاطہ کر سکے تا کہ ان کی عبودیت ورقت اپنی انتہا کو پہنچ جائے اور طاعت وانقیاد اور تسلیم ورضا میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔ (احیاء العلوم)

کعبہ

(احادیث، آثار، مشاہدات، واقعات)

تو کریم مطلق ومن گدا، چہ کنم اگر نہ بخوانیم
در دیگرے نہ نما کہ من بکجا روم چوں برانیم
ہمہ عمر ہرزہ دویدہ ام خجلم کنوں کہ حمیدہ ام
من اگر بہ حلقہ تنیدہ ام تو برون در منشانیم

(بیدل)

(تیرے فضل کی کوئی حد نہیں، میں بھکاری ہوں اگر تو مجھے نہ بلائے تو میں کیا کروں، کوئی دوسرا در مجھے دکھا دے کہ اگر تو مجھے دھتکار دے تو میں کہاں جاؤں۔ میں نے ساری عمر آوارہ گردی کی ہے اب جبکہ میں کبڑا ہو

Scanned with CamScanner

گیا ہوں تو شرمسار ہوں۔اگر میں نے دروازے کی کنڈی کو تھام رکھا ہے تو ازراہ کرم مجھے باہر نہ بٹھا)

ا۔مسجد حرام کی نماز کی فضیلت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام میں ایک نماز دیگر مساجد میں ایک لاکھ نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔(مسند احمد رقم الحدیث ۲۴۳۲)

ب۔حجر اسود کو چومنا اتباع رسول ﷺ میں ہے؛

حضرت عمر ابن خطابؓ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے کہا خدا کی قسم! تو صرف ایک بے جان پتھر ہے تیری طرف سے کسی فائدے یا نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں اگر حضور ﷺ نے تجھ کو بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں بھی ہرگز تجھے نہ چومتا۔(بخاری و مسلم)

ج۔اہل قبلہ کے لیے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی ضمانت:

انس بن مالکؓ سے روایت ہے :رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے، ہمارا ذبیحہ کھائے تو وہی مسلمان ہے جس کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی ضمانت ہے۔سو تم اللہ کی ضمانت میں خیانت نہ کرو۔ (بخاری)

د۔کعبہ کے سایہ میں بیٹھنا

(۱)عن قیس بن ابی حازم قال سمعت خبابا یقول اتیت رسول اللہ ﷺ وھو متوسد بردہ فی ظل الکعبة (بخاری فی الاکراہ ابوداؤد فی الجہاد)

قیس ابن ابو حازم سے روایت ہے کہ انہوں نے خبابؓ سے سنا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ اپنی چادر پر، کعبہ کے سایہ میں اپنے دست مبارک پر سہارا لئے ہوئے تشریف فرما تھے۔

(۲)عن محمد بن سوقة قال: کنا مع سعید بن جبیر فی ظل الکعبة فقال انتم الآن فی اکرم ظل علی وجه الارض (اخبار مکه لفا کھی تحقیق عبدالملک بن عبداللہ. قال المحقق اسنادہ صحیح)

(محمد بن سوقہ کہتے ہیں کہ ہم سعید بن جبیر کے ساتھ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے تو وہ کہنے لگے اس وقت تم روئے زمین پر سب سے زیادہ عزت والے سایہ میں ہو۔)

ر۔احترام قبلہ

(ا)ایک دفعہ آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو مسجد کے قبلہ کی جانب آپ نے بلغم دیکھا اور تو اسے کھرچ دیا اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی اس بات پر خوش ہوگا کہ اپنے منہ پر تھوکے؟ تم میں سے جب کوئی قبلہ کی جانب منہ کرتا ہے تو گویا وہ اپنے رب عزوجل کی جانب منہ کرتا ہے اور فرشتے دائیں جانب ہوتے ہیں لہذا دائیں جانب نہ تھوکنا اور نہ اپنے سامنے بلکہ چاہیے کہ اپنے بائیں جانب تھوکے۔(ابوداؤد)

(۲)ایک آدمی نے کچھ لوگوں کی امامت کی تو قبلہ کی جانب تھوک دیا اور رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ جب وہ فارغ ہوا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ تمہیں نماز نہ پڑھایا کرے۔اس کے بعد اس نے ان لوگوں کی نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے منع کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی بتایا چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ہاں اور(راوی کہتا ہے) میرے خیال میں آپ نے فرمایا بے شک تم نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی۔(ابوداؤد)

(۳)ابوایوب انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے

فرمایا: جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلے کی طرف منہ نہ کرو نہ پشت بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو۔ ابوایوب کہتے ہیں جب ہم شام میں آئے تو ہم نے کچھ بیت الخلاء ایسے دیکھے جو قبلہ رخ بنائے گئے تھے تو ہم بحالت مجبوری رفع حاجت کے لیے جاتے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے۔ (بخاری' کتاب الصلوۃ)

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

واقعات' مشاہدات

(۱) ابوالفتوح رازی' ابوالقاسم بشر بن محمد سے ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ایک دفعہ میں نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک ضعیف آدمی کو دیکھا جس کے چہرے پر لمبے سفر کی تھکن اور بے آرامی صاف پڑھی جا سکتی تھی اور عصا کے سہارے بڑے کرب کے ساتھ طواف کر رہا تھا۔ میں اس کے پاس گیا اور پوچھا بڑے میاں کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ کہنے لگا اتنی دور سے آیا ہوں کہ سفر میں پانچ سال بیت گئے اور سفر کی صعوبتوں سے بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میں نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا بے شک آپ نے حق تعالیٰ کی سچی محبت اور پر خلوص اطاعت میں بڑی زحمت گوارا کی! یہ سن کر وہ فرطِ مسرت سے مسکرایا اور اس نے یہ اشعار پڑھے:

زر من هويت وان شطت بك الدار
وحال من دونه حجب واستار
لايمنعنك بعد عن زيارته
ان المحب لمن يهواه زوار

(اپنے محبوب سے ملنے ضرور جائیو! اگرچہ تیرے گھر سے کتنا ہی دور کیوں نہ ہو اور راستے میں کیسی ہی رکاوٹیں اور مزاحمتیں تیرا راستہ کیوں نہ روکیں۔ فاصلے کی طوالت اس سے ملنے میں ہرگز حائل نہ ہونے دیجیو کیونکہ عاشق کو بہر حال محبوب کی زیارت کے لیے جانا ہی چاہیے)

(۲) حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ جسے عبادت کا اجر وثواب دوسرے دن ملے تو اس سے کہہ دو کہ آج عبادت نہ کرے حالانکہ عبادت و مجاہدے کے ہر سانس پر توفی الحال ثواب ملتا ہے۔ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ پہلے حج کے موقعہ پر میں نے خانہ کعبہ کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور دوسری مرتبہ میں نے خانہ کعبہ کے مالک کو بھی دیکھا لیکن تیسری مرتبہ صرف خانہ کعبہ کے مالک ہی کو دیکھ سکا کعبہ نظر نہ آیا۔ (کشف المحجوب)

(۳) حضرت سفیان ثوریؒ نے پیدل کوفہ سے مکہ مکرمہ کا سفر کیا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا چاہیے تو یہ تھا کہ میری ناک میں نکیل ڈالی جاتی اور لوگ کھینچتے ہوئے لاتے جیسے کہ بھگوڑے غلام کو لایا جاتا ہے اور میں قدم قدم پر پتھروں اور تپتے صحراؤں میں سجدے کرتا ہوا آتا میرے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ یہ بھی کم تھا۔

(۴) وزیراعظم برطانیہ گلیڈسٹون نے اپنی پارلیمنٹ میں دوران خطاب کہا: ''اسلام کو اس وقت تک کوئی خطرہ نہیں جب تک دو چیزیں ہیں:

۱: قرآن۔

پھر کچھ وقفہ کے بعد مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہا

(۲) کعبہ۔

(نظرات فی القرآن محمد الغزالی ص:۵)

سیرۃ طیبہ کا اہم موڑ۔ سفرِ طائف

پروفیسر ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم

یوں تو حیات طیبہ کا ہر لمحہ تاریخ ساز، ہر دقیقہ عہد آفرین اور ہر واقعہ بڑے انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ اس سعادتوں بھری زندگی کی ہر صبح اجالوں کا پیام لے کر آتی اور حیات انسانی کے دھارے یکسر رخ بدل لیتے۔ اس لازوال زندگی کا ہر نقش ابدی، عظیم اور باکمال ہونے کے ساتھ ساتھ بے پناہ حکمتوں اور معانی و مصالح کا مظہر ہے مگر...... سفر طائف کو سیرۃ طیبہ کے اہم موڑ کی حیثیت حاصل ہے۔

مکہ سے تقریباً پچاس میل کے فاصلے پر آباد اس پُر فضا بستی کے خوشحال مگر لہو ولعب کے شکار مکینوں کی دین و دنیا کی سعادتوں نے ان کے در پر اس وقت دستک دی جب اللہ کے محبوب اور کائنات کے آخری پیغمبر، شاہ عرب وعجم، رسول جن وانس، رحمت عالمین ﷺ حق کا پیغام لے کر زید ابن حارثہ کے ساتھ بستی میں تشریف لائے۔ مگر کتنے بدقسمت تھے یہ لوگ اور کتنے برے مقدر تھے ان کے جنہوں نے دنیا و آخرت کی بھلائیاں چھوڑ کر سارے عذاب اپنے لیے منتخب کر لیے۔

آپ ﷺ نے طائف کو دعوتِ حق کے لیے اس وقت منتخب فرمایا جب ''وانذر عشیرتک الاقربین'' کا قرض ادا کر چکے۔ مکہ کے ہر خاص و عام، گلی کوچے، حل و حرم، صفا و مروہ ہر جگہ اللہ کا پیغام پہنچا چکے۔ طرح طرح کے ستم اور سختیاں سہہ چکے، گالیاں، طزر طعنے، بے عزتی، بے حسی، راہ کے کانٹے، گندگی کے بوجھ، کیا کچھ تھا جو محسنِ انسانیت نے نہ سہا ہو۔ مگر حق کی دعوت کسی خاص رنگ، قبیلہ، نسل، علاقہ کے لئے تو مخصوص نہ تھی۔ جب ایک قوم اپنے لیے بدبختیوں کا انتخاب کرے، جب ایک زمین حق کی فصل کے لیے بنجر ہو جائے تو حق کی فصل بہار کہیں اور گل و لالہ بکھیرتی ہے۔ سو اللہ کے رسول نے بھی طائف کا قصد کیا۔ ممکن تھا کہ دعوت حق کا مرکز اور دنیا بھر میں اجالوں کا مینارۂ نور مکہ کی بجائے طائف کی سعادت بنتا۔ شائد یہاں ایک نئی تاریخ جنم لیتی۔ مگر طائف منزل کی بجائے محض سنگِ راہ منزل بن گیا۔ طائف قریب تھا مگر دور ہو گیا۔ یثرب اسی موڑ پر گرچہ بہت دور تھا مگر سعادتوں کے قریب تر آ گیا۔ طائف کے سفر کے بعد ہی بیعت عقبہ اولیٰ و ثانیہ منعقد ہوئی، اور اسی موڑ پر سے قافلہ حق مدینہ کی طرف ہجرت کے سفر پر روانہ ہوا۔

طائف میں آنحضور ﷺ نے بستی کے سرداروں کو قبول اسلام کی دعوت دی۔ مگر نور ایمان سینوں میں منور کرنے کی بجائے وہ نہ صرف عرب کی روایتِ مہمان نوازی بھلا بیٹھے بلکہ مرتبہ انسانیت سے بھی نیچے جا گرے۔ انہوں نے اور بستی کے اوباشوں نے آقائے نامدار کے ساتھ وہ انسانیت سوز سلوک کیا جس کا تصور بھی محال ہے۔ چشم فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ رسول محترم کا جسم زخم زخم ہوا اور نعلِ مبارک میں خون جم گیا۔ زید ابن حارثہ اس کوشش میں مصروف کہ سارے پتھر اپنی جان پر سمیٹ لیں۔ آپ زخموں کی تاب نہ لا کر بیٹھ جاتے مگر بدبخت پھر کھڑا کر دیتے۔ یقیناً یہ حیات نبوی کا المناک اور اذیتناک ترین دن تھا۔ ایک بار ام المومنین حضرت

عائشہؓ نے پوچھا کیا آپ پر اُحد کے دن سے بھی سخت دن کوئی آیا؟ فرمایا: ہاں طائف کا دن!

ابھی کچھ عرصہ پہلے شعب ابی طالب میں تین سال کا طویل مقاطعہ اور محاصرہ، مشفق وحامی ابوطالب کی وفات، مونس وغمخوار خدیجہؓ کی رحلت کیا کم دکھ تھے کہ سفرِ طائف کی سختیاں بھی حیاتِ نبوی کا جزو بن گئیں۔ غم واندوہ کی اسی کیفیت میں آپ نے اپنے مالک کے حضور دعا کی، پہاڑوں کا فرشتہ جبرئیل امین کے ساتھ حاضر ہوا۔ کہنے لگا، اللہ نے سب کچھ دیکھ بھی لیا ہے اور سن بھی لیا ہے مجھے حکم دیجئے کہ دونوں پہاڑ اسی بستی پر الٹ کر اسے نیست ونابود کر دوں! فرمایا: نہیں، شائد ان کی نسلوں میں اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے جو صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ کیا تاریخ انسانی نے ایسا منظر کبھی دیکھا ہوگا کہ حق اور دین ودنیا کی سعادتوں کی طرف بلانے والا جواب میں بدترین مظالم سہہ کر بھی نہ جذباتی ہوا نہ مشتعل، نہ اس کی آتش انتقام بھڑ کے نہ غیظ وغضب ابھرے بلکہ بدترین سزا پر قادر ہونے کے باوجود وہ ان کی آئندہ نسلوں کی خیر چاہے۔

آنحضورﷺ کے سفر طائف کی داستان بہت دردناک ہے جو آپ سے محبت کرنے والوں کو تڑپا کر رکھ دیتی ہے۔ مگر اس میں اہل ایمان کے لیے بالعموم اور داعیانِ حق کے لیے بالخصوص یہ اسوہ موجود ہے کہ داعیٔ حق کڑے، مشکل اور بدتر حالات میں بھی نہ مایوس ہوتا ہے نہ دل شکستہ ودل گرفتہ نہ کبھی اپنی ذات کو ترجیح دیتا ہے نہ اس کے حوالے سے سوچتا ہے۔ اس کا مقصود تو فقط خیر خواہی ہوتا ہے۔ اللہ کے ساتھ، اس کے رسول، اس کے دین اور انسانوں کے ساتھ۔ کیونکہ وہ جس دین کا علمبردار ہوتا ہے وہ تو ہے ہی سراسر خیر خواہی۔

اس واقعہ میں دوسرا اُسوہ عمل یہ ہے کہ داعیٔ حق ایک راستہ بند ہو جانے پر اپنے فرض کی بجا آوری سے دست کش نہیں ہو جاتا بلکہ اس کی بصیرت اور اولو العزمی اسے دوسرا راستہ اور نئی منزل کا پتہ دیتی ہے۔ آنحضورﷺ سفر طائف کے بعد خاموش نہیں بیٹھے رہے بلکہ موسم حج اور دیگر دنوں میں عرب کے دور دراز سے مکہ آنے والے قبائل تک دعوت حق پہنچاتے رہے۔

سفر طائف کا تیسرا پہلو داعیٔ حق کے سامنے آنحضور کی اس دردناک اور جذبات سے لبریز دعا سے آتا ہے کہ جس میں اپنے آقا سے گلے شکوے بھی ہیں تو اسی پر کامل یقین واعتماد کا اظہار بھی۔ اس کی ناراضگی کا خوف بھی، تو اسی کی خوشنودی ورضا کی جستجو، اسی کی دوستی پر فخر تو اسی کے نور وجمال کی پناہ کی آرزو۔ اور اسی کی قوت وطاقت کا اقرار۔ یہ بات سامنے آتی ہے کہ داعیٔ حق کا ایمان ویقین مستحکم، اعتماد بھرپور اور رضائے الٰہی کا حصول مطمع نظر اور سب پر مقدم ہوتا ہے۔ اس کا ایمان پختہ ہونا چاہیے کہ لایذل من والیت ولایعز من عادیت ''خدا کا دوست کبھی رسوا اور اس کا دشمن کبھی معتبر ومعزز نہیں ہوسکتا۔

سفر طائف دشمنانِ خدا کی اذیتوں اور محبوب خدا کی رحمتوں کی انتہاؤں کا نام ہے۔ اتنے ظلم کہ اہل ایمان پکار اٹھے متیٰ نصر اللّٰہ ؟ جواب آیا: الا ان نصر اللّٰہ قریب۔ اور دنیا میں فتح ونصرت غلبہ واختیار واقتدار اور آخرت میں فوز وفلاح کی بشارتیں دینے کے لیے آنحضورﷺ کو سفر معراج کی فضیلت عطا ہوئی۔ دعائے ہجرت'' رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً ''میں ہجرت مدینہ کے ذریعے غلبہ اسلام کا اشارہ دیا گیا۔ یوں سفر طائف ایک طرف تو کفر وظلم کی چیرہ دستیوں کا نقطہ انتہا وانجام بنا تو دوسری جانب غلبہ حق اور باطل کے سرنگوں ہونے کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

شکر۔ عظیم عبادت الٰہی

(ایک تحقیقی مطالعہ)

ڈاکٹر سید علی انور

شکر کے لغوی معنی احسان ماننا' قدر پہچاننا اور محسن کا احسان مانتے ہوئے اس کا صلہ ادا کرنا۔ اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات اور انعامات کی قدر دانی کا نام شکر ہے۔ اس کی ضد کفر ہے جس کے اصطلاحی معنی ہیں ناشکرا پن اور قدر ناداني اور نافرمانی۔[1]

مہذب لکھنوی کے مطابق شکر سے مراد ہے نعمت حاصل ہونے کے بعد منعم کا احسان ماننا حصول نعمت سے منعم کی تعریف کرنا اور شکریہ ادا کرنا۔[2] فیروز اللغات کے مطابق شکر کے معنی احسان ماننا' سپاس اور احسان مند کے ہیں۔[3]

اردو انسائیکلو پیڈیا کے مطابق شکر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں' روحانی ذہنی' جسمانی قوتوں' اختیارات اور مال ومتاع کا صحیح طور پر استعمال کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو صحیح حالت میں رکھنا اور اسے ضائع نہ ہونے دینا۔[4]

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے انسان کی ضرورت کی ہر چیز مہیا کر دی ہے انسان کو موزوں اور متناسب جسم دیا ہے اور معیشت کے لیے سب ساماں زمین پر جمع کر دیئے۔ انسان کی ہدایت ورہنمائی کا سامان بھی اسے مہیا کر دیا۔ قرآن مجید نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ارشاد خداوندی ہے: ان تعدوا نعمت اللّٰه لاتحصوها.[5]

ترجمہ: اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو ان کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

ان نعمتوں کی قدر دانی کرنے والے کم ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے؛ وقليل من عبادی الشكور.[6]

ترجمہ: اور میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہوتے ہیں (جو شکر نعمت کے طور پر میری فرمانبرداری کرتے ہیں۔[7]

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا دراصل انسان کا فطری تقاضا اور اس کا جوہر اصلی ہے جسے وہ اپنی نادانی اور ناسمجھی کی وجہ سے بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے کنار رحمت وربوبیت کے پیش نظر انسان کو ساری زندگی عبادت اور عمل صالح کے لئے وقف کر دینی چاہیئے لیکن بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس

فرض کو پوری طرح انجام دیتے ہیں۔ ۸

قرآن مجید نے شکر کی تاکید کی ہے؛

ارشاد الٰہی ہے: واشکروا لی ولا تکفرون۔ ۹

ترجمہ: اور میری نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور کفران نعمت نہ کرنا۔ ۱۰

اشکرولی (میرا شکر ادا کرو) کے تحت درس قرآن (پہلی منزل) کے مصنف لکھتے ہیں ''کہ امت مسلمہ کو یہ حکم ہوا کہ ہماری ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو۔ شکر کی بہترین شکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کے حکم کے مطابق اسی کے کاموں میں لگایا جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقررہ شدہ حدود میں رہ کر کام کیا جائے۔ ۱۱

اللہ تعالیٰ نے ان گنت نعمتوں سے انسان کو مزین کیا تاکہ کسی وقت بھی انسان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر سکے۔ ارشاد خداوندی ہے؛

واللہ اخرجکم من بطون امھتکم لاتعلمون شیئا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون ۱۲

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکالا ہے تمہاری ماؤں کے شکموں سے اس حال میں کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور بنائے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم (ان بیش بہا نعمتوں پر) شکر ادا کرو۔ ۱۳

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ فرماتے ہیں کہ اسی علیم وقدیر کی نوازش ہے کہ اس نے تم کو انسان کی شکل میں پیدا فرمایا اور جب تم پیدا ہوئے تھے تو تمہاری نادانی کا یہ حال تھا کہ تم اپنی ماں کو بھی نہیں پہچان سکتے تھے جس کے شکم میں تم نے ایک عرصہ گزارا اور اس خالق نے تمہیں ظاہری حواس، کان، آنکھیں وغیرہ بھی بخشیں اور اسی نے تمہیں سوچنے اور سمجھنے کی استعداد دی۔ تاکہ تم اپنے خالق ومالک کی عنایات بے پایاں کا اعتراف کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔ ۱۴

ابن کثیر لکھتے ہیں ایک قرآنی آیت کے تحت کہ انسان کو ہر وقت خلوص ومحبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہنا چاہیے تاکہ انسان اپنے خالق کا شکر گزار بندہ بن سکے۔ ۱۵ ارشاد باری تعالیٰ: بل اللہ فاعبد وکن من الشاکرین۔ ۱۶

ترجمہ: بلکہ تو اللہ کی عبادت کرتا رہے اور شکر کرنے والوں سے ہو جا۔ ۱۷

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس حقیقت کا اعلان فرما دیا کہ اگر کوئی انسان عبودیت کے کمال تک پہنچنا چاہتا ہے اور وہ چاہتا ہو کہ درست طریقہ سے اللہ کی بندگی کرے تو اسے اللہ کا شکر گزار بندہ بننا ہوگا۔

ارشاد ذوالجلال: واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون۔ ۱۸ ترجمہ: اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم حقیقت میں اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہو۔ ۱۹

صاحب معارف القرآن اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''کہ حق تعالیٰ کی شکر گزاری کرو (زبان سے بھی، ہاتھ پاؤں سے خدمت واطاعت بجالا کر بھی اور دل سے ان نعمتوں کو منجانب اللہ سمجھ کر بھی) اگر تم خاص اس کے ساتھ غلامی کا تعلق رکھتے ہو''۔ ۲۰

دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا یوں حکم دیا گیا ہے۔ حکم باری تعالیٰ ہے:

Scanned with CamScanner

واشکروا نعمة اللّٰہ ان کنتم ایاہ تعبدون۔ ۲۱

ترجمہ: اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔ ۲۲

سید قطب شہید اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں؛ ”کہ مشرک قوم نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور انکا انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بدترین زوال کو پہنچیں۔ اس لئے بندہ اسی وقت اپنے خالق کا بندہ کہلائے گا جب وہ اسے دی ہوئی نعمتوں کا ہر وقت شکر ادا کرے۔ ۲۳

حضور ﷺ کی حیات مبارکہ شکر خداوندی ہی کا زندہ پیکر تھی۔ آپ ہمہ وقت ذکر و شکر میں مشغول رہتے راتوں کو اٹھ کر اتنی دیر مصروف عبادت رہتے کہ پاؤں مبارک سوج جاتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے یہ حالت دیکھ کر عرض کیا کہ آپ کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے پھر آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں آپ نے جواب دیا:

افلا اکون عبدا شکورا. ترجمہ: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ ۲۴

حضور ﷺ شکر خداوندی بجالانے کے لیے کثرت سے دعا فرمایا کرتے تھے ان تمام دعاؤں کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا جائے۔ کیونکہ رب ذوالجلال کا حکم یہی ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وان تشکروا یرضہ لکم. ۲۵

ترجمہ: اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ تم سے خوش ہوگا۔

صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں؛

اللہ تعالیٰ کو تمہاری شکر گزاری کی حاجت تو نہیں البتہ اگر بندے اس کی ناشکری و کفران نعمت کرتے ہیں تو وہ اس کو پسند نہیں کرتا ناخوش ہوتا ہے اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو وہ اس کو پسند کرتا ہے اور بہت خوش ہوتا ہے۔ ۲۶

دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وسنجزی الشاکرین۔ ۲۷

ترجمہ: شکر کرنے والوں کو ہم عنقریب بدلہ دیں گے ۲۸

اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شکر کس طرح ادا ہوتا ہے قرآن مجید نے خود اس کا جواب یوں دیا:

اعملوا آل داؤد شکرا۔ ۲۹

ترجمہ: اے داؤد کے گھر والو! شکر کرنے کے لیے نیک عمل کرو۔

مقصد یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کا شکر اسی طرح ادا ہو سکے گا کہ ہم ایسے اعمال کریں جس میں اس کی رضا ہو۔ ۳۰

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو نعمتوں کی کثرت سے نوازا تا کہ وہ اس کے شکر گزار بندے بن سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

کذلک سخرنٰھا لکم لعلکم تشکرون۔ ۳۱

ترجمہ: اسی طرح ہم نے ان (جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا تا کہ تم شکر کرو۔

صاحب احسن التفاسیر لکھتے ہیں کہ اس آیت کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے انسان کو چوپایوں کے اوپر بااختیار کر دیا اور ان کو انسان کے بس میں کر دیا تا کہ اس کے شکریہ میں تم خالص دل سے اللہ کے نام کی قربانی کرو۔ ۳۲

Scanned with CamScanner

شکر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اس لئے اسے صرف اسی کی نعمتوں کے ساتھ خاص کر لینا چاہیے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

ان الذین تعبدون من دون اللہ لایملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللہ الرزق واعبدوہ واشکروا لہ ۔۳۳

ترجمہ: بے شک اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہی رزق مانگو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ ''رزق اور دولت کوئی ایسی چیز نہیں کہ انسان لے کر اس پر قانع ہو جائے بلکہ اس کی عبادت کرو اور مقام عبدیت کی رفعتوں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اسی میں انسانی عظمت کا راز ہے۔ اے خود فراموشو! کہاں مارے مارے پھر رہے ہو اس نے بن مانگے جن گراں بہا نعمتوں، زندگی، صحت وغیرہ سے تمہیں سرفراز فرمایا ہے اس کا شکریہ ادا کرو وہ ان نعمتوں سے بھی اعلیٰ نعمتوں کے خزانے تمہارے لیے کھول دے گا۔۳۴

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے کسی نے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے؟ تو آپ فرماتے ہیں کہ سب سے کٹ کر صدق دل سے اللہ کی پناہ اختیار کی جائے اور طاعت وعبادت میں چمٹ کر پوری پوری سرگرمی دکھائی جائے۔ شریعت مطہرہ کے احکام بجا لائے جائیں، ممنوعات سے باز رہا جائے خود کو اللہ کی تقدیر کے حوالے کر دیا جائے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کی جائے اور ہمہ وقت اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔۳۵

صاحب قوت القلوب فرماتے ہیں ''کہ شکر وثنا ہی دراصل عطا ونیکی کی ترغیب اور تحریک دلاتا ہے۔۳۶

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں'' جب فتوحات کے موقع پر خزانے آئے تو عمرؓ نے عرض کیا کہ ہم کون سا مال لیں؟ آپ نے فرمایا! تم میں سے ہر ایک کو ذکر کرنے والی زبان اور شکر بجالانے والا دل لینا چاہیے چنانچہ آپ نے مال کی بجائے شکر گزار دل حاصل کرنے کا حکم دیا کیونکہ مال و دولت سے بڑھ کر شکر الٰہی ایک ایسی دولت ہے جس سے قربت الٰہی نصیب ہوتی ہے۔''۳۷

ارشاد باری تعالیٰ ہے

واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فاوکم وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبٰت لعلکم تشکرون۔۳۸

ترجمہ: اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے ملک میں مغلوب پڑے ہوئے ڈرتے تھے کہ تمہیں لوگ اچک لیں۔ پھر اس نے تم کو ٹھکانہ دیا اور تم کو اپنی مدد سے قوت دی اور تم کو ستھری چیزیں روزی دیں تاکہ تم شکر کرو۔۳۹

اسی آیت کے تحت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں؛

ہجرت سے پہلے بے بسی اور بے کسی کی جو حالت تھی وہ مسلمانوں کو یاد دلائی جا رہی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو یاد رکھتے ہوئے اس کی شکر گزاری میں مصروف رہیں۔۴۰

قیامت کے دن جب لوگ جنت میں

داخل ہو کر اپنے بے پناہ اور بے شمار انعامات وبرکات کو دیکھیں گے تو پھر بھی بے ساختہ ان کی زبانوں سے اللہ تعالیٰ کے شکریے کے الفاظ نکلیں گے کیونکہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کو بندے کا شکر گزار ہونا ہی پسند ہے اور آخرت میں بھی ایسے ہی انداز جنتیوں کے بھی ہوں گے۔ارشاد ربانی ہے:

وقالوا الحمد للّٰہ ھدنا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدٰنا اللّٰہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق ونودوا ان تلکم الجنۃ اورثتموھا بما کنتم تعلمون۔[۴۱]

ترجمہ: اور وہ کہیں گے شکر اللہ کا کہ جس نے ہم کو یہاں تک پہنچا دیا اور اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم راہ پانے والے نہ تھے بے شک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہوئے۔[۴۲]

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں کہ جنتیوں کے الفاظ یہ ہوں گے اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم کو یہاں تک پہنچایا اور ہم کبھی بھی یہاں تک نہ پہنچتے اگر اللہ ہم کو نہ پہنچاتا بے شک ہمارے رب کے پیغمبر یہی باتیں لے کر آئے تھے۔[۴۳]

حضور ﷺ نے شکر ادا کرنے کو اس شاکر کے لیے خوش نصیبی کا عندیہ دیا ہے۔صاحب مشکوۃ المصابیح ایک حدیث مبارک نقل کرتے ہیں؛

عن صہیبؓ قال قال رسول اللہ ﷺ عجبا لامر المؤمن! ان امرہ کلہ لہ خیر ولیس ذلک لاحد الا للمؤمن ان اصابتہ سراء شکر فکان خیرا لہ وان اصابتہ ضراء صبر فکان خیرا لہ۔[۴۴]

ترجمہ: صہیبؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تعجب ہے ایمان دار شخص کی حالت پر کہ وہ اپنے تمام معاملات کو اپنے لیے بہتر سمجھتا ہے (اگرچہ بعض معاملات بہتر نہیں ہوتے) یہ اعزاز صرف ایسے ایمان دار شخص کو حاصل ہوتا ہے کہ اگر اسے خوشی نصیب ہوتی ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے تو (اس کا شکر ادا کرنا) اس کے لئے بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے بیماری وغیرہ پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے تو (اس کا صبر کرنا) اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف اپنی کتاب میں لکھتے ہیں؛

اگر اللہ تعالیٰ کسی کو مال دے تو اس کا شکر یہ ہے کہ اسے اللہ کے حکم کے مطابق نیکی کے راستوں میں خرچ کیا جائے۔اسی طرح علم وحکمت کا شکر یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور دوسرے لوگوں کو اس کی تعلیم دی جائے۔[۴۵]

عربی شعراء بھی جب اپنے کلام کی تعریف سنتے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے بلکہ لبید بن ربیعہ جس کا عربی شاعری میں ایک خاص مقام ہے اس نے اسلام قبول کیا اور پھر قرآن مجید بھی حفظ کیا اور شاعری میں بھی دلچسپی چھوڑنا شروع کی۔اسلام لانے کے بعد اس نے صرف ایک ہی شعر کہا تھا جس میں اس نے اسلام اور ایمان کی دولت سے آراستہ ہونے کو عظیم نعمت گردانا اور اس پر اس نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ان الفاظ میں پیش کیا؛[۴۶]

الحمد للّٰہ اذلم یأتنی أجلی

حتی لبست من الاسلام سربالا

ترجمہ: خدا کا نہایت احسان وشکر کہ اس نے مجھے جامہ اسلام ملبوس کئے بغیر نہ مارا۔

حضرت شہاب الدین سہروردی لکھتے ہیں؛

صوفی وہی تو ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے اس سنت کا احیاء کرے کہ وہی عالم باللہ اور زاہد فی الدنیا ہے۔ تقویٰ کو مضبوط ہاتھ سے پکڑے ہوئے ہے، صبر وشکر پر استقامت کے ساتھ عمل پیرا ہے۔ ۴۷

شیخ ابو نصر سراج لکھتے ہیں کہ ابو عتبہ حلوانی لکھتے ہیں کہ کیا میں تمہیں ان احوال سے مطلع نہ کروں جس پر صحابہؓ رسول قائم تھے وہ یہ ہیں؛

''پہلا حال یہ تھا کہ وہ اللہ کے دیدار کو زندگی سے بڑھ کر عزیز جانتے تھے۔ دوسرا حال: زیادہ ہوں یا تھوڑے دشمن سے نہ ڈرتے تھے۔ تیسرا حال: دنیا میں تنگی وعسرت سے کسی طرح خوف نہیں کھاتے تھے بلکہ شکر الٰہی کو اپنا زینہ بناتے تھے ۴۸

حضرت ایوب بہت بڑے صابرین میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو شکر اتنا پسند ہے کہ وہ اس کے بارے حضرت ایوب کو الہام کرتے جس کی وضاحت امام غزالی اس طرح فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کو صابرین کا حال بتاتے ہوئے وحی فرمائی۔ ان کا گھر سلامتی کا گھر ہے جب اس میں داخل ہوتے ہیں تو میں انہیں شکر کرنے کا الہام کرتا ہوں اور یہ بہترین کلام ہے۔ شکر کے وقت میں ان سے مزید شکر کا مطالبہ کرتا ہوں ۴۹

شکر کے بارے امام غزالی اپنی دوسری کتاب ''کیمیائے سعادت'' میں یوں فرماتے ہیں؛

شکر ایک عظیم مقام ہے اور اس کا درجہ انتہائی ارفع واعلیٰ ہے جس تک رسائی حاصل کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہی ہوتے ہیں (السبا:۱۳) اور ابلیس نے بھی آدمی پر سب سے بڑی طنز یہی کی تھی کہ ''تو ان میں سے اکثر کو شاکر نہ پائے گا (الاعراف: ۱۷) ۵۰

امین احسن اصلاحی انسان کی ناشکری کے رویہ پر تعجب کا اظہار فرماتے ہیں:

کہ جب اسکو (انسان) کوئی مصیبت پہنچتی ہے تب تو وہ بڑے تضرع اور بڑی انابت کے ساتھ خدا سے فریاد کرتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور کر کے اس کو اپنے فضل سے بہرہ مند کر دیتا ہے تو وہ اپنی مصیبت کو بھول جاتا ہے۔ ۵۱

مفتی احمد یار خاں اپنی تفسیر نعیمی میں لکھتے ہیں؛

شکر بھی رب کی بڑی عبادت ہے اس کے چند درجے ہیں ادنی درجہ یہ ہے کہ ہر نعمت کو رب کی طرف سے جانے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ ہر نعمت پر رب کی تعریف کرے اس سے بڑھ کر یہ کہ گناہوں سے بچے اس سے بڑھ کر یہ کہ رب کی کسی نعمت کو گناہ میں خرچ نہ کرے اس سے بڑھ کر یہ کہ ہر نعمت کو عبادت میں صرف کرے اور یہ شکر کا اعلیٰ درجہ ہے کسی نے ابو حازم سے پوچھا کہ آنکھ کا شکر کیا ہے تو فرمایا کہ بھلائی دیکھ کر ظاہر کرو اور برائی دیکھ کر چھپا لو اسی طرح کان کا شکر ہے کہ اچھی بات سن کر یاد کر لو اور بری بات بھول جاؤ۔ ۵۲

ڈاکٹر محمد خلیل لکھتے ہیں ''مسلمان جب شکر ادا کرتا ہے تو اس کو روزے کا اجر ملتا ہے۔ روزے کا اجر بہت زیادہ ہے حدیث قدسی ہے ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا'' ارشاد نبوی ہے ''کھانا کھا کر شکر کرنے والا اجر و ثواب میں صابر روزہ دار جیسا ہے'' ۵۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ حدیث پاک روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرہؓ عن النبی ﷺ قال لایشکر اللّٰہ من لایشکر الناس

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر نہیں کرتا وہ جو آدمیوں کا شکر نہیں کرتا۔ یعنی جو آدمیوں کے احسان کو نہیں جانتا اور احسان فراموشی کرتا ہے اس سے کچھ عجب نہیں کہ وہ اللہ کی بھی ناشکری کرے'' ۵۴؎

شیخ نیاز احمد اپنے ''اردو جامع انسائیکلو پیڈیا'' میں شکر کی اہمیت کے بارے یوں رقم طراز ہیں؛

ارکان اسلام کی طرح عبادات قلبی بھی پانچ ہیں، تقویٰ، اخلاص توکل، صبر اور شکر، انسان کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے اتنی نعمتیں عطا کی ہیں کہ وہ ان کے شکر سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے دل، زبان اور تمام اعضاء کو منعم حقیقی کے شکر کے لئے وقف کردے۔ ۵۵؎

حضرت علی بن عثمان ہجویریؒ فرماتے ہیں؛

رسول اللہ کے دور میں ایسے کئی مہاجر درویش موجود تھے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی، صبر و شکر اور رسول کی محبت و متابعت کے شوق میں مسجد نبوی میں بیٹھے رہتے اور انہوں نے دنیا کے تمام مشاغل کو ترک کر دیا تھا اور اپنی روزی کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کئے ہوتے تھے اور ہر حالت میں اللہ کا شکر کرتے تھے۔ ۵۶؎

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ فرماتے ہیں؛

نبی کریم ﷺ کی ساری زندگی زھد، صبر اور شکر سے عبارت تھی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اپنے حبیب کے حوالے کر دی تھیں لیکن حضور ﷺ نے ان تمام نعمتوں کو پس پشت ڈال دیا اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے فاقہ کشی اور عسرت کی زندگی بسر فرمائی۔ ۵۷؎

ڈاکٹر محمد خلیل لکھتے ہیں؛ تمام انبیاء سب سے نیک نفوس ہوتے ہیں ان تمام لوگوں کی مشترک خصوصیت شکر گزاری ہے۔ نوح علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا انه کان عبدا شکورا۔ ۵۸؎

ترجمہ: بے شک وہ (نوح) اللہ کا شکر گزار بندہ تھا۔ ۵۹؎

حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑے عبادت گزار، نرم دل، اور شکر گزار تھے۔ آپ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو عبادت میں گزار دیتے تھے اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے۔ ۶۰؎

حضرت عمرؓ تقویٰ، صبر و شکر میں نہایت بلند مرتبہ انسان تھے۔ پرہیز گاری اور قناعت و شکر کی اسی انتہا کی وجہ سے آنحضور ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا ''عمرؓ سے شیطان بھاگتا ہے'' ۶۱؎

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام نے بھی سیرت مصطفیٰ پر عمل کر کے صبر و شکر، تقویٰ، عفو، ذکر اور عدل کی ایسی عظیم مثالیں قائم کیں جو رہتی دنیا تک قائم رہیں گی۔

Scanned with CamScanner

ماحصل مضمون

شکر عبادت الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔
شکر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اقرار کی ایک عملی صورت ہے۔ شکر رضائے الٰہی، معیت الٰہی اور قربت الٰہی کے حصول کا ضامن ہے۔ شکر کفران نعمت کی ایک ضد ہے۔ شکر اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی کی راہ میں ایک حائل رکاوٹ ہے۔ شکر ابلیسی (شیطانی) تعلیم کی نفی ہے۔ شکر عظیم اجر وثواب کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ شکر تمام انبیاء، صحابہ کرام اولیاء اور صوفیاء کی خصوصیات اور فضائل اخلاق کا بنیادی زینہ رہا۔
شکر سے انسان عجز وانکساری کا مجسمہ بن جاتا ہے جس سے انسان میں اخلاق حسنہ کے وہ تمام فضائل عملی طور پر آ جاتے ہیں۔ جس سے استحکام معاشرہ، ایثار، عفو ودرگزر، عدل وانصاف، صدق، شجاعت، دیانتداری اور امانت، تواضع وخاکساری کی تمام راہیں کھل جاتی ہیں جس سے ہر قریہ، شہر، ملک ودنیا میں ایک معاشرتی راحت وسکون کا انقلاب آ جاتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اسلامی تمدن و تاریخ ، پروفیسر ڈاکٹر محمود اختر ص ۵۵
۲۔ مہذب اللغات جلد ہفتم، مہذب لکھنوی ص ۱۷۴
۳۔ فیروز اللغات (اردو جامع) فیروز دین ص ۸۴۵
۴۔ اردو انسائیکلوپیڈیا فیروز دین ص ۸۹۸
۵۔ القرآن: النحل: ۱۸
۶۔ القرآن: السبا: ۱۳
۷۔ تفسیر جلالین: علامہ جلال الدین سیوطی کی شرح تفسیر کمالین (اردو) محمد نعیم ج ۵ ص ۲۰۸
۸۔ اسلامی تمدن وتاریخ: ص ۵۲
۹۔ القرآن: البقرہ: ۱۵۲
(۱۰)۔ انوار القرآن۔ ڈاکٹر غلام مرتضی ص (۸) ج ۱
۱۱۔ درس قرآن (پہلی منزل)۔ عبدالحی: ص: ۱۷۸
۱۲۔ القرآن: النحل: ۷۸
۱۳۔ ضیاء القرآن: پیر محمد کرم شاہ الازہری: جلد دوم، ص ۵۸۹
۱۴۔ ایضاً
۱۵۔ تفسیر ابن کثیر: حافظ عماد الدین ابوالفداء ابن کثیر ترجمہ محمد جونا گڑھی
۱۶۔ القرآن۔ الزمر: ۶۶
۱۷۔ تفسیر ابن کثیر
۱۸۔ القرآن۔ البقراہ: ۱۷۲
۱۹۔ تفہیم القرآن: ابوالاعلیٰ مودودی۔ جلد ۱، ص ۱۳۴
۲۰۔ معارف القرآن۔ مفتی محمد شفیع جلد ۱، ص ۴۱۵
۲۱۔ القرآن۔ النحل: ۱۱۴
۲۲۔ تعارف الفرقان: حمید سلیم، جلد ۳، ص ۲۶۲
۲۳۔ تفسیر فی ظلال القرآن۔ سید قطب شہید۔ جلد پنجم ص ۳۸۳
۲۴۔ اسلامی تمدن وتاریخ: ص ۵۶
۲۵۔ القرآن۔ الزمر: ۷
۲۶۔ تفسیر حقانی۔ ابو محمد عبدالحق الحقانی۔ جلد سوم ص ۲۷۲

Scanned with CamScanner

۲۷۔القرآن۔آل عمران:۱۴۴
۲۸۔درس قرآن محمد احمد، جلد دوم ص ۳۸۰
۲۹۔القرآن: السبا:۱۳
۳۰۔اسلامی تہذیب وتمدن، ڈاکٹر محمد خلیل۔ص ۶۷
۳۱۔القرآن۔الحج:۳۶
۳۲۔احسن التفاسیر۔احمد حسن۔جلد چہارم ص ۲۷۸
۳۳۔القرآن۔العنکبوت:۱۷
۳۴۔ضیاء القرآن۔جلد سوم ص ۵۲۴
۳۵۔غنیۃ الطالبین (اردو) شیخ عبد القادر جیلانی ترجمہ: راغب رحمانی حصہ اول ص ۳۵۶
۳۶۔قوت القلوب۔ابو طالب محمد بن عطیہ ترجمہ اردو صدر عالم عبد الرحمٰن ج ۳۔۴ص ۴۸۸
۳۷۔حجۃ اللہ البالغہ (عربی اردو) شاہ ولی اللہ۔ ترجمہ محمد منظور الوجیدی۔ص ۸۷
۳۸۔القرآن؛ الانفال:۲۶
۳۹۔درس قرآن (دوسری منزل) ص ۴۶۱
۴۰۔ضیاء القرآن جلد دوم ص ۱۴۲
۴۱۔القرآن۔الاعراف:۴۳
۴۲۔درس قرآن، ص ۳۱۵
۴۳۔تفسیر مظہری (اردو) قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ ترجمہ عبد الدائم الجلالی۔جلد چہارم ص ۳۰۵
۴۴۔مشکوٰۃ المصابیح، شیخ ولی الدین۔ترجمہ محمد صادق خلیل، جلد ۴ ص ۲۳۷
۴۵۔ریاض الصالحین ابو زکریا یحییٰ بن شرف ترجمہ: صلاح الدین یوسف ج:۱، ص ۴۹۴
۴۶۔تاریخ ادب عربی، احمد حسن زیات۔ترجمہ: عبد الرحمان سورتی، ص ۱۳۷
۴۷۔عوارف المعارف، شہاب الدین سہروردی۔ ترجمہ شمس بریلوی ص ۱۹۱۔
۴۸۔کتاب اللمع فی التصوف (اردو) شیخ ابو نصر سراج۔ترجمہ سید اسرار بخاری ص ۲۰۴
۴۹۔مکاشفۃ القلوب۔ابو حامد محمد بن محمد الغزالی۔ ترجمہ: محمد عطا اللہ ص ۳۶۱
۵۰۔کیمیائے سعادت: غزالی کی اردو شرح نسخہ کیمیا، مجید یزدانی ص ۱۲۷
۵۱۔تدبر قرآن، امین احسن اصلاحی جلد پنجم ص ۵۶۵
۵۲۔تفسیر نعیمی پارہ دوم: مفتی احمد یار خاں ص ۷۰
۵۳۔اسلامی تہذیب وتمدن۔ص ۶۶
۵۴۔سنن ابو داؤد (مترجم اردو) ابو داؤد سلیمان بن اشعث ترجمہ: وحید الزمان ج ۳۔ص ۵۸۴
۵۵۔اردو جامع انسائیکلو پیڈیا، شیخ نیاز احمد جلد اول ص ۷۴۹
۵۶۔کشف المحجوب (اردو) سید علی بن عثمان ہجویری ترجمہ: عبد الرؤف فاروقی ص ۳۵
۵۷۔ضیاء النبی۔پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ جلد پنجم، ص ۳۷۲
۵۸۔القرآن: بنی اسرائیل؛ ۳
۵۹۔اسلامی تمدن وتاریخ؛ ص ۶۶
۶۰۔اسلامی تمدن وتاریخ؛ ص ۳۳۱
۶۱۔اسلامی تمدن وتاریخ؛ ص ۳۵۴

Scanned with CamScanner

یارب العالمین
جل جلالک
یا رحمۃ للعالمین
صلی اللہ علیک وسلم
بفیضان نظر
حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
آفتاب ولایت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب المعروف ٹوپی والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ پیر کھارا شریف
کے مزار پر انوار سے متصل علوم اسلامیہ کی معیاری درسگاہ دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کا کیمپس
زیر سرپرستی
جگر گوشہ حضور ضیاء الامت حضرت پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب
زیر نگرانی
پیرزادہ طارق محمود صاحب
دار العلوم محمدیہ غوثیہ پیر کھارا شریف
پرنسپل حافظ قاضی محمد اظہر الحق صاحب
فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف
داخلہ جاری ہے
مڈل پاس طلباء کے لئے کورس
میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے، ادیب عربی، فاضل عربی الشہادۃ العالمیہ
پرائمری پاس طلباء کے لئے: حفظ قرآن کریم، مڈل، میٹرک
خصوصیات: پاکیزہ ماحول، تعلیم وتربیت، قیام وطعام کا اعلیٰ بلا معاوضہ انتظام
منجانب: انجمن تعلیم المسلمین غوثیہ پیر کھارا شریف

اسلام اور خدمت خلق

تحریر: خواجہ نورالزماں اویسی

ہمارے ہاں یہ تصور اور خیال ذہنوں تک پہنچایا جارہا ہے کہ خدمت خلق مغربی اقوام کا شروع کیا گیا کام ہے یا وہ ہی اسکی ابتداء کرنے والے ہیں اور وہی اسے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر ہم اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو ہمیں بہت اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ یہ کام تو دین اسلام کا لازمی حصہ ہے۔ جہاں حقوق اللہ کی بات کی گئی وہاں حقوق العباد کی بھی بات کی گئی ہے اور حقوق العباد درحقیقت مخلوق خدا کی خدمت کا ہی نام ہے۔

کہیں حکم خدا کی نافرمانی کی صورت پیدا ہو تو کا کفارہ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے قربانی کی صورت میں گوشت کے تین حصے کرنا دراصل غرباء اور مستحق لوگوں کی مدد ہے۔ زکوٰۃ، خیرات، صدقات اور عام طور پر قرآن پاک میں ان واجبات سے بھی بڑھ کر خرچ کرنے کو کہا گیا ہے۔ عیدالفطر پہ فطرانہ اس مفہوم کو اور بھی واضح کر دیتا ہے۔

خود اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب نبی اکرم ﷺ اعلان نبوت سے پہلے اور بعد میں مخلوق خدا کی دستگیری فرماتے رہے۔ حضور ﷺ پہلی وحی کے بعد عجیب کیفیت میں جب گھر تشریف لائے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کی؛ آپ کو ڈر کا ہے کا۔ میں دیکھتی ہوں کہ آپ اقربا پر شفقت فرماتے ہیں، سچ بولتے ہیں اور مصیبت زدہ سے ہمدردی کرتے ہیں خدا آپ کو کبھی اندوہ گین نہ فرمائے گا۔ (رحمۃ للعالمین صفحہ نمبر ۴۲)

جب سے یہ دنیا بنی ہے انسان نے مل جل کر رہنا سیکھا ہے اور اسے یہ سمجھ آئی ہے کہ زندگی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ہی گزاری جا سکتی ہے۔ وگرنہ زندگی تلخ، مشکل اور نہایت تکلیف دہ ہو جائے۔ اس لئے زمانہ قدیم سے انسانوں نے آپس میں کام کاج کیلئے الگ الگ پیشے اختیار کیئے تاکہ ایک دوسرے کا بوجھ بانٹا جا سکے پھر جوں جوں انسان علم کے زیور سے آراستہ ہوا اور مذہب کے ذریعے سے بھی اس تک اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچے اور انبیائے کرام نے بھی انسان کو ایک دوسرے کے ساتھ پیار، محبت، ہمدردی اور ایثار کے ساتھ گزارنے کا درس دیا تو رواداری کی اہمیت بڑھتی گئی۔

خدمت خلق سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مخلوق خدا کے کام آنا اور ان کی بدنی، زبانی، مالی اور اخلاقی مدد کرنا ہے اور اس کا دائرہ بڑا وسیع ہے اس میں اپنے بیگانے مسلم اور غیر مسلم حتیٰ کہ حیوانات تک شامل ہیں۔

قرآن پاک:

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔ پھر تم پھر گئے۔ مگر تم میں سے تھوڑے اور تم روگردان ہو۔ (سورۃ بقرہ آیت نمبر 83) اور اللہ کی راہ میں خرچ کر اور اپنے

Scanned with CamScanner

ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاو بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔

(سورۃ بقرہ آیت نمبر 195 پارنمبر 2)

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا، رشتہ داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بُری بات اور سرکشی سے۔ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو (سورۃ نحل آیت نمبر 90)

اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے۔ اس سے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد نہ چاہ۔ بے شک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(سورۃ قصص آیت نمبر 77)

ارشادات مصطفیٰ ﷺ:

رسول پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ مجھے رمضان بھر کے روزے رکھنے اور مسجد حرام میں اعتکاف بیٹھنے سے زیادہ یہ عزیز ہے کہ اپنے بھائی کی بوقت ضرورت مدد کروں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ راستے سے کانٹے اور دوسری مضر اشیاء کا ہٹا دینا بھی کار خیر ہے اور جانوروں کی خدمت سے بعض اصحاب نے اعلیٰ مقام حاصل کیے۔

مخلوق خدا کی محبت خالق کی رضا کے حصول اور قریب خداوندی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ مخلوق کے دکھ درد میں شریک ہونا بہت بڑے اجر کا باعث ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

مخلوق خدا کیلئے ایثار و قربانی کے سلسلے میں حضرت ابوالحسن نوریؒ کا واقع بڑا سبق آموز ہے۔ آپ حضرت سری سقطیؒ کے مرید اور حضرت جنیدؒ کے ہم صحبت تھے اور اخلاص و محبت میں کامل تھے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ وہ حضرت نوریؒ کی خلوت گاہ کے قریب گئے اور کان لگا کر سنا۔ آپ مناجات کر رہے تھے؛ الٰہی آپ اپنی مخلوق کو دوزخ میں عذاب دیں گے۔ حالانکہ سب آپ کے پیدا کیئے ہوئے ہیں۔ آپ نے دوزخ کا پیٹ بھرنا ہے۔ لیکن آپ اس پر بھی قادر ہیں کہ صرف ایک میرے وجود کو اتنا بڑا کر دیں کہ دوزخ کا پیٹ بھر جائے۔ اس طرح بے شمار مخلوق عذاب دوزخ سے بچ جائے گی اور صرف ایک وجود ہی جلے گا اور تو اس پر قادر ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی یہ مناجات سن کر حیران رہ گیا۔ پھر میں نے اس رات خواب میں دیکھا کوئی آیا ہے اور کہتا ہے۔ ابوالحسن کو کہہ دے کہ تو ہماری مخلوق پر جو شفقت رکھتا ہے اس کے سبب ہم نے تجھ کو بخش دیا۔ (جمال قرب الٰہی)

نبی پاک ﷺ کی غریبوں پر شفقت

ایک دفعہ حضور ﷺ نے دعا میں فرمایا۔ اے خدا مجھے غریب زندہ رکھ غریب اٹھا اور غریبوں ہی کے ساتھ میرا حشر کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کس لئے ارشاد ہوا؟ فرمایا! اس لئے کہ غریب امیروں سے پہلے بہشت میں داخل ہونگے۔ پھر فرمایا۔ اے عائشہ! کسی غریب کا سوال رد نہ کرنا خواہ ذرا سا چھوہارا ہی کیوں نہ دے دینا، خالی ہاتھ نہ لوٹانا۔

بچوں سے محبت اور شفقت

رسول اللہ ﷺ بچوں سے نہایت محبت و شفقت فرماتے ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ بچپن میں میں نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز پڑھ کر حضور ﷺ گھر کو روانہ ہوئے۔ میں بھی ساتھ چلنے لگا ادھر سے اور لڑکے بھی آگئے۔ آپ نے ہم

Scanned with CamScanner

سب کو پیار کیا نبی کریم ﷺ کا ابر شفقت سب بچوں پر یکساں برستا تھا۔ (تاریخ اسلام صفحہ ۹۹)۔

مہمان داری و ایثار

ایک دفعہ ایک فاقہ زدہ شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آیا کہ میں سخت بھوکا ہوں۔ آپ ﷺ نے گھر میں دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ جواب آیا کہ صرف پانی۔ آپ ﷺ نے حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کوئی ہے جو ان کو آج اپنا مہمان بنائے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں حاضر ہوں۔ چنانچہ آپ مسلمانوں کو اپنے گھر لے گئے لیکن وہاں بھی غربت تھی بیوی نے کہا کہ صرف بچوں کا کھانا موجود ہے۔ آپ ﷺ نے بیوی سے کہا کہ چراغ بجھا دو اور وہی کھانا مہمان کے سامنے لا کر رکھ دو۔ تینوں ساتھ کھانے پر بیٹھے۔ میاں بیوی بیٹھے رہے اور اس طرح ہاتھ چلاتے رہے گویا کھا رہے ہوں۔ اس واقعہ کے بارے قرآن پاک میں یہ آیت اُتری۔ ترجمہ: گو ان کو خود تنگی ہوتا ہم اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔

اصحاب صفہ

صفہ سائبان کو کہتے ہیں۔ یہ ایک سائبان تھا جو مسجد نبوی کے ایک کنارہ پر مسجد سے ملا ہوا تیار کیا گیا تھا۔ صحابہ میں سے اکثر تو مشاغل دینی کے ساتھ ہر قسم کے کاروبار یعنی تجارت یا زراعت وغیرہ بھی کرتے تھے جبکہ چند لوگوں نے اپنی زندگی صرف عبادت اور حضور ﷺ سے تربیت حاصل کرنے کیلئے وقف کر دی تھی۔ ان لوگوں کے بیوی بچے نہ تھے جب شادی کر لیتے تو اس حلقہ سے نکل جاتے تھے ان میں سے ایک ٹولی دن کو جنگل سے لکڑیاں چن لاتے اور بیچ کر اپنے بھائیوں کیلئے کچھ کھانا مہیا کرتے۔ یہ لوگ دن کو بارگاہ نبوت میں حاضر رہتے اور حدیثیں سنتے اور رات کو اسی چبوترہ (صفہ) پر پڑے رہتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی انہیں لوگوں میں سے تھے۔ ان میں سے کسی کے پاس چادر اور تہبند دونوں چیزیں ساتھ مہیا نہ ہوتیں۔ چادر کو گلے میں اس طرح باندھ لیتے کہ رانوں تک لٹک آتی۔ اکثر انصار کھجور کی پھیلی ہوئی شاخیں توڑ کر لاتے اور چھت میں لگا لیتے۔ کھجور جو پک کر گرتیں یہ اٹھا کر کھا لیتے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نہایت فیاض اور دولتمند تھے وہ کبھی کبھی ان مہمانوں کو اپنے ساتھ لے کر جاتے حضور ﷺ ان لوگوں کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ جب ایک دفعہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے درخواست کی کہ میرے ہاتھوں میں چکی پیتے پیتے نیل پڑ گئے ہیں۔ مجھ کو ایک کنیز عنائت فرمائیں تو فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو دوں اور صفہ والے بھوکے رہیں۔

مہمان داری

آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آنے والے مہمانوں کی آپ خود بھی مہمان داری فرماتے تھے۔ مہمانوں کی زیادہ تر تعداد قبول اسلام کے لئے آتی تھی جن کی مہمان داری کیلئے آپ ﷺ نے ابتدائے نبوت ہی سے خاص طور پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مامور فرما دیا تھا۔ چنانچہ جب کوئی تنگ دست مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ ﷺ اس کو برہنہ تن دیکھتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے اور وہ قرض لے کر اس کے کھانے اور کپڑے کا انتظام کرتے جب آپ کے پاس کہیں سے کچھ مال آتا تو اس کے ذریعہ سے وہ قرض ادا کیا جاتا۔

یہاں تک اگر کوئی شخص آپ کو ذاتی طور پر

Scanned with CamScanner

ہدیہ دیتا تو وہ بھی اسی صفہ میں صرف کیا جاتا۔ کبھی کبھی اس غرض کیلئے آپ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو صدقہ و خیرات کی ترغیب دیتے اور جو رقم وصول ہوتی وہ ان مفلوک الحال مہاجرین کی اعانت میں صرف فرماتے۔ چنانچہ ایک بار مہاجرین کی ایک برہنہ پا و سر جماعت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہر شخص کے بدن پر صرف ایک چادر اور گلے میں ایک تلوار حمائل تھی۔ آپ ﷺ نے ان کی پریشان حالی کو دیکھا تو چہرہ کا رنگ بدل گیا۔ فوراً حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک خطبہ میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان لوگوں کی اعانت کی ترغیب دی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک انصاری اٹھے اور ایک توڑا جو اس قدر وزنی تھا کہ ان سے مشکل سے اٹھ سکتا تھا لا کر آپ کے آگے ڈال دیا۔ اس سے تمام لوگوں میں اور بھی جوش پیدا ہوا اور تھوڑی دیر میں ان بے سروسامان مہاجرین کے آگے غلہ اور کپڑوں کا ڈھیر لگ گیا۔

فتح مکہ کے بعد تمام اطراف ملک سے بکثرت ملکی و مذہبی وفود آنے لگے۔ آپ ﷺ بہ نفس نفیس اُن کی خاطر مدارت کرتے تھے اور ان کیلئے حسب حاجت و ظائف اور سفر کے مصارف ادا فرماتے تھے۔ قبائل پر اس کا بہت اچھا اثر پڑتا تھا۔ آپ ﷺ اس کام کا اس قدر لحاظ فرماتے کہ وفات کے وقت آپ ﷺ نے جو آخری وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ "جس طرح میں وفود کو عطیہ دیا کرتا تھا۔ تم بھی اسی طرح دیا کرنا"۔

عیادت مریض

مریضوں کی عیادت اور فوت شدگان کی تجہیز و تکفین میں بھی شریک ہونا ایک مذہبی فریضہ تھا اور مذہبی حیثیت سے اس کی ابتداء بھی ہوئی۔ چنانچہ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہ عام دستور ہو گیا تھا کہ اگر وقت نزع میت کے اعزہ آپ ﷺ کو اطلاع دیتے آپ ﷺ ان کے پاس آ کر ان کیلئے دعائے مغفرت کرتے لیکن بعض حیثیتوں سے اس کا تعلق خدمت کے ساتھ بھی ہو گیا تھا کیونکہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اس حالت میں اپنی جائیداد کو وقف یا صدقہ کرنا چاہیے تھے اور حضور ﷺ اس موقع پر ان کا صحیح طریقہ بتاتے تھے۔

یتیم سے بھلائی

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے جنت میں اس طرح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے شہادت اور درمیانی انگلیوں کو کھڑا کر کے ان میں تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر فرمایا تھا۔

مسلم شریف میں اس چیز کی یوں تاکید ہے فرمایا کہ میں اور یتیم خواہ وہ کسی کا عزیز ہی کیوں نہ ہو اس کا پرورش کنندہ جنت میں اکٹھے ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں ہیں امام مالکؒ نے انگشت شہادت اور درمیان انگلی کو کھڑا کرنا بیان کیا ہے۔

بزاز میں ہے کہ جس کسی نے کسی یتیم کی پرورش کی خواہ وہ اس کا قریبی ہی کیوں نہ ہو۔ پس وہ اور میں جنت میں ایسے ہوں گے جیسے یہ انگلیاں قریب ہیں۔

جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی وہ بھی جنت میں ہوگا۔ اسے روزہ دار اور فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے کے برابر درجہ ملے گا۔ ابن ماجہ میں ہے جس نے یتیموں کی پرورش کی وہ ایسے ہیں کہ جیسے اس نے رات کو یاد الٰہی میں قیام کیا اور دن کو روزہ رکھا اور صبح شام جہاد کیا اور جنت میں میں اور وہ بھائی بھائی ہیں۔ جیسے دو انگلیاں ملا کر فرمایا یہ دو بہنیں ہیں۔

ترمذی شریف میں ہے جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کی پرورش کی ذمہ داری قبول کی اللہ تعالیٰ

اسے جنت میں لے جائے گا۔ ماسوائے اس نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جسے معاف نہ کیا جائے مثلاً شرک وکفر۔ ایک روایت میں ہے کہ کوئی یتیم کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ حاجت مند نہ رہے تو اس کیلئے جنت لازم ہوگی۔

ابن ماجہ میں ہے کہ مسلمان کا بہترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کی پرورش کی جارہی ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جارہا ہو۔

ابو یعلی ایک حسن روایت پیش کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جو جنت میں داخل ہوگا میرے ساتھ آگے بڑھنے کی ایک عورت کوشاں ہوگی۔ میں کہوں گا تم کون ہو وہ کہے گی میں وہ ہوں جو یتیم کی پرورش کیلئے گھر بیٹھی رہی۔

بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ختم المرسلین ﷺ نے فرمایا: یتیموں اور مسکینوں کی پرورش کرنے والا ایسا ہے جیسے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والا ہے۔ مزید یہ کہ وہ اس طرح اجر پاتا ہے جیسے راتوں کو عبادت کرے اور دن کو روزہ رکھے۔

ابن ماجہ میں ہے یتیموں اور مسکینوں کی نگہداشت کرنے والا اُس مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف کے بارے میں ابن دعنہ کہتے ہیں کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں احادیث رسول ﷺ کی تصدیق فرماتے ہیں اور گمشدہ کی تلاش آپ کا شیوہ ہے

ابن حاتم نے بر روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے چادر اور چار سو درہم کے عوض خرید کر آزاد کر دیا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مکہ میں دستور تھا کہ آپ ضعیف مردوں اور بوڑھی عورتوں کو جب وہ اسلام قبول کر لیتے ان کو خرید کر آزاد فرما دیتے تھے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم میں سے آج کس نے روزہ رکھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج جنازہ میں شرکت کس نے کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے، حضور ﷺ نے فرمایا آج مسکینوں کو کھانا کس نے کھلایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آج مریض کی عیادت کس نے کی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص میں اتنی خوبیاں جمع ہو جائیں وہ ضرور جنتی ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۸۸)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

خدمت خلق کے حوالے سے خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل کارنامے آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

1- مسافروں کیلئے کنویں اور سرائیں بنوائیں۔
2- نادار عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے روزینے مقرر کئے۔
3- بچوں کی پرورش کیلئے روزینے مقرر کیے۔
4- مدرسے کھولے۔
5- معلموں کی تنخوائیں مقرر کیں۔

نہر ابو موسی رضی اللہ عنہ کی کھدوائی کروائی۔

یہ نو میل لمبی نہر دجلہ سے نکالی گئی۔ جس سے بصرہ میں پانی کی تکلیف دہ قلت دور ہوگئی۔

نہر معقل رضی اللہ عنہ: یہ نہر حضرت معقل رضی اللہ

Scanned with CamScanner

عنہ کے زیر اہتمام کھدوائی گئی۔

نہر سعد رضی اللہ عنہ: یہ نہر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کھدوائی اور حجاج بن یوسف کے عہد میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔

نہر امیر المومنین رضی اللہ عنہ

یہ 99 میل لمبی نہر 18 ہجری میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کھدوا کر دریائے نیل کو بحیرہ قلزم سے ملا دیا اس سے مصر کے جہاز براہ راست مدینہ تک آنے لگے اور عرب کا قحط دور ہو جانے کے علاوہ مصر کی تجارت کو بھی بڑی ترقی ہوئی۔ مدینہ، کوفہ اور دوسرے مشہور شہروں میں مسافروں کے آرام کیلئے سرائیں تعمیر کرائی ہیں۔ سڑکوں کی مرمت کرائی، پل بنوائے اور اہم مقامات پر چوکیاں اور حوض تیار کیے گئے۔

بیت المال کے ذریعے مدد

اکثر راتوں کو بھیس بدل کر قرب وجوار کے مقامات میں چلے جاتے۔ رعایا کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھتے محتاجوں اور بے کسوں کی امداد کر کے دعائیں لیتے۔ ایک دفعہ رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد مدینہ سے تین میل دور ایک گاوں میں تشریف لے گئے چلتے چلتے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مکان میں کوئی عورت کچھ پکا رہی ہے اور چند بچے اس کے پاس بیٹھے رو رہے ہیں۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اندر جا کر حال دریافت کیا تو عورت نے کہا۔ بچوں پر کئی فاقے گزر چکے ہیں ان کا رونا مجھ سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس لیے جھوٹ موٹ انہیں چپ کرانے کیلئے ہانڈی میں صرف پانی ڈال کر اسے چولہے پر چڑھا رکھا ہے۔ اس سے آپ رضی اللہ عنہ کے دل پر چوٹ لگی اور فوراً مدینہ واپس آ کر بیت المال میں پہنچے۔ وہاں سے آٹا گھی۔ کھجوریں لے کر اپنے غلام اسلم کو فرمایا؛ کہ ان چیزوں کو میری پشت پر رکھ دو اسلم نے عرض کی۔ امیر المومنین آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ مجھے حکم دیجئے جہاں آپ چاہتے ہیں میں وہاں حسب فرمان چھوڑ آتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ نہیں یہ بوجھ مجھ کو اٹھانا ہے کیا قیامت میں بھی میرا بار تم اٹھاؤ گے۔ غرض یہ سارا سامان خود اٹھا کر لے گئے اور عورت کے حوالے کر کے اطمینان کا سانس لیا۔ پھر وہیں ایک طرف بیٹھ گئے۔ عورت کھانا پکاتی جاتی اور انہیں دعائیں دیتی جاتی۔ جب بچوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا۔ تو عورت سراپا سپاس بن کر یوں گویا ہوئی۔ امیر المومنین ہونے کے قابل عمر نہیں تم ہو۔

ایک مرتبہ آپ شام کے سفر سے واپس آ رہے تھے کہ کسی جگہ ایک خیمہ نظر پڑا۔ پاس گئے تو بڑھیا دیکھی پوچھا عمر کی بابت کچھ جانتی ہو؟ بولی ہاں اس قدر کہ وہ شام سے چل پڑا ہے اور مجھے اس نے ایک کوڑی بھی نہیں دی۔ فرمایا عمر آخر انسان ہی ہے اسے اتنے دور دراز مقام سے ایک ایک فرد کا حال کیوں کر معلوم ہو سکتا ہے۔ بڑھیا کہنے لگی۔ تو پھر اسے خلافت کرنے کا کیا حق حاصل ہے یہ سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہ اشک بار ہو گئے۔

کسی فرد رعایا کے پاؤں میں کانٹا چبھتا تو اس کی خلش آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں پیدا ہو کر تڑپا دیتی۔ گویا ساری امت کا درد آپ رضی اللہ عنہ کے جگر میں تھا۔ چنانچہ 18 ہجری میں عرب کے اقتصادی مطلع پر قحط کی بھیانک گھٹائیں چھا گئیں تو آپ رضی اللہ عنہ کے نخل حساس پر درد وغم کی بجلیاں گر پڑیں۔ اچھا کھانا پہننا چھوڑ دیا اور رفع ابتلا کیلئے دعائیں مانگنے لگے۔ بیت المال میں جو کچھ تھا۔ غریبوں اور فاقہ کشوں کو دے دیا تاکہ بے چارے جسم وروح کا اتحاد قائم رکھ سکیں۔ پھر تمام صوبوں کے حاکموں کو غلہ بھیجنے کا حکم دیا۔ چنانچہ شام اور مصر وغیرہ سے بہت سا غلہ آ گیا اور قحط زدوں میں تقسیم کر دیا گیا علاوہ بریں مدینہ میں ایک لنگر خانہ قائم کیا گیا۔

Scanned with CamScanner

ایام قحط کے علاوہ عام حالات میں بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رعایا کی خبر گیری کا خاص خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام مسلم اور غیر مسلم اپاہج اور معذور لوگوں کیلئے بیت المال سے وظیفے مقرر کر دیئے اور وہیں سے لاوارث بچوں کی پرورش کا انتظام بھی کر دیا۔ (تاریخ اسلام صفحہ 175,174)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جدید فتوحات کی بنا پر آمدن میں معقول اضافہ ہو گیا اور اسی لحاظ سے لوگوں کو وظیفے عطا کرنے کے باعث خرچ بھی بڑھ گیا۔ رمضان میں نقد رقم پانے والے غریب افراد کیلئے کھانا بھی مقرر کر دیا گیا علاوہ بریں رفاہ عامہ کے کاموں میں بھی بہت سارو پیہ خرچ کیا جاتا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عوام الناس کے فائدے کیلئے بہت سے کام انجام دیئے۔ مثلاً دفتروں کیلئے وسیع عمارتیں بنوائیں، پل اور مسافر خانے اور سڑکیں تعمیر کروائیں۔ کوفہ میں ایک بہت بڑا مہمان خانہ بنوایا۔ نجد اور مدینہ کے درمیان ایک سرائے تعمیر کرائی اور ایک کنواں کھدوایا۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہولناک قحط پڑا لوگ غلہ کے دانے کو ترس گئے۔ ایک دن خبر گرم ہوئی۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے مدینہ پہنچے ہیں۔ مدینہ کے تاجر فی الفور ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ ہمیں ڈیوڑھے نفع پر غلہ دے دو۔ فرمایا گواہ رہنا میں نے سارا غلہ مدینہ کے محتاجوں کو دے دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ

آپ کسی محتاج کو اپنے دروازے سے خالی نہ لوٹاتے اور کچھ پاس نہ ہوتا۔ تو کھانا تک سائل کو دے دیتے اور خود بھوکے سوئے رہتے۔ (تاریخ اسلام ص ۲۸۹)

آپ نے فرمایا؛ مظلوموں فریادیوں کی فریاد رسی کرنا اور غم رسیدہ کو غم سے نجات دینا بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ تھوڑا دے کر شرمسار نہ ہو کیوں کہ نہ دینا تھوڑا دینے سے کم تر ہے تاہم پہل کرنے والا درجے میں اول ہے۔ (نہج البلاغہ ص 820)

جب تمہیں کوئی سلام کہے تو اس سے بہتر الفاظ میں جواب دو اور جب کوئی تمہاری طرف احسان کا ہاتھ بڑھائے تو اس سے صدقہ دے کر رزق کو آسمان سے اتار (نہج البلاغہ ص 855) نیز آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے صدقہ دے کر رزق آسمان سے اتارو۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے میں آپ کو روحانی مسرت حاصل ہوتی تھی اور اسے نفل عبادت سے بہتر سمجھتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

مجبور اور معذور اشخاص کی ایک فہرست تیار کی اور ہر ایک کا وظیفہ مقرر کیا نیز اس پر عمل درآمد کے سلسلے میں عاملوں پر نگرانی رکھتے تھے۔ مفلس مقروضوں کا قرض ادا کرنے کی ایک علیحدہ مد قائم کی۔ دودھ پیتے بچوں کے وظیفے مقرر کئے۔ ایک عام لنگر خانہ کھول دیا جس سے فقیروں اور مسکینوں کو کھانا ملتا تھا اس کے علاوہ ملک کے محتاجوں میں صدقات تقسیم کرنے کا انتظام کیا گیا۔ مساکین پروری کا یہ خوشگوار نتیجہ ہوا کہ ملک کے گوشے گوشے میں آسودہ حالی کے پھول برسنے لگے غریبی اور محتاجی نام کو بھی باقی نہ رہی۔ سال کے اندر ہی نوبت یہاں تک پہنچی کہ صدقہ لینے والے تنگ دست صدقہ دینے والے خوش حال بن گئے۔

Scanned with CamScanner

برائے ایصال ثواب والد گرامیؒ

میں ضیائے حرم کے جملہ قارئین سے بالخصوص اور جملہ اہل اسلام سے بالعموم گذارش کرتا ہوں کہ میرے والد گرامی

میاں محمد اصغر گجر مرحوم کے لیے

دعا فرمایا کریں کہ خداوند قدوس ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

منجانب

ناچیز طالب دعا

میاں محمد فضل قدیر نقشبندی

ملک پور نزد کھاریاں کینٹ (جی ٹی روڈ) ضلع گجرات

فون 0531-462 موبائل:0300-5457154

Scanned with CamScanner

غوث الاعظم حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

از قلم: پروفیسر حافظ احمد بخش

راقم الحروف کو دارالعلوم محمدیہ غوثیہ سے اکتساب فیض کا شرف حاصل ہے۔ ''دارالعلوم'' عربی کا ابنلہ ہے جس کا معنی ہے ''علم کا گھر''۔ علم کے اس گھرانے کے ساتھ دو نسبتیں ہیں۔ ایک ''محمدیہ'' اور ایک ''غوثیہ'' کی۔ ''محمدیہ'' کی نسبت سے مراد وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات گرامی سے محبت پر مبنی قلبی تعلق ہے۔ اسی تعلق کے حوالہ سے اس ادارہ کا مونوگرام ''ورفعنالک ذکرک'' منتخب کیا گیا ہے۔ دارالعلوم کی نشاۃ ثانیہ کے مرکزی کردار حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے جب ہاسٹل کی نئی عمارت تعمیر کروائی تو اس نسبت کا سہارا لیتے ہوئے القمر کیمپس کے صدر دروازے پر یہ شعر کندہ کروایا:

محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسر او

محمد عربی ﷺ ہر دو جہان کی ابرو ہیں جو آپ کے دروازے کی خاک نہیں، اس کا سر خاک آلود ہو''

''غوثیہ'' کی نسبت سے مراد غوث الاعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کی ذات اور مشن کی سربلندی کا اعتراف اور آپ کی مقرر کردہ شاہراہ حیات سے کامل ہم آہنگی کا اظہار ہے، پہلی نسبت درحقیقت ہر مومن کے ایمان کی جان اور روح ہے۔ اس لیے ہر پل اور ہر ساعت اس کا اظہار بالعموم اور جشن میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بالخصوص نہایت شان وشوکت سے ہوتا ہے۔ جہاں تک دوسری نسبت کا تعلق ہے، دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کے طلباء کی بزم ندوۃ العرفان ہر سال ''غوثیت مآب'' کے موضوع پر سالانہ سیمینار منعقد کرتی ہے۔ جس میں تحریر وتقریر اور حسنِ قرأت ونعت خوانی کے مقابلہ جات کا اہتمام ہوتا ہے۔ میں تخیلات کی وادی میں مختلف جہتوں سے اس عظیم مادر علمی کی سرفرازیوں کے بارے جائزہ لے رہا تھا کہ میری سوچ اس نقطہ پر آکر رک گئی کہ میرے قلم پر بھی دوسری نسبت کے حوالے سے قرض ہے، سو اس کی ادائیگی کے لیے زیب نظر سطور سپرد قرطاس کر رہا ہوں۔

حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ کے تمام سوانح نگار اس امر پر متفق ہیں کہ جس دور میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، اس دور میں پورا عالم اسلام امور جہانبانی کے حوالہ سے بھی تنزل وادبار کا شکار تھا اور روحانی تمدنی اور اخلاقی حوالوں سے بھی اسلام کی صفوں میں بے شمار کمزوریاں درآئی تھیں۔ بغداد خلافت عباسیہ کا مرکز تھا لیکن اندرونی اضطراب کے باعث اس کی گرفت سلاطین پر کمزور پڑ گئی تھی۔ بیت المقدس پر عیسائیوں نے قبضہ مکمل کر لینے کے بعد عراق وحجاز پر حملوں کی

Scanned with CamScanner

تیاریاں شروع کر رکھی تھیں۔افغانستان اور ہندوستان میں غزنویوں کی حکومتوں کا زوال شروع ہو چکا تھا۔مصر پر سلطنت باطنیہ عبیدیہ کا قبضہ تھا۔ جس کی کارستانیاں پورے عالم اسلام کے لیے پریشان کن تھیں۔باطنی فرقہ کے سازشی کرداروں نے ملک شاہ سلجوقی' نظام الملک طوسی کے علاوہ روحانی و دینی لحاظ سے کئی مرکزی کرداروں کو قتل کروا دیا تھا۔جاہ پسند علماء اور نمود و نمائش کے قائل مشائخ مدرسہ و خانقاہ کے وارث بن چکے تھے۔اس ماحول میں خاکدانِ گیتی کو رونق بخشنے والے سید عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی علمی ثقاہت' زھد و ورع' حسن کردار اور دلکش اسلوب دعوت کے ذریعے انسانیت کو ایسے بلند ترین انقلاب سے روشناس کرایا کہ اسلامی دنیا اس کی برکتوں سے ایک دفعہ پھر مرکز ہدایت بن گئی۔ ہندوستان میں طوائف الملو کی ختم ہوئی اور غزنویوں کی جگہ غوری اور بعد ازاں بعض دیگر خاندانوں کی ایسی حکومتیں قائم ہوئیں جنہیں حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ غوث العالمین زکریا ملتانیؒ اوران جیسے دیگر بزرگان دین کی تائید حاصل رہی۔مصر کی باطنی سلطنت آپ کے دور میں ہی زوال پذیر ہوئی۔اور آپ کی وفات کے صرف پانچ سال بعد یہ خبیث درخت جڑوں سمیت خشک ہو کر تند و تیز ہواؤں کی نذر ہو گیا۔مشرق وسطی کے ممالک میں سلطنت عباسیہ کو ایک دفعہ پھر قوت نصیب ہوگئی۔بغداد رشد وہدایت کا مرکز بن گیا۔کئی دنیا پرست تائب ہو کر دین کے سچے خادم بن گئے اور روحانی دنیا کے ہر ہر گوشے میں موجود صالحین وسالکین نے آپ کی نظر کیمیا اثر سے نظام خانقاہی کو از سر نو کامیابیوں سے ہمکنار کیا۔جب آپ نے اعلان فرمایا:

''قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله''

تو سب نے بسر و چشم تسلیم کرتے ہوئے بیک زبان آپ کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔اس نفع رساں ذات کو نونہالانِ قوم کی صفوں میں متعارف کرانا عہد حاضر کا عظیم ترین تقاضا ہے۔آیئے آپ کے حالات زندگی کے مختصر جائزہ کے بعد آپ کی تعلیمات کے چند نمونے ملاحظہ کریں۔

والدین کریمین:

آپ کے والد گرامی کا نام ابو صالح عبداللہ جنگی دوست ہے جبکہ والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت عبداللہ صومعی ہے۔یہ دونوں ہستیاں روحانی لحاظ سے کس مقام پر فائز تھیں۔اس کا اندازہ کرنے کے لئے وہ مشہور واقعہ دہرانا ضروری ہے جس کا تذکرہ حضرت سیدنا غوث الاعظمؒ کے تقریباً ہر سوانح نگار نے کیا ہے' آپ کے والد گرامی ابو صالح عبداللہ سلوک کی منازل کے دوران ایک مرتبہ دریا کے کنارے جارہے تھے کہ آپ نے بہتے پانی پر تیرتا تازہ سیب ملاحظہ کیا سخت بھوک لگی تھی' آپ نے وہ سیب پکڑا اور کھا کر بھوک کا مداوا کیا۔سیب کھانے کے بعد احساس ہوا کہ پتہ نہیں سبب کہاں سے آیا تھا؟ اور کس کی ملکیت تھا؟ میں نے بغیر اجازت کے کھا کر غلطی کا ارتکاب کیا ہے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے جس طرف سے پانی آرہا تھا آپ اس طرف چل دیئے' چلتے چلتے آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں پکے سیبوں کی ڈالیاں بہتے پانی پر جھکی

ہوئی تھیں۔ آپ کو یقین ہو گیا کہ وہ سیب اسی باغ سے گرا تھا' آپ باغ کے مالک عبداللہ صومعی کے پاس پہنچے اور گزارش کی کہ میں نے بغیر اجازت آپ کے باغ کا ایک سیب کھایا ہے' جو دریا میں لڑھکتا جا رہا تھا۔ میں اس فروگزاشت پر معافی کی غرض سے حاضر ہوا ہوں حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا' کچھ مدت میرے باغ کی نگہداشت کرو جب خدمت کی مدت پوری ہو گی میں معاف کر دوں گا۔ حسب حکم آپ نے کچھ مدت وہاں خدمت میں گزاری' جب دوبارہ حاضری ہوئی تو باغ کے مالک فرمانے لگے' آپ کی لغزش تب معاف کروں گا جب آپ میری لڑکی سے شادی کریں گے اور لڑکی کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگے' وہ آنکھوں سے اندھی ہے کانوں سے بہری ہے' پاؤں سے لنگڑی ہے اور ہاتھوں سے لنجی ہے'' آپ نے یہ شرط بھی قبول کر لی' نکاح کے بعد جب آپ مالک مکان کی طرف سے مہیا کئے گئے کمرے میں گئے تو وہاں ایک حسن کا مرقع خاتون نظر آئی' آپ پریشان ہو کر باہر نکل آئے' حضرت عبداللہ صومعی آپ کی حالت دیکھ کر بھانپ گئے' اور ارشاد فرمایا'' بیٹے گھبرانے کی ضرورت نہیں' گھر میں موجود خاتون آپ ہی کی بیوی ہے' میں نے اس کے جو اوصاف بیان کئے تھے اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کی آنکھیں غیر محرم کو دیکھنے سے اندھی اور کان غیر محرم کی آواز سننے سے بہرے ہیں' یہی حال اس کے باقی تمام اعضاء کا ہے۔ میں پہلی ہی ملاقات میں آپ کے باطنی جواہر کو پہچان گیا تھا' میں دعا دیتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری زندگی مبارک کرے'' والدین کے اسی حسین سنگم سے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ پیدا ہوئے۔

والد گرامی کا شجرہ نسب:۔

سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی بن سید ابو صالح بن سید ابو عبداللہ بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ بن سید حسن بن سیدنا و مولانا امیر المومنین امام حسن بن امام العالم امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

والدہ محترمہ کا شجرہ نسب:۔

ام الخیر فاطمہ بنت عبداللہ صومعی بن ابو جمال بنت سید محمد بن سید ابو طاہر بن سید عبداللہ بن ابو کمال بن سید موسیٰ بن سید ابو علاؤ الدین بن سید محمد بن سید امام علی عریض بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام محمد باقر بن سید امام زین العابدین بن سید امام حسین بن سیدنا مولانا امام العالم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (انوار اصفیاء)

تاریخ و مقام ولادت:۔

آپ کی ولادت کا ہجری سن انوار اصفیاء کے مصنف نے ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ لکھا ہے' صاحب بھجۃ الاسرار نے ۴۷۱ھ کو ترجیح دی' جبکہ سیلون یونیورسٹی کے ڈاکٹر سید اختر امام کے مطابق ۱۱ ربیع الثانی ۴۷۰ھ کی تاریخ زیادہ صحیح ہے۔ گیلان صوبہ طبرستان کا ایک شہر ہے۔ گیلان کے مضافاتی قصبہ نیف میں حضرت غوث الاعظم کی ولادت ہوئی۔ بعض مصنفین نے آپ کا وطن صرف ایران لکھا ہے اس کی صحیح ترین توجیہ یہی کی جا سکتی ہے کہ صوبہ طبرستان اس دور میں ایرانی ریاست میں شامل تھا۔

تعلیم:۔

آپ کے والد گرامی اور نانا کا انتقال آپ کی کم عمری میں ہی ہو گیا تھا اس لیے تعلیم وتربیت کی ذمہ داری آپ کی والدہ نے ہی ادا کی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے قصبہ میں ہی حاصل کی، چونکہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا اس لئے ارادہ فرمایا کہ دنیوی گزر بسر کیلئے کھیتی باڑی کا سہارا لیا جائے۔ جب آپ کی توجہ ظاہری مشاغل حیات کی طرف ہوئی، اس دوران چند ایسے واقعات پیش آئے جن سے آپ کو یقین ہو گیا کہ میرے لیے یہ زندگی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، مثلاً آپ بیلوں کی جوڑی لے کر جا رہے تھے کہ بیل نے مڑ کر انسانی زبان میں کہا، ''ما لِھٰذا خُلِقْتَ ومَا لِھٰذا اُمِرتَ ''یعنی آپ کو نہ اس لئے پیدا کیا گیا ہے اور نہ اس چیز کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ آپ ایک مرتبہ اپنے ہم عمر بچوں سے کھیلنے کے لیے جا رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی۔ ''الیّ یا مبارک''یعنی اے صاحب برکت میری جانب توجہ کرو۔ ان اشارات کے بعد آپ نے والدہ محترمہ سے گزارش کی آپ مجھے بخوشی اجازت فرمائیں تاکہ میں بغداد جا کر اپنی تعلیم مکمل کروں۔ والدہ محترمہ جو کافی سن رسیدہ تھیں۔ انہوں نے آپ کے حصہ کی چالیس اشرفیاں دیں اور چالیس اشرفیاں آپ کے بھائی کے لیے رکھ کر آپ کو سپرد خدا کر کے روانہ کر دیا اور ساتھ فرمایا، بیٹے! کبھی جھوٹ نہ بولنا'' آپ بغداد کی طرف جاتے ایک قافلے میں شامل ہو گئے۔ راستہ میں اس قافلے کو ڈاکوؤں نے لوٹنا شروع کر دیا۔ جب ایک راہزن آپ کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ کے پاس بھی کچھ ہے تو آپ نے فرمایا ہاں! میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں، اس نے یقین نہ کیا اور اپنے سردار ڈاکو سے ماجرا بیان کیا، ڈاکوؤں کا سربراہ جب آپ کے پاس پہنچا اور دریافت کیا تو آپ نے پہلے والی بات ہی دہرائی، ساتھ ہی فرمایا، یہ اشرفیاں میری قمیص میں سلی ہوئی ہیں۔ راہزنوں نے کہا، ہمیں آپ کی اشرفیوں کے بارے میں پتہ نہ تھا، آپ نے خواہ مخواہ اظہار کر کے اپنی دولت ضائع کی۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا، میری والدہ نے مجھے نصیحت فرمائی تھی کہ بیٹا! کبھی جھوٹ نہ بولنا۔ یہ جواب سن کر ڈاکوؤں پر ہیبت طاری ہو گئی اور سردار سمیت یہ سارا گروہ توبہ کر کے اصلاح پسندوں میں شامل ہو گیا۔

بغداد پہنچ کر آپ نے ابوبکر زکریا تبریزی شارح حماسہ، محمد بن الحسن الباقلانی اور ابن التمار جیسے محدثین سے علمی دنیا میں اکتساب فیض کیا اور طریقت کے باب میں شیخ ابوالخیر محمد مسلم الدباس اور قاضی ابو سعید مخزومی سے راہنمائی حاصل کی۔ شریعت وطریقت کے نصاب کی تکمیل کے بعد آپ نے مجاہدہ وریاضت میں شب وروز بسر کرنا شروع کر دیئے حتیٰ کہ مسلسل گیارہ سال تک جنگلوں اور سنسان وادیوں میں گھومتے رہے۔ بارہا فاقوں کی نوبت آئی۔ کبھی جڑی بوٹیاں کھا کر گزارہ کیا اور کبھی بھوک کی لذت میں ہی سلوک کی راہیں طے کرتے رہے۔ ریاضت کے اس زمانہ میں چند اہم ترین واقعات پیش آئے آپ نے دیکھا افق سے ایک روشنی نمودار ہوئی، وہ روشنی پھیلتے پھیلتے جب آپ کے

قریب آئی تو اس سے ایک آواز بلند ہوئی۔ ''اے عبدالقادر! میں تیرا خالق ہوں' تیری ریاضت کے باعث میں تجھ سے راضی ہو گیا ہوں' اور آج کے بعد میں تیرے لیے محرمات کو حلال کرتا ہوں' آپ نے فرمایا' میں نے سوچا جب سرکار کائنات ﷺ کے لئے محرمات حلال نہیں ہوئے تو میں کون ہوتا ہوں' جس کے لیے یہ حلال ہو جائیں۔ میں سمجھ گیا یہ شیطان ہے میں نے فوراً پڑھا ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم '' شیطان نے دوبارہ آواز دی اور حملہ کرتے ہوئے کہنے لگا میں نے اس سے پہلے کئی سالکین کو اس موقع پر راہ راست سے برگشتہ کیا' تجھے تیرے علم نے بچالیا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے پھر **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھا اور کہا اے لعین! مجھے میرے علم نے نہیں میرے رب کے فضل نے تیرے شر سے بچایا ہے۔

اسی اثناء میں ایک دفعہ دنیا بن سنور کر آپ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ کو اپنی جانب راغب کرنا چاہا۔ آپ نے ارشاد فرمایا میرے جدامجد حضرت علیؓ نے تجھے تین طلاقوں سے چھوڑ دیا تھا' میں تجھے کیسے اختیار کر سکتا ہوں۔ جب مجاہدات اور ریاضت میں آپ کمال کو پہنچ گئے تو خالق کائنات اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے انعامات کی بارش شروع ہو گئی۔ آپ ایک مرتبہ جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک نہایت لاغر اور کمزور بوڑھے کو دیکھا جو انتہائی مشکل سے سانس لے رہا تھا۔ آپ اس کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا' آپ کس تکلیف میں مبتلا ہیں؟ جب آپ نے شفقت فرمائی اور ہاتھ کے اشارے سے اسے اٹھانا چاہا تو وہ بوڑھا دیکھتے ہی دیکھتے صحت یاب ہو کر رعنا جوان کی صورت میں سامنے کھڑا ہو گیا آپ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا' میں تیرے نانا کا دین ہوں تو نے مجھے نئی زندگی دی ہے' اے پیارے' تو آج کے بعد ''محی الدین'' ہے۔ جب آپ شہر کی جانب آئے تو سارے لوگ آپ کو اسی لقب سے بلا رہے تھے۔

۲۵ برس تک عراق کے جنگلوں میں ریاضت کرنے والے اور ساری ساری رات ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے حضرت سید عبدالقادر جیلانی مجالس میں وعظ کرنے سے گریز کرتے تھے۔ سولہ شوال بروز منگل ۵۲۱ھ حضور سرور عالم ﷺ نے زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا: ''لم لاتتکلم '' آپ لوگوں کے سامنے بولتے کیوں نہیں؟ جواب میں سید عبدالقادر جیلانیؒ نے عرض کیا' اے بے کس پناہ ﷺ! میں عجم کا رہنے والا ہوں' اور یہ لوگ عربی ہیں ان کے سامنے کیسے منہ کھول سکتا ہوں؟ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ''منہ کھول'' جب آپ نے منہ کھولا تو حضور ﷺ نے سات مرتبہ یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ ''ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ '' اور آپ کے حلق میں دم فرمایا' جونہی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ کرم ہوا' حضرت غوث الاعظمؒ اگلے دن ظہر کی نماز کے بعد منبر پر جلوہ گر ہو گئے اور وعظ و ارشاد کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہر طرف آپ کے پُر تاثر وعظ کی دھوم پڑ گئی اور خلق خدا آپ سے فیض یاب ہونے لگی۔ آپ

Scanned with CamScanner

کی مجالس وعظ میں ہزاروں افراد شریک ہوتے تھے اور سینکڑوں ملفوظ نویس حاضر رہتے تھے۔

شیخ طریقت حضرت ابو عبداللہ محمد بن القائم روایت کرتے ہیں کہ ہم ۵۵۵ھ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دس ہزار افراد کا ہجوم آپ کا کلام سن رہا تھا' ایک روایت کے مطابق ستر ہزار تک افراد آپ کی مجالس میں موجود ہوا کرتے تھے۔ وعظ سننے والوں میں صرف عام افراد ہی نہیں سینکڑوں کی تعداد میں علماء ومشائخ بھی شریک ہوتے تھے اور آپ کے ملفوظات سنتے سنتے ان پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔

مہر منیر کے مصنف حضرت مولانا فیض احمد گولڑوی نے لکھا ہے کہ

''ایک مرتبہ آپ وعظ فرمارہے تھے کہ بحالت کیف آپ کی دستار مبارک کا ایک پیچ کھل گیا' یہ دیکھ کر تمام حاضرین مجلس نے اپنے سروں سے عمامے اتار کر آپ کے منبر کے نیچے پھینک دیئے۔ جب وعظ ختم ہونے پر آپ کے حکم سے سب لوگوں نے اپنی اپنی دستاریں اٹھالیں تو ایک زنانہ سر بند پڑا رہ گیا' لوگوں کو حیران دیکھ کر آپ نے فرمایا ''اصفہان میں ہماری ایک عارفہ بہن رہتی ہیں جنہوں نے جوش عقیدت میں اپنا سر بند اتار کر پھینک دیا ہے۔ آپ نے وہ سر بند دوش مبارک پر رکھا جہاں سے وہ غائب ہوگیا۔ عقل عیار تصدیق کے لیے یہاں سو بہانے بنائے گی لیکن عشق غیور کا فیصلہ یہی ہے کہ وہ عبدالقادر جو والدہ کی نصیحت کے بعد اشرفیاں بچانے کے لیے جھوٹ نہیں بولتا وہ اس موقعہ پر غلط دعوی کیوں کرے گا۔

ان پُر تاثیر مجالس وعظ کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں بطور نمونہ صرف ایک ارشاد نذر قارئین کرتا ہوں۔ آپ نے دوران وعظ ارشاد فرمایا'' میں کل روزہ سے تھا۔ ام یحیٰی نے کچھ انڈے بھون کر ایک کورے سکورے میں طاق پر رکھ دیئے تھے ایک بلی نے اس سکورے کو طاق سے نیچے پھینک دیا سکورا ٹوٹ گیا اور انڈے خاک میں مل گئے''

آپ کے صاحبزادے ابو عبداللہ عبدالوہاب نے عرض کی ہم بڑے مسجع' مقفی اور دلائل سے وعظ کرتے ہیں لیکن اثر نہیں ہوتا جبکہ آپ سادہ سادہ باتیں کرتے ہیں اور لوگ عش عش کر اٹھتے ہیں آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ میاں تم کو معلوم ہے کہ تمہارے عالمانہ وعظ کا اثر کیوں نہیں ہوتا اور میرے معمولی الفاظ ہنگامہ برپا کر دیتے ہیں؟ اس لئے کہ تم کو اپنے ظاہری سفر پر ناز ہے اور میں باطنی سفر کی بات کرتا ہوں۔ میں جب کلام کرتا ہوں خدا تعالیٰ کی تجلیات اثر لے کر نمودار ہوتی ہیں میری نظر حقیقت پر ہوتی ہے۔ میں خودی گم کر کے کلام کرتا ہوں اور تم خودی میں قائم ہو کر بولتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ بظاہر میرے بیان میں سکورے' بلی اور انڈوں کا بیان تھا مگر حقیقت میں وجودٔ نفس اور شیطان کی طرف ارشادات تھے سمجھنے والے سمجھ گئے اور اثر ڈالنے والے نے اپنا کام دکھایا۔

جیسا کہ ابھی قارئین خود حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی زبان سے ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ آپ کی باتوں میں اس وجہ سے اثر ہوتا تھا کہ آپ ظاہری

Scanned with CamScanner

زبان سے نہیں باطن کی دنیا سے گفتگو فرماتے تھے
واعظین کی کیفیات بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

اسلام رو رہا ہے اور ان فاسقوں، بدعتیوں، گمراہوں، مکر کے کپڑے پہننے والوں اور ایسی باتیں کرنے والوں کے ظلم سے جوان میں موجود نہیں ہیں اپنے سر کو تھامے ہوئے فریاد مچا رہا ہے؛ اپنے متقدمین اور نظر کے سامنے والوں کی طرف غور کرو کہ امر و نہی بھی کرتے تھے اور کھاتے پیتے بھی تھے اور دفعتۃً انتقال پا کر ایسے ہو گئے گویا سرے سے ہی نہ تھے۔ تیرا دل کس قدر سخت ہے؟ کتا بھی شکار کرنے اور کھیتی باڑی اور مویشی کی نگہبانی اور مالک کی حفاظت کرنے میں اپنے مالک کی خیر خواہی کرتا ہے اور اسے دیکھ کر خوشی کے مارے کھلاریاں کرتا ہے حالانکہ وہ شام کے وقت اس کو صرف ایک دو نوالے یا ذرا سی مقدار کھانا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت دل میں اس قدر ہونے اور روحانی دنیا میں بلند ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود آپ کے بارے حضرت سعدی شیرازیؒ نے لکھا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ حرم کعبہ میں سجدہ ریز ہیں اور انتہائی تضرع اور زاری کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں التجا کر رہے ہیں کہ اے اللہ میرے گناہوں کو معاف فرما دے اور مجھے ہر قسم کی سزا سے بچا لے اگر تو نے مجھے سزا ہی دینی ہے تو میدان حشر میں اندھا کر کے اٹھانا تا کہ مجھے نیک لوگوں کے سامنے شرمساری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

حضرت علامہ اقبال نے اسی مفہوم کو نہایت خوبصورت انداز میں نبھایا ہے؛

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذرہائے من پذیر
در حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہ مصطفےٰ پنہاں بگیر

اے اللہ تو دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے اور میں مفلس و کنگال منگتا ہوں
روز محشر میرے عذروں کو قبول فرما اور اگر میرا حساب کتاب لینا ہی ضروری ہے تو میرے آقا محمد ﷺ کے سامنے نہ لینا تا کہ مجھے شرمسار نہ ہونا پڑے۔

''عہد حاضر کے مبلغین، مشائخ عظام، علماء کرام اور اصحاب طریقت کے لیے حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے ان ارشادات میں بے شمار سبق موجود ہیں عبرت کے لیے دیدۂ بینا کی ضرورت ہے۔''

رموز زندگی:۔

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی کا قد درمیانہ جسم دبلا پتلا رنگ گندم گوں، سینہ چوڑا چکلا، داڑھی لمبی اور گنجان، ابرو باہم ملے اور آواز بھاری رعب دار تھی عام حالات میں سادہ زندگی بسر فرمائی بعض اوقات قیمتی ترین لباس پہن کر شاہانِ وقت کو بھی مرعوب کیا۔ حد درجہ سخی اور غریب پرور تھے۔ جو کچھ دن بھر میں آتا غرباء اور مساکین میں تقسیم فرما دیتے پوری زندگی اسلامی اقدار کی پاسداری کی۔ خلاف شرح رسومات کی سختی سے تردید فرمائی۔ آپ کے سلسلہ کے بزرگوں کی تعلیمات کا نچوڑ یہ تھا کہ کوئی آدمی ہوا میں اڑتا ہوا آئے یا پانی میں تیرتا ہوا آئے جب تک سیرت رسول مقبول ﷺ کا پابند نہ ہو گا اسے راہ سلوک کا راہی تصور نہ کیا جائے گا۔ آپ نے

اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لیے مجالس وعظ میں خطبات بھی ارشاد فرمائے، کتب بھی تصنیف فرمائیں۔مکتوبات بھی لکھے اور عام حالات میں پندو نصائح سے بھی نوازا۔آپ کی کتب میں فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین زیادہ مشہور ہیں۔ان کے علاوہ بھی آپ کے ارشادات دیگر تصانیف سے مل سکتے ہیں۔ انتہائی اختصار کے ساتھ آنے والی سطور میں آپ کی تعلیمات کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

''چند اقوال''

(۱) انسان کا بُرا ہم جلیس اس کا بدترین دشمن ہے۔

(۲) حسن خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق کا مطلق اثر نہ ہو۔

(۳) جس طرح تمہارا نفس اللہ کا حکم ماننے سے انکار کرتا ہے اس طرح تم اپنے نفس کا کہا ماننے سے انکار کرو۔

(۴) مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو لوگوں کی عیب جوئی میں مصروف ہو اور اپنے عیوب سے غافل ہے۔

(۵) مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو یہ جانتا ہے کہ خدا اس کے حال سے واقف ہے پھر گناہ کرتا ہے۔تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہے کہ دنیا فنا کی جگہ ہے پھر بھی اس سے محبت کرتا ہے۔

(۶) لوگ متواضع ہی کو بڑا سمجھتے ہیں تکبر کرنے والے کو نہیں۔

(۷) دنیا کو دل سے نکال کر ہاتھ میں پکڑ لو یعنی دولت کماؤ مگر ہاتھ میں ہی رکھو اسے دل پر قبضہ نہ کرنے دو۔

(۸) اگر تو اونچی آواز سے اللہ بھی کہے تو حساب لیا جائے گا کہ تو نے یہ خلوص کے ساتھ کہا تھا یا محض لوگوں کو منانے کے لیے۔

(9) دولت مندوں کے ساتھ وقار اور غلبہ کے ساتھ ملو اور درویشوں کے ساتھ عجز اور انکساری کے ساتھ پیش آؤ۔

(۱۰) جو بادشاہوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اس کا دل سخت اور مغرور ہو جاتا ہے۔جو لڑکوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اس میں ہنسی اور مزاح کی عادت پیدا ہو جاتی ہے جو عورتوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اس میں جہالت اور بری خواہش بڑھ جاتی ہے جو فاسقوں کے ساتھ نشست و برخاست کرتا ہے وہ گناہ کرنے میں دلیر ہو جاتا ہے اور توبہ کرنے کی توفیق نہیں رہتی۔جو عالموں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے وہ پرہیزگار بن جاتا ہے اور علم حاصل کرتا ہے۔

وصال مبارک:۔

آپ کا وصال مبارک ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۰ھ بمطابق ۱۱۶۶ء میں ہوا۔بعض سوانح نگاروں نے ۱۷ ربیع الثانی کی تاریخ لکھی ہے۔

آپ کے معتقدین ربیع الثانی کی مختلف تاریخوں میں بالخصوص اور ہر ماہ کی ۱۱ چاند کو بالعموم آپ کی روح کو ایصال ثواب کہتے اور اوراد و اذکار اور تلاوت کلام مقدس کے ساتھ ختم شریف کے لیے کھانے پینے کی اشیاء کا اہتمام بھی کرتے ہیں اس طریقہ کار کو برصغیر پاک و ہند میں گیارہویں شریف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔گیارہویں شریف بذات خود کسی دینی شعار کا نام نہیں۔اہل تصوف کے ہاں آسانی کے لیے گیارہویں کی رات کو بزرگان دین بالخصوص حضرت غوث الثقلین کی بارگاہ میں ایصال ثواب کے لیے مخصوص کیا گیا ہے اس حوالہ سے ایصال ثواب کی محفل کو گیارہویں کی محفل کہا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

سلطانِ اولیاء سلطان محمد اصغر علی سروری قادری

تحریر: میاں عطا محمد نعیمی

اس عالم رنگ و بو میں مختلف اوقات میں کئی انسان آتے رہے اور کئی آتے رہیں گے مگر بعض آنے والے اس انداز سے آتے ہیں کہ پورے زمانہ کو فیض یاب کرتے ہیں اور پورا معاشرہ ان کے وجود مسعود سے سیراب ہوتا ہے پھر یہ نابغہ روزگار لوگ جہاں فانی سے کوچ کرتے ہیں تو پورا معاشرہ تڑپ جاتا ہے اور مدتوں ان کی کمی محسوس کی جاتی ہے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

اسی لیے فرمایا گیا موت العالم موت العالمٗ سلطان الفقر سائیں محمد اصغر علی سروری قادری بھی ایسے ستودہ صفات اور نادر روزگار لوگوں میں شامل تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول مقبول ﷺ اور مرشد پاک کے حکم کے مطابق دین اسلام کی ترویج اور تعلیمات اولیاء عام کرنے میں صرف کیا۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلمان میں اسی لیے نمازی

اگرچہ یہ شکوہ عام کیا جاتا ہے کہ آجکل اولیاء اللہ کے آستانوں پر جمود طاری ہے اور اتنا کام نہیں ہو رہا جو اولیاء کا مشن رہا ہے۔ آپ نے ۱۹۹۰ء میں اصلاحی جماعت قائم کی اس کے اغراض و مقاصد میں قرآن و سنت کی روشنی میں تعلیمات اولیاء کو عام لوگوں تک پہنچانا اور اسم اللہ ذات سے لوگوں کے قلوب واذہان کو منور کرنا ہے بعد ازاں جہاد تنظیم العارفین کے ذریعے یہ پیغام بھی خاص و عام تک پہنچایا کہ ابھی آستانوں میں حرارت ایمانی پیدا کرنے والی ہستیاں موجود ہیں اور کفر کے مقابلے میں سینہ سپر ہونے کی صلاحیت ان ہی آستانوں سے وابستہ ہے۔ پھر عالمی تنظیم العارفین نے مختصر مدت میں کارہائے نمایاں سرانجام دے کر ملت اسلامیہ میں اپنا وجود ثابت کرا لیا ہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

آپ سلطان العارفین سخی سلطان باہو علیہ الرحمہ کی اولاد پاک میں نویں پشت سے تعلق رکھتے ہیں اس بلند نسبت کے باوجود ہم عصر مشائخ اور علمائے ربانین سے آپ حد درجہ شفقت فرماتے تھے۔ آپ کے حسن سلوک سے جہاں نامور علمائے دین مستفید ہوئے وہاں پر ثنا خوانان رسول عربی بھی بہرہ ور ہوئے ملک کے طول وعرض سے پاکستان کے جید علمائے کرام آپ کی معیت میں تبلیغ اسلام فرماتے اور شاید کراچی تا خیبر کوئی قریہ ایسا ہو جہاں پر آپ کی جماعت کے مبلغ وصدور نہ پہنچے ہوں۔

اصلاحی جماعت کے مبلغین محض مرشد پاک کے حکم پر عشق مصطفیٰ پر مبنی خطابات اور معارف اسم اللہ ذات کو عام کرنے کے لیے سفر کی صعوبتیں برداشت فرما کر فی سبیل اللہ مشن اولیاء کو عام کرنے میں مصروف ہیں۔ پھر آپ کی یہ کرامت اظہر من الشمس ہے کہ جو جوان بھی آپ کے حلقہ غلامی میں آیا اور چند دن آپ کی تربیت میں رہا اس کا باطن ایسے روشن ہوا کہ وہ کئی کئی گھنٹے مختلف موضوعات پر بلا جھجک تقریر کر لیتا ہے حالانکہ نہ ظاہری

اس نے تعلیم حاصل کی ہے اور نہ ہی ایک دن سکول جانا نصیب ہوا ہو۔ اس لیے کہ اس مبلغ کی ظاہری تعلیم کے ساتھ ساتھ باطنی تربیت بھی ہو چکی ہوتی ہے۔

یوں تو آپ کی ہزاروں کرامات ہیں مگر پہلی ہی بار مجلس میں حاضر ہونے والا اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال ہوتا آپ سینکڑوں ارادت مندوں میں گھرے ہر ایک سے انفرادی حال پوچھتے اور سائل کے سوال سے پہلے ہی اس کی حاجت پوری فرماتے۔

ایک مرتبہ راقم ایک ہم مسلک دینی جماعت کے متعلق چند سوالات لے کر خدمت اقدس میں پیش ہوا اس وقت نیاز مندوں کا ہجوم تھا اس کے باوجود میرے سوال کو بھانپتے ہوئے ارشاد فرمایا ماسٹر صاحب ہم تو ہر مذہبی اور ہم مسلک تنظیم یا انجمن سے تعاون کرنے والے ہیں اور کریں گے مگر افسوس کہ فلاں سنی جماعت کے بہادروں نے ہمارا جلسہ سبوتاژ کرنے کی کوشش کی۔ یہ کام ان کو نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس طرح میرے سوال کا جواب بغیر میرے پیش کیے حل فرما دیا۔ فارسی شاعر کے مطابق

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل وقال

ہر سال آستانہ عالیہ سلطان العارفین پر ۱۲/۱۳ اپریل کو عظیم الشان محفل میلاد پاک کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں ہزاروں فرزندان توحید و رسالت شامل ہوتے ہیں اور کانفرنس کے مناظر دیدنی ہوتے ہیں۔ آپ نے اصلاحی جماعت کے زیر اہتمام قریہ قریہ ہفتہ وار محافل میلاد منعقد کرنے کا حکم دیا اس طرح عشق رسول ﷺ کے نغمے گاؤں گاؤں کوچہ کوچہ گونجنے لگے ہیں۔

ماہ ستمبر میں وادی سون سکیسر اچھالی تا انگہ شریف سالانہ عرس غوث الاعظم کا اجتماع بھی تاریخی ہوتا ہے جس میں ملک بھر سے مشائخ علماء اور عقیدت مند شامل ہو کر روحانی پیاس بجھاتے ہیں آپ نیزہ بازی اور گھڑ سواری کے ماہر تھے اس لیے آپ کے ہاں اعلیٰ نسل کے گھوڑے موجود رہتے۔

آپ کی دلربا گفتار اور حسن کردار سے لوگ دیوانہ وار حاضر ہوتے باوجود اژدہام کے ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے اور ایسی حکمت آمیز میٹھی باتیں فرماتے کہ آنے والا خوش و خرم واپس ہوتا آپ نے زندگی کے اٹھاون سال دین اسلام کی ترویج، تعلیمات سلطان العارفین کو عام کرنے اور معارف اسم اللہ ذات تقسیم فرمانے میں صرف کیے۔ اس وقت آپ کی سرپرستی میں متعدد سماجی ادارے اور دینی مدارس اشاعت قرآن وسنت اور تعلیمات اولیاء کو عام کرنے کے لیے سرگرم عمل ہیں آستانہ عالیہ سلطان محمد عبدالعزیز پر دینی مدرسہ جامعہ غوثیہ سلطانیہ اسلامی تعلیم کے لیے شبانہ روز کوشاں ہے۔ علاوہ ازیں جامعہ غوثیہ چک ۶ نزد جوہر آباد اور اچھالی وادی سون بھی نمایاں کام کر رہے ہیں۔ دینی، اصلاحی، تبلیغی جہادی سرگرمیاں زوروں سے جاری ہیں۔ اصلاحی جماعت اور عالمی تنظیم العارفین کے مجاہد صلہ وستائش کی پرواہ کیے بغیر عظیم مرشد کے عظیم مشن کو گلی گلی گاؤں گاؤں پہنچا رہے ہیں۔ انوار الٰہی اسم اللہ ذات سے کئی خوش نصیب من کی دولت حاصل کر چکے ہیں انشاء اللہ سلطان الاولیاء سلطان محمد اصغر علی کا شروع کیا گیا عظیم مشن آپ کے جانشین صاحبزادہ سلطان محمد علی صاحب بطریق احسن چلا سکیں گے۔ اور یہ بھی آپ کا اسی جانب اشارہ تھا کہ میرا وقت قریب ہے لہٰذا وصال سے تقریباً ۷ ماہ قبل ہی سلطان العارفین کے دربار پر انوار پر اپنے منجھے صاحبزادے سلطان محمد علی کی دستار بندی فرمائی اور اپنے جانشین کرنے کا اعلان فرمایا!

قرنہا باید تا یک صاحب دل پیدا شود
بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

زیاراتِ عراق (سرزمینِ انبیاء واولیاء)

افتخار احمد حافظ قادری افشاں کالونی راولپنڈی

سرزمین عراق میں بے شمار انبیاء، اہل بیتِ عظام، صحابہ کرام اور جلیل القدر اولیاء کا مسکن و مدفن ہے۔ قرآن پاک میں جن اولیاء ورسل کا ذکر آیا ہے اس میں سے اکثر انبیاء کے مزارات مبارکہ عراق میں موجود ہیں۔ اسلامی تاریخ کا عظیم سانحہ کربلا بھی اسی سرزمین میں وقوع پذیر ہوا درج ذیل سطور میں اسی سرزمین میں موجود چند مقاماتِ مقدسہ کا مختصراً تذکرہ کرتے ہیں۔

بغداد شریف

بغداد علم وادب اور روحانیت کا مرکز، تقریباً ہر بزرگ کا یہاں سے گزر یا قیام ضرور رہا۔ بغداد میں سب سے مشہور مقامِ مقدس "باب الشیخ" میں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کا مزار مقدس چاندی کے ایک خوبصورت کٹہرے میں ہے۔ روضہ مبارکہ کی دیواریں اور گنبد کا اندرونی حصہ شیشے کے خوبصورت ٹکڑوں سے مزین ہے جو بجلی کی روشنی میں عجیب چمک پیش کرتے ہیں۔ مزار مبارک کے عقبی حصہ میں ایک وسیع وعریض لنگر خانہ ہے جہاں سے زائرین میں کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔

سلمان پاک

یہ مقام بغداد شریف سے تقریباً ۳۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے جہاں پر عظیم صحابی رسول ﷺ سیدنا حضرت سلمان الفارسیؓ کا خوبصورت مزار مبارک ہے۔ یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جو اپنے زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے یہ وہ صحابی رسول ہیں جن کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا "سلمان میرے اہل بیت سے ہیں"۔ آپ کے مزار مبارک کے ساتھ والے کمروں میں تین اور مزارات مبارکہ بھی ہیں جن میں حضرت حذیفہ الیمانیؓ، حضرت عبداللہ بن جابر الانصاریؓ اور حضرت امام طاہر بن امام محمد باقرؒ آرام فرما ہیں۔

کاظمین شریفین

اس مقام پر دو سنہری گنبدوں میں دو امام حضرت امام موسیٰ کاظمؒ اور حضرت امام محمد تقیؒ ایک عجب شان کے ساتھ آرام فرما ہیں۔ روضہ مبارک کی تعمیر نہایت خوبصورت انداز میں کی گئی ہے۔ دیواروں پر سنہری حروف میں لکھی ہوئی آیات قرآنیہ قابل دید ہیں۔

جامع ومقام امام ابو یوسفؒ

مسجد امام ابو یوسفؒ میں داخل ہوں تو بائیں طرف ایک کمرے میں حضرت امام ابو یوسفؒ کا نہایت خوبصورت مزار مبارک ہے۔ آپ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد عظیم ہیں۔ آپ ہی وہ

Scanned with CamScanner

عظیم شخصیت ہیں کہ جنہوں نے امام ابو حنیفہ کے مسلک کو پھیلایا۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ شرع محمدی کے چراغ اور امت محمدیہ کے امام و پیشوا ہیں۔آپ فقہ حنفیہ کے بانی اور آئمہ اربعہ میں سے امام اعظم کے منصب پر فائز ہوئے۔آپ کا خوبصورت مزار مبارکہ علاقہ ''اعظمیہ'' میں واقع ہے۔آپ کے مزار مبارک کے ساتھ نہایت خوبصورت مسجد بھی موجود ہے۔

شیخ ابوالحسن نوریؒ

آپ کا مزار مبارک بھی اعظمیہ کے علاقے میں واقع ہے۔آپ حضرت شیخ سری سقطیؒ کے مرید تھے۔حضرت ابوبکر شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن ابوالحسن نوریؒ کے پاس گیا ان کو مراقبہ میں پایا تو پوچھا کہ آپ نے ایسا عمدہ مراقبہ کہاں سے سیکھا ہے جواب دیا کہ بلی سے کیونکہ وہ چوہے کے سوراخ پر مجھ سے زیادہ ساکن تھی۔

حضرت ابوبکر شبلیؒ

قطب العارفین حضرت ابوبکر شبلیؒ کا مزار مبارک قبرستان امام اعظم میں واقع ہے۔آپؒ ہمیشہ، مناجات میں عرض کیا کرتے تھے کہ اے خالق کائنات مخلوق تیری نعمتوں کے لئے تجھے چاہتی ہے اور میں تجھے تیری بلاؤں کے لئے چاہتا ہوں۔آپؒ علوم طریقت میں عالم بے بدل تھے۔

شیخ سری سقطیؒ اور شیخ جنید بغدادی

حضرت شیخ سری سقطیؒ اور حضرت شیخ جنید بغدادی کے مزارات مقدسہ ایک ہی کمرہ میں ہیں۔حضرت شیخ سری اہل تصوف اور شوق کے امام ہیں آپؒ حضرت جنید بغدادی کے ماموں ہیں اور طریقت میں حضرت معروف کرخیؒ کے مرید۔

نبی اللہ یوشع بن نون علیہ السلام

آپ بنی اسرائیل کے نبی تھے آپ کا مزار مبارک بھی حضرت جنید بغدادی کے مزار مبارک سے چند قدم کے فاصلہ پر ہے۔واقعہ خضر میں آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفیق سفر تھے۔اسی نام سے ایک اور مزار مبارک بھی استنبول (ترکی) میں پہاڑ کی ایک چوٹی پر واقع ہے۔

حضرت بہلول داناؒ

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے مزار مبارک کی جانب مغرب حضرت بہلول داناؒ کا مزار مبارک ہے۔آپ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں مستجاب الدعوت مجذوب بزرگ ہوگزرے ہیں آپ کو بہلول کوفی کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت بشر حافیؒ

حضرت بشر حافی کا مزار مبارک جامع بشر حافی کے ایک کمرے میں ہے جو جامع امام اعظم کے قریب واقع ہے۔حضرت امام احمد بن حنبلؒ اکثر آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے آیا کرتے۔ آپ ساری زندگی بغداد میں ننگے پاؤں پھرتے رہے اور فرماتے تھے کہ وقت توبہ میں ننگے پاؤں تھا اس لئے مجھے یہی حالت پسند ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

حضرت شہاب الدین سہروردیؒ مسجد کے ایک گوشہ میں آرام فرما ہیں۔آپ سلسلہ

سہروردیہ کے بانی وامام ہیں۔تصوف کے موضوع پر آپ کی کتاب مستطاب ''عوارف المعارف'' ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے۔حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ اور شیخ سعدی شیرازی جیسے عظیم المرتبت بزرگوں کے آپ شیخ طریقت ہیں۔

حضرت معروف کرخیؒ

قبرستان شیخ معروف کرخیؒ بغداد کا ایک قدیم قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں آپ کا خوبصورت ووسیع وعریض روضہ مبارک ہے جو استجابت دعا کے لئے مشہور ہے۔آپ کا روضہ مبارک انتہائی خوبصورت انداز میں بنایا ہے اور قابل دید ہے۔

حضرت امام محمد غزالیؒ

بغداد شریف کے قدیم قبرستان کے ایک کونے میں امام محمد غزالیؒ کا مزار پر انوار ہے۔ آپ عظیم مفکر اور صوفی بزرگ ہو گزرے ہیں دنیائے تصوف میں آپ کو غیر فانی اور اعظم مقام حاصل ہے۔احیاء علوم الدین اور کیمیائے سعادت آپ ہی کی تصانیف ہیں۔

سیدہ زبیدہ خاتون:

آپ خلیفہ ہارون الرشید کی خدا ترس بیوی تھیں۔آپ کا عظیم الشان کارنامہ ''نہر زبیدہ'' کی تعمیر تھی۔آپ کی قبر مبارک پر ایک گول طویل گنبد بنا ہوا ہے۔

شیخ محمد الفی قطب

یہی وہ خوش قسمت بزرگ ہیں جو سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے درِ اقدس پر چوری کے ارادے سے آئے تھے لیکن آپ کی نگاہ کیمیا سے قطب بن کر نکلے۔آپ کا مزار مبارک باب الشیخ سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے۔

کربلاء معلٰی

کربلاء معلٰی بغداد شریف سے تقریباً ایک سو کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔راستہ میں سب سے پہلے ایک مقام ''مسیّب'' آتا ہے جہاں پر حضرت مسلم بن عقیلؓ کے دو فرزندان حضرت ابراہیم اور حضرت محمد کے مزارات مبارکہ ہیں۔اس مقام سے کچھ فاصلہ پر حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر الطیار کا مزار مبارک ہے۔

حرم امام عالی مقامؓ

شہیدِ کربلاء نواسہ رسول ﷺ کا سنہری گنبد اور دو سنہری مینار مبارک دور سے ہی نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں اور صدر دروازے پر آنحضرت ﷺ کی درج ذیل حدیث مبارکہ لکھی ہوئی ہے کہ

حسين منى و أنا من حسين

(حسین مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں)

اندر داخل ہوں تو سامنے ضریح مبارک نظر آجاتی ہے جس کو دیکھتے ہی انسان پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور کربلاء کا سارا واقعہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔آپؓ کے مزار مبارک سے تھوڑا آگے جانبِ مغرب ایک گوشہ میں گنج شہیداں ہے جہاں شہداء کربلاء مدفون ہیں۔

حضرت عباس علمدارؓ

حرم امام عالی مقامؓ کے قریب ہی ایک الگ عمارت میں حضرت عباس علمدار کا مزار مبارک ہے، دو خوبصورت میناروں کے درمیان دور سے ہی

Scanned with CamScanner

آپ کے مزار مبارک کا سنہری گنبد نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔آپ کی ضریح مبارک کے اردگرد بھی ہر وقت بے پناہ ہجوم رہتا ہے۔

حضرت حُر شہید

کربلاء معلیٰ سے تقریباً چھ کلومیٹر کے فاصلے پر حضرت حُر شہید کا مزار مبارک ہے جس پر ایک خوبصورت گنبد بھی بنا ہوا ہے اور ایک فریم میں آپ کے حضور نذرانہ سلام بھی لکھا ہوا ہے۔

نجف اشرف

نجفِ اشرف جس کی خاک کو حضرت علامہ اقبال نے اپنی آنکھ کا سرمہ کہا۔ کربلا معلیٰ سے تقریباً ۷۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔یہاں پر ایک عظیم قدیم قبرستان بھی ہے جس میں بے شمار بزرگان دین، اولیاء کرام، علماء عظام کے علاوہ دو انبیاء حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کی بھی قبور مبارکہ ہیں۔

مزار مبارک حضرت علیؓ

حضرت علیؓ کے مزار مبارک کا شمار عراق کے خوبصورت ترین مزارات مبارکہ میں ہوتا ہے۔آپ کے مزار مبارک کا طلائی گنبد اور دو سنہری مینار دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔یہ بارگاہ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ ہے جن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے'' یہ نہایت پر کیف مقام ہے ہر وقت زائرین کا رش لگا رہتا ہے اور اپنا نذرانہ عقیدت پیش کرتے رہتے ہیں۔

کوفہ:

کوفہ نجف اشرف سے تقریباً ۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے عالم اسلام کا ایک اہم ترین شہر اور اسلامی ریاست کا دارالخلافہ رہا ہے۔کوفہ کے قابل دید مقامات میں جامع مسجد کوفہ سر فہرست ہے۔اسی مسجد میں حضرت علیؓ کو بحالت نماز ضرب لگی اب اس مقام پر چاندی کا ایک دروازہ لگا ہوا ہے۔ اسی جامع مسجد کے صحن میں مقام نوح بھی ہے۔مسجد کے قریب ہی ایک گنبد میں حضرت مسلم بن عقیلؓ کا مزار مبارک ہے اور بائیں جانب دوسرے گنبد میں حضرت ھانی بن عروہؓ کا مزار مبارک ہے۔مسجد کوفہ کے قریب ہی حضرت علی کا گھر مبارک بھی کئی تبدیلیوں کے بعد زائرین کے لئے کھلا ہے۔اس گھر میں ایک کنواں بھی اب تک جاری و ساری ہے اور جس کے پانی کو بے شمار بیماریوں کے علاج کے لئے مفید بتایا جاتا ہے۔

سامراء:

سامراء بغداد شریف سے تقریباً ۱۲۵ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے جہاں پر گلستان زھراء کے دو پھول حضرت امام نقیؓ اور حضرت امام حسن عسکریؓ دو بلند سنہری میناروں کے درمیان ایک خوبصورت گنبد میں آرام فرما ہیں۔ان کے علاوہ حضرت امام علی نقیؓ کی ہمشیرہ اور حضرت امام حسن عسکریؓ کی زوجہ مبارکہ کے مزارات بھی چاندی کے ایک کٹہرے میں مرجع خلائق ہیں۔

بابل:

بابل کے تاریخی مقامات میں کنواں ھاروت وماروت، شہر بابل کے کھنڈرات جواب تک

نشانِ عبرت کے طور پر موجود ہیں قابل دید ہیں۔
مقامات مبارکہ میں مزار مبارک حضرت ذوالکفل علیہ السلام، مزار مبارک حضرت ایوب علیہ السلام اور وہ قدیم دو چشمے جن میں اب تک پانی موجود ہے۔ قابل زیارت ہیں۔

موصل:

شہر موصل بغداد شریف سے ۴۵۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اسی شہر میں حضرت یونس علیہ السلام مبعوث ہوئے اور ان کی عبادت گاہ بھی یہیں ہے۔ یہ مقام پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے جہاں سے پورے شہر کا نظارہ ہوسکتا ہے۔ جامع مسجد یونس علیہ السلام کے ساتھ مزار حضرت یونس علیہ السلام بھی بتایا جاتا ہے جبکہ ایک روایت کے مطابق آپ بیت المقدس میں مدفون ہیں۔ اس مقام سے کچھ فاصلہ پر حضرت جرجیس علیہ السلام کا مزار مبارک واقع ہے ان کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل کے یہ وہ پیغمبر ہیں کہ جن کے جسم مبارک کے سات ٹکڑے کئے گئے تھے۔

شہر موصل کے وسط میں ایک سڑک کے کنارے حضرت شیث علیہ السلام کا مزار مبارک ایک خوبصورت مسجد کے اندر واقع ہے۔ مزار مبارک کافی طویل ہے اوپر سبز رنگ کی چادر پڑی رہتی ہے۔

مزار مبارک شیخ فتح موصلیؒ

شارع الفتح یہ ایک قدیم قبرستان کے قریب ایک گنبد کے نیچے آپ کا مزار مبارک ہے۔
ریاضت ومجاہدہ میں آپ کمال حد کو پہنچے ہوئے مستجاب الدعوات بزرگ ہو گزرے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک بھی ایک پُر کیف مزار ہے۔

قارئین!

اس بندۂ ناچیز کو بھی دو مرتبہ اس سرزمین مقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا اور جہاں تک ممکن ہوا انبیاء کرام، اہل بیت اطہار، صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کے مزارات مبارکہ پر حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہے اور ساتھ ساتھ ان مقامات مقدسہ کو کیمرے کی نگاہ سے بھی محفوظ کرتے رہے اور پھر اس سر زمین مقدس کے متبرک وتاریخی مقامات کو اجاگر کرنے کے لیے دو عدد کتب ''زیاراتِ مقدسہ'' اور ''سر زمین انبیاء واولیاء'' تحریری وتصویری صورت میں پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اول الذکر کتاب تحریری معلومات پر مشتمل ہے اور آخر الذکر ۲۱۲ رنگین تصاویر سے مزین تصویری البم ہے جو شائقین زیارات اب تک ان مقامات پر حاضر نہیں ہو سکے وہ گھر بیٹھے ان انمول ذخیرہ تصاویر سے ان مقامات کی زیارت کا شرف حاصل کر سکتے ہیں۔ کتب مذکورہ کے حصول کے لیے (A-۶ گلی نمبر۹ افشاں کالونی راولپنڈی ۵۵۱۰۸۵۴) بندہ سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ شائقین زیاراتِ مقدسہ کو ان مقامات پر حاضری کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

Scanned with CamScanner

بفیضان نظر: حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: امین امانات ضیاء الامت پیر محمد امین الحسنات چاہ مدظلہ العالی

مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کی ذیلی شاخ

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ گلزار مدینہ

حسن ابدال میں داخلہ جاری ہے۔

خواہشمند حضرات جلد رابطہ فرمائیں۔

ٹیسٹ وانٹرویو

22 مئی 2005ء

بروز اتوار صبح نو بجے

امسال دارالعلوم کے زیر انتظام غوثیہ گرلز کالج حسن ابدال کا افتتاح ہو چکا ہے۔

شرائط داخلہ (برائے طلبہ)

مڈل پاس حافظ قرآن ہو۔ میٹرک پاس کو ترجیح دی جائے گی۔

مورخہ 4 ستمبر 2005ء کو میٹرک پاس طالبات کا داخلہ ہوگا۔

نوٹ: طلباء کو علوم قدیمہ میں ادیب عربی، عالم عربی، فاضل عربی اور دورہ حدیث اور علوم جدیدہ میں میٹرک، ایف اے، بی اے اور کمپیوٹر کے کورسز کروائے جاتے ہیں۔

منجانب: حفیظ الرحمٰن عابد الازہری اور مجلس منتظمہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ گلزار مدینہ محلہ میلاد نگر حسن ابدال۔ فون نمبر 057-2522500 موبائل نمبر 0320-5194291

ایک صاحب جمال ہستی کی نور نور حیاتِ مقدسہ کی لمحہ بہ لمحہ جامع و مستند داستان

جمالِ کرم

مُبصر: حافظ محمد اکرم ساجد متعلم ایم فل (علوم اسلامیہ) جامعہ پنجاب لاہور

''پروفیسر حافظ احمد بخش صاحب زید مجدہ وہ شخص ہیں جن پر دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کو فخر ہے۔ آپ پر صحیح معنوں میں اقبال کے شاہین کا اطلاق ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی حضور ضیاء الامت کے مشن کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ اگر میں یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ سرمستی اور غلامی کا جو ذوق اس فقیر کے رگ و پے میں ہے وہ اور کہیں نظر نہیں آتا۔ کمال انسان ہے، ہر فن پر گویا عبور، ادب عربی ہو یا اردو نثر ہو یا نظم اس کے بارے میں پوری معلومات رکھتے ہیں۔ اکنامکس میں ایم۔ اے کیا اور پھر قدیم علوم کے ساتھ ساتھ اکنامکس پڑھانے کی ذمہ داری بھی قبول کی۔ آپ کے پریڈ پڑھانے کا انداز دوسرے اساتذہ سے مختلف ہے۔ گفتگو کے انداز میں ہنستے، مسکراتے مشکل سے مشکل مسئلہ سمجھا دیتے ہیں۔ اگر کوئی طالب علم آگے بڑھنے کی خواہش کرتا ہے تو پوری لگن سے اس کا ساتھ دیتے ہیں اور یوں حوصلہ افزائی کرتے ہیں جسے احاطہ تحریر میں لانا آسان نہیں۔ ادارہ کے بارے میں اس قدر مخلص ہیں گویا کہ ہر کام انہی کی ذمہ داری ہے۔ عرس شریف کے موقع پر بھاگتے دکھائی دیتے ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ سرمست شخص علم کی دنیا میں اتنا آگے ہے۔ ادارہ اور رفقاء سب ان پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔ یہ ادارے کی جان ہیں اور ضیاء الامت کے مشن کے ایک ان تھک، بہادر اور ایثار پیشہ سپاہی''!

عبقری زمانہ ضیاء الامت حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری قدس سرہ العزیز کے بارے میں اب تک کئی کتب و رسائل منظر عام پر آچکے ہیں جو نظر افروز بھی ہیں اور معلومات افزاء بھی لیکن ان میں سب سے زیادہ جامع، مستند، دلنشین اور جملہ صوری و معنوی خوبیوں سے آراستہ قبلہ پروفیسر احمد بخش صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی ''جمال کرم'' ہے۔

جناب پروفیسر صاحب اس سے قبل ''مقالات از پیر محمد کرم شاہ الازہری'' کی ترتیب و تدوین کا خوبصورت کارنامہ سرانجام دینے کی بھی سعادت حاصل کر چکے ہیں مقالات کی پہلی جلد کے شروع میں ''حضرت ضیاء الامت ایک انقلاب آفرین شخصیت'' کے نام سے حضرت پیر صاحب علیہ الرحمۃ کی حیات و خدمات کے حوالے سے آپ نے بڑا ہی خوبصورت مقالہ تحریر فرمایا ہے۔

حضرت قبلہ پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب مدظلہ العالی رقمطراز ہیں:

''میں نے حضرت ضیاء الامتؒ کی زبان مبارک سے کئی بار سنا تھا کہ مجموعہ مقالات کے مقدمہ میں جس عزم و احتیاط اور احسن پیرایہ میں جناب پروفیسر حافظ احمد بخش صاحب بارک اللہ فی عمرہ نے تعارفی مضمون لکھا ہے وہ لائق صد تحسین ہے۔''[۲]

اب جس کا مرشد پاک اس کے حسین تحریر کی تحسین فرمائے اس کی خوش بختی کے کیا کہنے۔ اس سب کے باوجود پروفیسر صاحب کی عجز و انکساری ملاحظہ ہو۔ مقالے کے آخر میں رقمطراز ہیں:

''میں نے ان مندرجہ بالا سطور میں اس ہمہ پہلو شخصیت کے نظریات و افکار کی ایک ہلکی سی جھلک پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ میرا طائر تخیل اپنی تمام تر بلند پروازی کے باوجود بھی ان رفعتوں کی نشان دہی نہیں کر سکا' جہاں میرے ممدوح کا عقابِ ہمت پر کشا ہے۔ آپ کی سیرت' آپ کا کردار میرے حیطہ الفاظ سے وراء الوریٰ ہے۔[۳]

شیخ الاسلام حضور خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر کا ارشاد گرامی ہے:

''کتنا ہی خوش نصیب ہے وہ مرید جو اپنے پیر و مرشد کے مبارک حالات کو معرضِ تحریر میں لائے۔''[۴]

ان خوش نصیبوں میں جناب پروفیسر صاحب بھی ہیں جنہوں نے اپنے پیرو مرشد کی حیات' خدمات اور تعلیمات پر مشتمل معرکۃ الآراء کتاب ''جمال کرم'' لکھ کر درحقیقت اپنے آپ کو بھی زندہ و جاوید کر لیا ہے۔ آئندہ سطور میں جمال کرم کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

جمال کرم ۳ جلدوں' ۲۴ ابواب اور ۲۳۹۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ مصنف نے اپنی اس عظیم و فخیم کتاب میں ترتیب زمانی کا طریقہ اختیار کیا ہے۔

جلد اول

جلد اول پہلے باب سے شروع ہو کر نویں باب پر ختم ہوتی ہے۔ پہلا باب حضرت ضیاء الامتؒ کے خاندانی پس منظر کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ اس سے قبل حضرت قبلہ پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب کی خوبصورت تقریظ بھی ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

''محترم پروفیسر صاحب نے انتہائی محبت وعقیدت کے ساتھ حضرت ضیاء الامتؒ کی حیات و خدمات پر مشتمل یہ مبسوط کتاب مرتب کر کے آپ کی ولادت کی قمری تاریخ کی نسبت سے ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ کو جب میں حالتِ اعتکاف میں تھا پیش کر دی۔ میں نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اس کے اکثر مباحث کا مطالعہ کر لیا اور جہاں کہیں تھوڑی بہت تبدیلی کی ضرورت محسوس کی اشارات دے دیئے۔ اگلے دو تین ماہ میں مصنف موصوف نے ترتیب و تدوین کا کام مکمل کر لیا۔ چنانچہ گزشتہ سال ۲۰۰۲ء میں حضرت ضیاء الامتؒ کے سالانہ عرس مبارک کی آخری مجلس میں یہ ارمغانِ محبت' طباعت و اشاعت کے لیے ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز'' کے مینجر عزیز القدر محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا گیا تا کہ وہ اس کے جمال معنوی کو صوری حسن سے آراستہ کر کے اہل محبت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

میں انتہائی خوشی و مسرت کے ساتھ ان کی خدمت میں ہدیہ سپاس پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت محبت و جانسوزی کے ساتھ یہ خوشگوار فریضہ سرانجام دیا جس کے باعث ہم اس بار امانت سے احسن انداز میں

سرخرو ہو رہے ہیں۔''۵

حضرت مصنف نے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے حضرت پیر صاحبؒ کے آباؤ و اجداد کے حالات کو بڑے دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمہ کی روزانہ کی مصروفیات اور نظام اوقات کے بارے میں یوں خامہ فرسا ہوتے ہیں:

''حضرت غوث العالمین نے سو سال کے قریب عمر پائی تھی ۔آپ کا معمول تھا کہ ہر رات قرآن کریم کو ختم کیا کرتے تھے۔چھیانوے برس کی عمر میں بھی بالا خانہ سے نیچے اتر کر نماز با جماعت ادا کرتے تھے۔فجر کی نماز ادا فرماتے' پھر اشراق کا وقت ہوتا تو اشراق کے نفل پڑھتے بعد ازاں دیوان خانہ میں مسندِ ارشاد پر جلوہ گر ہوتے اور موجود تمام علماء و مشائخ اور دیگر افراد کو اپنے مواعظ سے نوازتے۔اس وقت آپ کے سامنے تمام حسابات پیش کیے جاتے ۔آپ ملاحظہ فرماتے اور فقراء و مساکین کو عطیات دیتے' جب دوپہر ہو جاتی تو آپ دولت خانہ میں تشریف لے جاتے ۔انتہائی مختصر کھانا تناول فرماتے' گھر کے معاملات کی خبر گیری کرتے اور مختصر سے قیلولہ کے بعد نماز ظہر کے لیے تشریف لاتے۔ ظہر اور عصر کے درمیان کچھ وقت اوراد و وظائف میں گزرتا اور پھر تبلیغی مشن کے سلسلہ میں مختلف امور کا جائزہ لیتے۔عصر کی نماز با جماعت ادا فرما کر ممبر پر جلوہ گر ہوتے اور مجلس وعظ منعقد ہوتی۔ان مجالس میں ثقہ روایات کے مطابق تیس تیس ہزار کا مجمع ہوتا۔جس چبوترہ پر بیٹھ کر حضرت غوث العالمین عصر کے بعد وعظ فرمایا کرتے تھے' وہ آج تک روضہ مبارک کے مشرق میں واقع ہے۔''۶

حضرت ضیاء الامت کے دادا جان حضرت امیر السالکین علیہ الرحمہ کے شب و روز کے معمولات کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''آپ کی ساری زندگی شریعت مطہرہ کی پابندی اور ذکر و فکر میں بسر ہوئی۔اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کے معمولات دین پر استقامت کا اعلیٰ معیار تھے۔ساری زندگی آپ نے روزہ رکھا (سوائے ان دنوں کے جن میں روزہ رکھنا شرعی لحاظ سے منع ہے) ہمیشہ نماز با جماعت ادا فرماتے۔نوافل اور سنت مؤکدہ مواظبت سے ادا فرماتے۔نماز عصر ادا کرنے کے بعد دریائے جہلم کے کنارے چلے جاتے اور موسم سرما ہو یا گرما ساری رات عبادت اور ذکر و فکر میں بسر ہو جاتی۔ جاڑے کی یخ بستہ راتیں بھی کھلے آسمان تلے بسر ہو جاتیں۔ذکر الٰہی کی تمازت اس قدر ہوتی کہ آپ رات کو کئی مرتبہ وضو فرماتے۔''

حضرت غازی اسلام کے زہد و تقویٰ کے بارے میں یوں معلومات فراہم کرتے ہیں:

''آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت سے حد درجہ لگاؤ تھا تمام عمر صوم داؤدی کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔فرائض نماز کے علاوہ تہجد اور دیگر نوافل کی پابندی اس حد تک فرماتے تھے کہ حالتِ علالت میں بھی شائد ہی یہ معمولات قضا ہوئے ہوں۔نماز با جماعت کی پابندی کا حد درجہ احترام فرماتے تھے۔سفر میں بھی کسی درویش کو اسی خیال سے ساتھ رکھتے تھے کہ نماز با جماعت ادا ہوتی رہے گی۔ زندگی کے اکثر سالوں میں پندرہ شعبان سے یکم شوال تک معتکف رہتے آپ نے اپنے والد گرامی کے اس معمول کو تازہ رکھا کہ آپ ہر روز نماز

Scanned with CamScanner

عصر کے بعد دریائے جہلم کے کنارے تشریف لے جاتے۔ رات وہیں بسر کرتے۔ صبح نو دس بجے تک اوراد ووظائف میں مشغول رہتے۔ اس کے بعد واپس شہر تشریف لاتے۔ آپ کو قرآن کریم سے حد درجہ لگاؤ تھا۔ ہر سال رمضان المبارک میں خود بھی قرآن سناتے تھے اور تراویح کے علاوہ اوابین اور تہجد کے لیے الگ اہتمام فرماتے۔ جب آخری عشرہ رمضان آتا تو طاق راتوں میں آپ خود بھی منزل پڑھتے اور اچھے سے اچھے حفاظ کو بلوا کر قرآن کریم سننے اور سنانے کا اہتمام فرماتے۔ آپ کی آواز میں اتنی جاذبیت اور کشش تھی کہ غیر مسلم مرد و خواتین آپ کی تلاوت کو کھڑے ہو کر سنتے اور لذت حاصل کرتے۔'' ۷

اس باب میں جماعت جند اللہ کے حوالے سے ایک خوبصورت پمفلٹ بھی ہے۔ اس کے مطالعہ سے حضرت غازی اسلامؒ کی اپنی قوم وملت کی اصلاح احوال کے لیے تڑپ نمایاں ہوتی ہے۔ دوسرے باب میں حضرت ضیاء الامتؒ کے روحانی سفر کے حوالے سے بڑی دلچسپ معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ یہ باب اس لائق ہے کہ اسے بار بار پڑھا جائے۔

تیسرے باب میں حضرت قبلہ ضیاء الامتؒ کے برصغیر میں تعلیمی مراحل کا تذکرہ کیا گیا ہے جو کہ خاصا دلچسپ اور معلومات افزا ہے۔ اس باب کے مطالعہ سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حضرت ضیاء الامت کے والد گرامی نے آپ کی تعلیم وتربیت کا انتظام بڑے اعلیٰ پیمانے پر کیا۔ اس میں دورِ حاضر کے دیگر پیرانِ عظام کے لیے بھی سبق ہے کہ وہ اپنے جانشینوں کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑیں۔ حضرت ضیاء الامتؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''کسی ولی کامل کے سجادہ نشین کی ذمہ داریاں بڑی اہم اور متنوع قسم کی ہوتی ہیں۔ عقیدت مندوں کی اپنے شیخ کے جانشین سے بڑی توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ وہ اپنے نجی، اجتماعی، مقامی اور ملکی، دینی اور سیاسی جملہ معاملات میں اس سے راہنمائی کی توقع رکھتے ہیں۔ اس لیے صاحب سجادہ کے لیے ضروری ہے کہ علم وفضل میں بھی بلند پایہ رکھتا ہو اور اخلاق وکردار میں بھی مثالی حیثیت کا مالک ہو۔ اس لیے حضرات سے درخواست ہے کہ اپنی صوری یا معنوی اولاد میں سے جس فرزند کو وہ اپنی جانشینی کے لیے منتخب فرماویں اس کی تعلیمی اور اخلاقی تربیت کی طرف خصوصی توجہ مبذول فرمائیں۔ وہ قدیم اور جدید علوم کا ماہر ہو۔ مشہور عالم یونیورسٹیوں کا وہ فاضل ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا اخلاق اور کردار اتنا بلند ہو کہ کوئی بدخواہ بھی انگشت نمائی نہ کر سکے۔ ایسے ہونہار سپوت ہی اس پرفتن دور میں فقر ودرویشی کی شمع کو روشن رکھ سکتے ہیں۔'' ۸

چوتھا باب جامع الازہر مصر میں حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ کے تعلیمی مراحل کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ جامعہ ازہر میں آپ نے علم ومعرفت کی بلند منازل پر پہنچنے کے لیے دن رات ایک کر دیا۔ آپ کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

''میری زندگی میں بہت ساری راتیں ایسی آئی ہیں کہ جب میں نماز عشاء سے فارغ ہو کر مطالعہ میں مصروف ہوتا، کتابیں اپنے اسرار ورموز مجھ پر منکشف کرتی جاتیں۔ اس محویت کے عالم میں صبح کے مؤذن کی آواز مجھے رات کی تنگ دامانی کا احساس دلاتی۔'' ۹

اس باب میں حضرت ضیاء الامتؒ کے تین نامور اساتذہ کے آپ کے بارے میں تعریفی سرٹیفکیٹ بھی ہیں۔ جو آپ کے لیے سرمایہ حیات تھے۔

امام ابوزہرہ کا ایک جملہ ملاحظہ ہو:

''جس لمحے میں نے تجھ سے ملاقات کی میں نے تجھ میں بلند نگاہی، رفعت کردار، اعلیٰ مقاصد کی طرف میلان اور بے مقصد امور سے دوری کا احساس کیا۔'' ۱۰؎

وما التقیت بک ساعة الا احسست منک بعلو النفس وسمو الخلق والا تجاه الی معالی الامور والبعد عن سفسافها۔'' ۱۱؎

کیا آج کے طلباء کے لیے اس جملے میں بہت اسباق پنہاں نہیں ہیں؟

پانچواں باب حضرت ضیاء الامت علیہ الرحمہ کے نامور اساتذہ کرام کے مختصر کوائف حیات پر مشتمل ہے۔ حالات بیان کرتے وقت جناب محترم پروفیسر صاحب نے بڑی تحقیق وتفحص سے کام لیا ہے۔ حضرت صدر الافاضل کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''تمام فضلاء کا اس بات پر اجماع تھا کہ جس طرح حدیث طیبہ کا مفہوم حضرت صدر الافاضل فرماتے ہیں کانوں نے آج تک ایسی تشریح نہیں سنی۔'' ۱۲؎

چھٹا باب حضرت ضیاء الامت کے اپنی عملی زندگی میں قدم رکھنے کے حوالے سے ہے۔ اس کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ضیاء الامتؒ نے تعلیم سے فراغت پاتے ہی اپنی ساری صلاحیتیں خدمت دین کے لیے وقف کر دیں۔

ساتواں باب دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کے بارے میں تفصیلی معلومات پر مشتمل ہے۔ دارالعلوم کو بامِ عروج تک پہنچانے میں کن مشکلات ومصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کا پتہ اس باب کے مطالعہ سے ہی چل سکتا ہے۔

حضرت ضیاء الامتؒ امتِ مسلمہ کے بچوں کی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ بچیوں کی تعلیم وتربیت کے بارے میں بھی بڑے حساس واقع ہوئے تھے۔ اس لیے آپ نے دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کے قریب ہی الکلیة الغوثیہ للبنات (غوثیہ گرلز کالج) کے نام سے ایک خوبصورت ادارہ قائم کیا۔ آج یہ ادارہ مثالی تعلیم وتربیت کے حوالے سے شہرت عام حاصل کر چکا ہے۔

آٹھواں باب اسی کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:

''بچیوں کے شرعی پردہ کی سخت پابندی سے کوئی بچی بھی بغیر برقعہ کے کالج میں داخل نہیں ہو سکتی اور چھٹی جاتے وقت بھی طالبہ کو بغیر پردہ کے جانے کی اجازت نہیں۔'' ۱۳؎

اس باب کے آخر میں حضرت ضیاء الامت کے دو خوبصورت خطابات بھی شامل ہیں کہ آپ نے اپنے ادارے کے فارغ التحصیل علماء کے سامنے کہے تھے ان خطابات کا ایک ایک جملہ دعوتِ مطالعہ دیتا ہے۔

نواں باب حضرت ضیاء الامتؒ کے تین اہم رسائل (دعوت فکر ونظر، رویت ہلال اور اس کا شرعی ثبوت، تحریر الناس میری نظر میں) کے بارے میں اہم معلومات پر مشتمل ہے۔ ان رسائل کے بارے میں بعض احباب خواہ مخواہ کی غلط فہمیوں کا شکار تھے۔ حضرت پروفیسر صاحب نے ان غلط فہمیوں کے ازالہ کی کامیاب کوشش فرمائی ہے۔

''تحریر الناس میری نظر میں'' کے حوالے سے عرض کرتا چلوں کہ بعض کرم فرماؤں نے اس کے بارے میں کچھ

Scanned with CamScanner

زیادہ ہی شور شرابا کیا تھا بلکہ ماہنامہ کنز الایمان لاہور کے تو اس بارے میں ایک تفصیلی مضمون بھی شائع کیا تھا جس کا انداز بڑا ہی غیر مناسب تھا حالانکہ مضمون نگار کے پاس اس بارے میں تفصیلی معلومات بھی نہیں تھیں۔

حضرت ضیاء الامتؒ نے اپنے اس مقالے میں جس خوبصورت انداز میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو خراج عقیدت پیش کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

''اتنا زورِ قلم شاید امتِ مرزائیہ کے دجل وفریب کے تار و پود بکھیرنے میں صرف نہیں کیا گیا جتنا زور قلم اور زورِ زبان اعلیٰ حضرت کی تابندہ تر از مہر و ماہ شخصیت پر کیچڑ اچھالنے میں صرف کیا گیا اور تو اور آپ کو انگریز کا وظیفہ خوار کہنے سے بھی گریز نہیں کیا گیا۔ شاید ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا جھوٹ اور سنگین بہتان ہے۔ جس مردِ درویش کے فکر غیور نے عمر بھر کسی رئیس یا نواب کے پاس جانا تک گوارا نہ کیا جس نے اصحابِ ثروت کے سامنے اپنی ذات تو کجا اپنے دینی پروگراموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے دستِ سوال دراز نہ کیا بلکہ حرف مدعا زبان پر لانا بھی اپنے عقیدہ توحید کے منافی سمجھا، ساری عمر اپنی خداداد بے پناہ علمی، ادبی صلاحیتوں کو اپنے رب کریم کے محبوب کریم ﷺ کی مدح سرائی میں صرف کرتا رہا، اس کی خود داری اور غیرتِ عشق کی ترجمانی کے لیے اس کا ایک شعر ہی کافی ہے۔

کروں مدح اہل دول رضا، پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ نان نہیں

یہ نعرہ حق آپ نے اس وقت لگایا جب آپ کو اپنے دینی ادارہ کے لیے سرمایہ کی شدید ضرورت تھی۔ کسی دوست نے مشورہ دیا کہ ''نان پارہ'' ریاست کا والی آپ کا بڑا گرویدہ اور عقیدت مند ہے۔ اگر آپ چند شعر اس کی تعریف میں لکھ کر بھیج دیں اور اسے اس اہم دینی خدمت کی طرف متوجہ کریں تو وہ اپنی ریاست کے خزانوں کا منہ آپ کے لیے کھول دے گا۔ اس سے نہ صرف یہ کہ دینی ادارے کے لیے ایک عظیم الشان اور وسیع عمارت تعمیر ہو جائے گی بلکہ آپ کے علمی جواہر پارے یعنی تصنیفات زیور طبع سے آراستہ ہو کر ملک کے گوشہ گوشہ کو منور کرنے لگیں گی۔ اس ناصح مشفق کے اس سراپا خلوص مشورہ کو آپ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب وہ حق نصیحت ادا کر چکا تو آپ کے سینہ میں ٹھاٹھیں مارنے والے بحرِ عشق مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی موج نے ایک شعر کی صورت میں ایک گوہر یک دانہ ساحل پر پھینک دیا۔ تاکہ اس کی کرنوں کی شوخی راہروانِ جادہ تسلیم ورضا کے اندھیروں کو منور کرتی رہے۔ جو ہستی اپنوں کے سامنے دین کی خاطر دستِ سوال دراز کرنا تو کجا، حرفِ مدعا زبان پر لانا بھی عقیدہ توحید اور جذبہ عشق کی توہین سمجھتی ہو وہ بھلا دین کے دشمنوں کے ساتھ ساز باز کر سکتی ہے؟ ناممکن۔''[۱۴]

جلد دوم

جمال کرم کی دوسری جلد دسویں باب سے شروع ہو کر پندرھویں باب پہ ختم ہوتی ہے۔

دسواں باب تفسیر ضیاء القرآن کے بارے میں تفصیلی معلومات پر مشتمل ہے۔ اس باب کے آخر میں جناب ذکی احمد ہاشمی صاحب کا ایک خط شامل کیا گیا ہے جس میں انہوں نے تفسیر القرآن کے بارے میں اپنے

تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ ان کے چند جملے ملاحظہ ہوں۔:

"میرے اللہ کو مجھ پر رحم آ گیا اور اس کے فضل سے "ضیاء القرآن" میسر آ گئی۔ اسے کہتے ہیں پانی کی تلاش میں مارے مارے پھرو لیکن ملتا تب ہی ہے جب وہ چاہے اور جب اس نے چاہا تو گھر میں چشمہ صافی آ گیا۔ سبحان اللہ وبحمدہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ۔ محترم! ضیاء القرآن کی پانچوں جلدیں مل گئی ہیں۔ پہلی جلد نے خوب خوب رلایا۔ اب دوسری جلد اپنا کام کر رہی ہے۔ مصنف مکرم کے لیے پل پل دعائیں نکل رہی ہیں۔"[۱۵]

ضیاء القرآن کے بارے میں مولانا امین احسن اصلاحی کی کیا رائے ہے؟ اسے جان لینا یقیناً قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ ملاحظہ ہو:

"جب تک میں نے تفسیر ضیاء القرآن نہیں پڑھی تھی، میں یہ سمجھتا تھا کہ عصری تفاسیر میں تدبر القرآن کا مقابلہ شاید کوئی تفسیر بھی نہیں کر سکتی یعنی میں نے اس میں ادب انشاء اور جدید تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر تفسیری نکات بیان کیے۔ لیکن جب تفسیر ضیاء القرآن پڑھی تو مجھے احساس ہوا کہ اس میدان میں کوئی مجھ سے بڑی علمی قد کاٹھ کی شخصیت موجود ہے جو عصری تقاضوں کو نسبتاً بہتر انداز میں قرآنی تفسیر کی روشنی میں پیش کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔"[۱۶]

گیارھواں باب فقر غیور اور عشقِ خود آگاہ کے نقیب ماہنامہ ضیائے حرم کے بارے میں تفصیلات پر مشتمل ہے۔

حضرت پیر صاحب علیہ الرحمہ ضیائے حرم کا اداریہ "سرِ دلبراں" خود لکھتے تھے۔ پروفیسر صاحب نے اس باب میں سر دلبراں کے بہت سے دلچسپ اقتباسات درج کر دیئے ہیں۔

بارھویں باب کا عنوان ہے:

"آفاق عالم میں فیضانِ حضور ضیاء الامتؒ"

اس باب میں دی گئی معلومات از حد دلچسپ ہیں۔ مرکزی دارالعلوم کی ایک عظیم برانچ جامعہ الکرم انگلینڈ کے بارے میں تفصیلات بھی اسی باب میں شامل کی گئی ہیں۔ اس جامعہ کے افتتاح کے موقع پر حضرت ضیاء الامتؒ نے ایک زبردست تقریر فرمائی تھی۔ وہ بھی اس باب کی زینت ہے۔ ساتھ ہی حضرت ضیاء الامت کے فیض یافتگان کی فلاحی تنظیموں "مسلم ہینڈز انٹرنیشنل، مسلم چیرٹی، مسلم گلوبل ریلیف" کے بارے میں بھی تفصیلات رقم کی گئی ہیں۔ اس باب کا ایک بڑا ہی اہم حصہ حضرت ضیاء الامت کے دلچسپ سفرنامے ہیں۔ یہ تقریباً ایک سو نوے صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ حضرت پروفیسر صاحب نے ان کو بڑی خوبصورتی سے ترتیب دیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان سفرناموں کو الگ کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔

تیرھواں باب حضرت ضیاء الامت کی فتنہ انکار ختم نبوت کے خلاف جہاد کے حوالے سے خدمات پر مشتمل ہے۔ مرزائیت کے رد میں جس انداز سے حضرت ضیاء الامت نے لکھا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

چودھویں باب میں حضرت ضیاء الامت کی عدالتی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جب حضرت ضیاء الامت نے شرعی عدالت میں جج کا عہدہ سنبھالا تو بعض نے مخالفت بھی کی لیکن آپ نے چونکہ محض لوجہ اللہ یہ عہدہ قبول کیا تھا اس لیے کہ آپ نے کسی کی پرواہ نہ کی اور بڑے خوبصورت انداز میں خدمات سرانجام دیں۔ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

Scanned with CamScanner

''علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری وفاقی شرعی عدالت کے جج بننے کے اہل تھے اور ہمیں اس پہ فخر ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ انہوں نے حکومت کے انتظامی معاملات میں نہیں بلکہ عدلیہ میں شمولیت کی ہے۔'' ۱۷

یہاں پر یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ حضرت ضیاء الامت کے عدالتی فیصلوں پر مشتمل کتاب ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کی طرف سے چھپ چکی ہے۔ ۱۸

یہ کتاب اس قابل ہے کہ اس کا بار بار مطالعہ کیا جائے۔ حضرت ضیاء الامت کے بارے میں جسٹس تقی عثمانی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

''جناب پیر صاحب سے عمر، علم اور تجربے ہر چیز میں کم ہونے کے باوجود احقر کے ساتھ ان کا مشفقانہ معاملہ ان کی بزرگی اور بڑائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اختلافِ رائے کے مواقع پر بھی احقر نے انہیں ہمیشہ وسیع الظرف اور کشادہ صدر پایا۔ ۱۹

پندرھواں باب حضرت ضیاء الامت کے بہار آفرین قلم کے لازوال شاہکار ''ضیاء النبی ﷺ'' کے بارے میں ضروری معلومات پر مشتمل ہے۔ اس باب کو پڑھنے کے بعد بہت مشکل ہے کہ ضیاء النبی ﷺ کا مطالعہ نہ کیا جائے۔

اس باب میں دیگر دلچسپ معلومات کے ساتھ جناب ڈاکٹر نثار احمد صاحب اور جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب ۲۰ کے بارے ضیاء النبی ﷺ کے متعلق خوبصورت مقالات بھی شامل کیے گئے ہیں۔

جلد سوم

جمال کرم کی تیسری جلد سولھویں باب سے شروع ہو کر چوبیسویں اور آخری باب پر ختم ہوتی ہے۔

سولھواں باب حضرت ضیاء الامت کی علالت کے مرحلوں، مرضِ وصال اور پریس کوریج پر مشتمل ہے۔ اس باب کے مطالعہ سے دیگر معلومات حاصل ہونے کے علاوہ یہ پتا چلتا ہے کہ آپ کے وصال کے غم کو سارے عالم اسلام نے بڑی شدت سے محسوس کیا۔

سترھواں حضرت ضیاء الامت کے وصال پر تعزیتی پیغامات وخطوط پر مشتمل ہے۔ ان کو ترتیب دے کر تو ایک الگ خوبصورت کتاب بھی تیار ہو سکتی ہے۔

جناب بشیر حسین ناظم (ڈپٹی ڈائریکٹر وزارت مذہبی امور اسلام آباد) رقمطراز ہیں:

''ان کی دلکشی ودلآراء صورت ہر آن وہر حین ہر وقت پیش نظر رہتی ہے۔ ان کی شیریں باتیں بھولتی نہیں، ان کے ارشادات وشفقات ومراحم یاد آتے ہیں، حسنِ تاثیر کلام وگفتگو کانوں میں رس گھول رہی ہے۔'' ۲۱

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں۔

''حضرت پیر محمد کرم شاہ علیہ الرحمہ کی مفارقت ملتِ اسلامیہ کا ایک عظیم المیہ ہے۔ ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان کے دینی اور علمی آثار تاریک فضاؤں کو روشن کرتے رہیں گے۔'' ۲۲

اٹھارہواں باب حضور ضیاء الامت کے کردار کی چند نمایاں خصوصیات کے بیان پر مشتمل ہے۔ یہ باب بڑے خاصے کی چیز ہے اور بڑی محنت سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں حضرت پیر صاحب کے کردار کی درج ذیل خصوصیات کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے!

(۱) سچے عاشق رسول ﷺ

(۲) تالیف قلوب

Scanned with CamScanner

(۳) کامل معلم، محسن مربی

(۴) سراپا استقامت

(۵) پیکر عجز وانکسار

(۶) حسنِ اعتدال کا نادر نمونہ

(۷) متوکل علی اللہ اور رضائے رسول ﷺ کے طالب

(۸) دور اندیش مدبر و ماہر منتظم

انیسواں باب حضور ضیاء الامت کے مکتوبات شریف پر مشتمل ہے۔ اس میں حضرت پیر صاحب کے ستر سے زائد خطوط شامل ہیں۔ بعض عربی میں بھی ہیں۔ ۲۳

بیسواں باب حضرت ضیاء الامت کی اہلیہ محترمہ اور اولادِ امجاد کے بارے میں تفصیلات پر مشتمل ہے۔

اکیسواں باب حضرت ضیاء الامت علیہ الرحمہ کے خلفاء عظام کے بارے میں ہے۔ اس حوالے سے یہ عرض کرنا بڑا ضروری ہے کہ حضرت ضیاء الامت خلافت دینے کے سلسلے میں بڑے محتاط تھے۔ جن خوش نصیبوں کو آپ نے خلافت سے نوازا وہ بھی جمال کرم کے حسین پرتو ہیں۔

جمال کرم کا بائیسواں باب حضرت ضیاء الامت کے روحانی مقام کے حوالے سے ہے۔ اس باب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ضیاء الامت کو کثرت سے زیارت نبوی ﷺ کا شرف حاصل ہوا۔ علامہ رضاء الدین صدیقی صاحب رقمطراز ہیں:

''برادرم عبدالرسول ارشد صاحب نے ایک قریبی دوست کے خواب کا ذکر کیا کہ انہیں جناب رسالت مآب ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پیر صاحب کے بارے میں استفسار کیا۔ حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور کمال دلربائی سے فرمایا:

''پیر محمد کرم شاہ تو ہمارا یار ہے'' ۲۴

کتاب کا تیسواں اور چوبیسواں باب گویا پوری کتاب کی جان ہیں۔ ان میں حضرت ضیاء الامت کی دلوں اور ذہنوں میں انقلاب برپا کر دینے والی تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔ یوں یہ کتاب اپنے اختتام کو پہنچتی ہے۔

آخر میں ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کو خراج تحسین پیش کرنا بھی بڑا ضروری ہے جس نے خوبصورت انداز میں اس کتاب کو شائع کر کے قارئین تک پہنچانے کا اہتمام کیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب (محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب) کا وجودِ مسعود اس میدان میں غنیمت ہے۔ بامقصد اور جاندار لٹریچر کی خوبصورت اشاعت میں اس مردِ درویش نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ قابل رشک ہیں۔ ۲۵

جناب محمد عالم مختار حق صاحب رقمطراز ہیں:

''ہم صاحبزادہ صاحب کی کتاب دوستی اور معارف پروری کے اوصاف کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں'' ۲۶

مزید لکھتے ہیں:

''جناب صاحبزادہ حفیظ البرکات مدظلہ مہتمم ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور نے اہل سنت و الجماعت کے اشاعتی حلقوں میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔'' ۲۷

حوالہ جات

(۱) محمد اعجاز احمد گوندل: مکاتیبِ ضیاء الامت، تگ وتاز لاہور، مارچ ۲۰۰۲ء، ۲۱۳، ۲۱۴

(۲) محمد امین الحسنات شاہ پیر: تقریظ بر جمال کرم از پروفیسر حافظ احمد بخش، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، مارچ ۲۰۰۳ء، جلد ا، ص ۱۱

Scanned with CamScanner

(۳) احمد بخش پروفیسر حافظ: حضرت ضیاء الامت ایک انقلاب آفریں شخصیت مشمولہ مقالات از پیر محمد کرم شاہ الازہری 'ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور' اشاعت اول' جنوری ۱۹۹۰' ج ۱' ص ۸۶

(۴) محمد سعید اسعد: حضور ضیاء الامت کے معمولات چند اہم یادیں اور حسین واقعات مشمولہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور' ضیاء الامت نمبر' شمارہ اپریل مئی ۱۹۹۹ء، ص ۷۷

(۵) جمال کرم: ج ۱' ص ۱۱-۱۲

(۶) جمال کرم' ج ۱' ص ۲۵-۲۶

(۷) جمال کرم' ج ۱' ص ۴۰

(۸) مقالات: ج ۱' ص ۳۷۸

(۹) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور' شمارہ اپریل' مئی ۱۹۹۹ء' ص ۳۲

(۱۰) جمال کرم' ج ۱' ص ۲۷۵

(۱۱) حضرت ضیاء الامت ایک انقلاب آفریں شخصیت مشمولہ مقالات' ج ۱' ص ۲۶

(۱۲) جمال کرم' ج ۱' ص ۲۹۵

(۱۳) جمال کرم' ج ۱' ص ۵۵۰

(۱۴) محمد کرم شاہ الازہری' پیر: تحریر النساس میری نظر میں مشمولہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور' شمارہ اکتوبر ۱۹۸۶ء ص ۵۴

(۱۵) جمال کرم' ج ۱' ص ۸۵

(۱۶) شہباز احمد چشتی: دانائے راز ضیاء الامت' ضیاء القرآن پبلی کیشنز اپریل ۲۰۰۲ء' ص ۱۱۷

(۱۷) جمال کرم: ج ۲' ص ۲۰۴

(۱۸) محمد کرم شاہ الازہری پیر: ضیاء الامت کے عدالتی فیصلے' ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور' مارچ ۲۰۰۳ء' صفحات ۲۱۸

(۱۹) جمال کرم' ج ۲' ص ۷۷

(۲۰) ڈاکٹر محمد عبداللہ صالح صاحب آج کل جامعہ پنجاب شعبہ اسلامیات لاہور میں بطور لیکچرر تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بڑے کامیاب قلمکار ہیں۔ راقم (محمد اکرم ساجد) ان کی نگرانی میں جامعہ پنجاب شعبہ اسلامیات لاہور سے ایم۔فل کا مقالہ بعنوان ''برصغیر میں صوفیاء کرام کا منہج دعوت'' لکھ رہا ہے۔ قارئین سے دعا کی اپیل ہے۔

(۲۱) جمال کرم' ج ۳' ص ۱۴۴

(۲۲) جمال کرم' ج ۳' ص ۱۵۵

(۲۳) مکتوبات ضیاء الامت کے نام سے ایک خوبصورت کتاب برادر محترم جناب علامہ محمد اعجاز احمد گوندل صاحب نے ترتیب دی تھی جسے تگ و تاز پبلی کیشنز لاہور نے مارچ ۲۰۰۲ء میں شائع کیا تھا۔ یہ کتاب ۶۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲۴) محمد رضاء الدین صدیقی' حضرت ضیاء الامت کی روشن اور ہمہ جہت شخصیت کے چند پہلو (ذاتی مشاہدات و محسوسات) مشمولہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور' ضیاء الامت نمبر' شمارہ اپریل' مئی ۱۹۹۹ء' ص ۴۶۷

(۲۵) محمد اکرم ساجد: ابتدائیہ ارشاداتِ ضیاء الامت' ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور' مارچ ۲۰۰۴ء' ص ۱۰

(۲۶) محمد عالم مختار حق: پیش گفتار ''مکتوبات امامِ ربانی'' ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور' اگست ۲۰۰۲ء' ج ۱' ص ۶

(۲۷) محمد عالم مختار حق: توضیح ''بہارِ شریعت'' ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور' اگست ۱۹۹۵ء' ج ۱' ص ۶

Scanned with CamScanner

تبصرہ کتب

(۱) انجمن احباب اہل سنت کا سلسلہ تبلیغ ''سبیل ہدایت''

عاشوراء کے فضائل و معمولات

صفحات: ۱۶

۴ روپے کے ڈاک بھیج کر منگوائیں

ملنے کا پتہ: ناظم انجمن احباب اہل سنت سہنسہ آزاد کشمیر

(۲) ایصال ثواب مستحب و مستحسن ہے

مؤلف: حافظ محمد ظفر الدین سیالوی

ضخامت: ۲۴ صفحات	ھدیہ: پندرہ روپے

ملنے کا پتہ: عزیزی دواخانہ چوک سیٹلائٹ ٹاؤن۔ جھنگ

(۳) مسجد میں نماز جنازہ کی شرعی حیثیت

مؤلف: مفتی محمد اشرف القادری

ضخامت: ۳۲ صفحات

ھدیہ: ۱۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ

ملنے کا پتہ: بزم عاشقان مصطفےٰ لاہور مکان نمبر ۲۵ گلی نمبر ۳۲ زبیر سٹریٹ فلیمنگ روڈ' لاہور۔

(۴) امام احمد رضا اور دار العلوم منظر الاسلام

مؤلف: ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ضخامت: ۱۶ صفحات	ھدیہ: ۶ روپے کے ڈاک ٹکٹ

ملنے کا پتہ: ادارہ مظہر الاسلام' لاہور' نئی آبادی' مجاہد آباد' مغلپورہ لاہور۔ پاکستان

(۵) حضور اکرم ﷺ بحیثیت شاہد علی العالمین

مؤلف: ڈاکٹر عبد الغنی شیخ

ضخامت: ۴۸ صفحات	ھدیہ: ۱۸ روپے کے ڈاک ٹکٹ

ملنے کا پتہ: بزم عاشقان مصطفےٰ مکان نمبر ۲۵' گلی نمبر ۳۲' زبیر سٹریٹ فلیمنگ روڈ لاہور۔

موضوع: قرآن مجید میں الم تـر سے شروع ہونے والی آیات کا ترجمہ اور مطالعہ

(۶) تصور پاکستان' ایک تحقیقی جائزہ۔

مؤلف: پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد

ضخامت: ۸۵ صفحات	ھدیہ: تیس روپے کے ڈاک ٹکٹ

ملنے کا پتہ: ادارہ مظہر الاسلام نئی آبادی' مجاہد آباد' مغلپورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ۔ ۵۴۸۴۰

موضوع: تصور پاکستان کا خالق کون؟ بلاشبہ یہ ایک تجزیاتی تحقیق ہے۔ مقالہ نگار نے تاریخ کے اوراق کھنگالتے ہوئے اپنے عمیق و دقیق مطالعے کی روشنی میں یہ طے کیا ہے کہ سب سے پہلے تخلیق پاکستان کا تصور کس نے پیش کیا تھا تاریخی فروگذاشتوں کی تصحیح کرتے ہوئے محقق نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ شخص جس کے سر پر تصور پاکستان کا سہرا بندھتا ہے درحقیقت وہ محمد عبد العزیز بلگرامی'' یا'' عبد القدیر بدایونی'' تھے جو کہ اپنے وقت کے مشہور عالم' فاضل فقیہہ اور سیاسی شخصیت تھے۔

یہ مقالہ ایک اہم تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ دانشوران تحقیق و متلاشیان حقیقت کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ مطالعہ پاکستان کے طالب علم کے لیے کھلی دعوت غور وفکر ہے۔

مؤقر مقالہ نگار اگرچہ عمومی طور پر ماہر رضویات کے نام سے ہی معروف ہے لیکن اس کے علاوہ بھی وہ متعدد موضوعات پر داد تحقیق دے چکے ہیں۔ بلاشبہ ان کی تحقیق سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر خضر نوشاہی بایں الفاظ مؤلف کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں:

جن محققین نے قلم کی آبرو اور تقدس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے خون جگر سے گلشنِ علم وادب کی آبیاری کی ہے' ان میں ایک انتہائی معتبر اور محترم نام حضرت علامہ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتھم العالیہ کا بھی ہے' جو کہ محتاج تعارف نہیں ہے۔ انہوں نے علمی و تحقیقی دنیا میں ایسے زریں نقوش ثبت کیے ہیں جو نہ صرف قابل رشک اور لائق صد ستائش ہیں بلکہ ہم جیسے طالب علموں کے لیے مشعل راہ بھی ہیں۔

قارئین ضرور مطالعہ کریں۔ ارباب دانش وبینش اسے اپنی لائبریری کی زینت بنائیں۔

(۷) آثار وتبرکات کی شرعی حیثیت

مؤلف: جانشین صدر الشریعۃ حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ مجددی قادری

ضخامت: ۳۶ صفحات　ہدیہ: دس روپے کے ڈاک ٹکٹ

ملنے کا پتہ: ادارہ معارف نعمانیہ۔ ۳۲۳ شاد باغ لاہور

موضوع: کتابچے کے نام سے ہی موضوع کی اہمیت واضح ہے۔ یہ حضرت علامہ صاحب کی ایک تقریر ہے جسے مولانا شمشاد احمد مصباحی نے ترتیب دیا ہے۔

(۸) الأربعین فی فضل الأذان والمؤذنین

مؤلف: محمد صدیق سعدی دار العلوم محمدیہ غوثیہ چک شہزاد

ضخامت: ۴۸ صفحات　ہدیہ: مذکور نہیں

ملنے کا پتہ: مدرسہ اسلامیہ اشاعت القرآن' پیرودھائی' راولپنڈی

موضوع: اذان کی فضیلت' مؤذن وسامع کے اعزاز واکرام پر مبنی چالیس احادیث کا مجموعہ

(۸) حضور ضیاء الامت ہمہ جہت شخصیت

مرتب: محمد الیاس چشتی

ضخامت: ۱۰۳ صفحات　ہدیہ دس روپے کے ڈاکٹ ٹکٹ

ملنے کا پتہ: مدرسہ انوار مدینہ ضیائے کرم' محلہ رحیم پورہ' اللہ آباد وزیر آباد۔ ضلع گوجرانوالہ

موضوع: یہ کتاب حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کی لازوال اور گوناں گوں ظاہری وباطنی اوصاف وکمالات سے بہرہ مند عظیم الشان شخصیت کے فضائل ومناقبت پر مشتمل ایک ارمغان عقیدت ہے۔

حضور ضیاء الامت جیسی جلیل القدر ہستی کسی تعارف وتبصرہ کی محتاج تو نہیں لیکن اس کے باوجود متعدد مؤلفین ومصنفین نے آپ کی خدمت میں سپاس عقیدت پیش کیا ہے۔ اندرون وبیرون ملک میں مختلف یونیورسٹیوں میں آپ کی ذات کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی مقالہ جات پیش کیے جا چکے ہیں اور تا حال یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ زیر تبصرہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک خوبصورت کڑی ہے۔

گناہوں کی بخشش اور بامراد ہونے کا

کامیاب نسخہ

ہر نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار اور ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور ایک ایک بار قُلْ هُوَاللّٰه اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے اور سبحان اللّٰہ ۳۳ بار، الحمد اللّٰہ ۳۳ بار، اللّٰہ اکبر ۳۴ بار اور لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر ایک بار پڑھ لے تو اسکے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں اور وہ نامراد نہیں رہے گا۔ (مسلم شریف)

سید صابر حسین شاہ بخاری کے والد محترم کا سانحہ ارتحال

سید مسکین حسین شاہ بخاری مورخہ 6 اپریل ۲۰۰۵ء کو قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

منجانب

حفیظ الرحمٰن عابد صاحب پرنسپل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ گلزار مدینہ حسن ابدال

Scanned with CamScanner

حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی سرزمین بھیرہ شریف
میں دکھی انسانیت کی خدمت کیلئے سچی خیر خواہی، پرخلوص ہمدردی، عاجزانہ دعا اور ادویات پر زر
کثیر خرچ کر کے آپ کی صحت کاملہ کیلئے طب اسلامی کے اعجاز کے ساتھ ہمہ وقت کوشاں

ھاشمی دواخانہ

نزد میری لینڈ ہائی سکول بیرون چکوالہ دروازہ بھیرہ شریف

تمام امراض بالخصوص جوڑوں کے درد، عرق النساء، گنٹھیا، امراض سانس و سینہ، دمہ پٹھوں کی کمزوری و دردیں، جگر کی جملہ امراض، یرقان سیاہ، یرقان اصفر، پیشاب کی جملہ تکالیف پتھریاں پتہ، مثانہ، گردے و درد گردہ اور جملہ جنسی امراض مخصوصہ زنانہ و مردانہ کا علاج بفضلہٖ تعالیٰ کامیابی سے کیا جا رہا ہے۔

تمام قرابا دینی و طب اسلامی کے نسخہ جات بشمول معاجین، خمیرہ جات، لعوق، مشروبات، عرقیات وغیرہ 100% خالص اجزاء سے تیار شدہ ھر وقت موجود ھوتے ھیں۔ نیز مرکبات و مشروبات آرڈر پر بھی ماھر دواسازوں سے تیار کروا سکتے ھیں۔

فون یا خط پر حقیقت بتا کر بذریعہ ڈاک بھی دوائی منگوائی جا سکتی ہے۔

ماہر علاج بالغذا **حکیم عطاء اللہ شاہ ہاشمی سیالوی**

فاضل الطب والجراحت (گولڈ میڈلسٹ)

فون نمبر: 04521-691548 Mobile: 0300-6002095
0300-6002094

Scanned with CamScanner

MONTHLY ZIA-E-HARAM CPI No. 32/CR LAHORE
MAY 2005 VOL. 35 NO. 8

Scanned with CamScanner